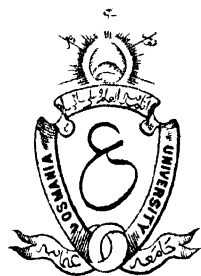


TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188144

UNIVERSAL
LIBRARY



۹۲۲۵۶۴۲
م - ط

تصانیف و کتب خطی و چاپی
سازمان اسناد و کتابخانه ملی

طبقات کبیر

جزو ثانی

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمه

مولانا عبد اللہ العمدی صاحب

(سابق رکن سررشته تالیف ترجمہ جامعہ قمانیہ)

۱۳۶۳ھ م ۱۳۵۳ھ م ۱۹۲۲ء

طبع و نشر
دارالاحیاء عثمانیہ کراچی

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو ثانی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۷	سریہ عبد اللہ بن جحش الاسدی		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۸	غزوہ بدر		کے غزوات و سرایا
۳۱	سریہ عمیر بن عدی		نام و تاریخ
۳۱	سریہ سالم بن عمیر		
۳۲	غزوہ بنی قینقاع		
۳۴	غزوہ سویق		
	غزوہ قرقرۃ الکدیر یا قرارۃ	۱	سواری و سامان
۳۵	الکدیر	۳	سریہ عبیدۃ بن الحارث
۳۷	سریہ قتل کعب بن الاشرف	۳	سریہ سعد بن ابی وقاص
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴	غزوہ الایواء
۴۱	کاغزوہ غطفان	۵	غزوہ بواط
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵	غزوہ یہ تلاش کر زین جابر
۴۳	غزوہ بنی سلیم	۵	القہری
۴۳	سریہ زید بن حادشہ	۶	غزوہ ذی العشیرہ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲	۱	۲	۱
۱۱۲	سریه ابو عبیده بن الجراح بجانب ذی القعدة	۴۴	غزوه احد
۱۱۲	سریه زید بن حارثه بجانب بنی سلیم بمقام الجموم	۵۳	اسمائے شہداء و مقتولین اُحد
۱۱۳	سریه زید بن حارثه بجانب البقیص	۶۱	غزوه حمراء الاسد
۱۱۳	سریه زید بن حارثه بجانب الطرف	۶۳	سرایہ ابی سلمہ بن عبد الاسد المخرنومی
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب الحسلی	۶۴	سریه عبد اللہ بن اُنیس
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۶۵	سریه المنذر بن عمرو
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۷۰	سریه مرثد بن ابی مرثد
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۷۲	غزوه بنی النضیر
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۷۵	غزوه بدر الموعده
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۷۸	غزوه ذات الرقاع
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۷۹	غزوه دومتہ الجندل
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۸۱	غزوه المریسج
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۸۲	غزوه خندق یا غزوه احزاب
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۹۶	غزوه بنی قریظہ
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۱۰۱	سریه محمد بن مسلمہ بجانب قبیلہ مسرطا
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۱۰۲	غزوه بنی لحيان
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۱۰۴	غزوه الغابہ
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۱۱۰	سریه عکاشہ بن محسن الاسدی
۱۱۴	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی	۱۱۱	بنجانب النفر
۱۱۹	سریه زید بن حارثه بجانب وادی القرئی		سریه محمد بن مسلمہ بجانب ذی القعدة

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲	۱	۲	۱
۱۶۳	سریه غالب بن عبد الله الليثی	۱۲۰	سریه عبد الله بن رزاحه نجاشی
۱۶۴	سریه شجاع بن وهب الاسدی		اسیر بن زارم
۱۶۵	سریه کعب بن عمیر الغفاری		سریه گرز بن جابر الفهری
"	سریه موته	۱۲۱	بجانب العربیین
۱۶۰	سریه عمرو بن العاص	۱۲۳	سریه عمرو بن امیه الضمری
۱۶۱	سریه الخط (برگ درخت)	۱۲۴	غزوه حدیبیه
"	سریه ابوقحاده بن ربیع الانصاری	۱۳۸	غزوه خیبر
۱۶۲	" " " "		سریه عمر بن الخطاب بجانب
۱۶۳	غزوه عام الفتح	۱۵۲	سریه
۱۸۶	سریه خالد بن الولید		سریه ابو بکر صدیق رضی الله عنه
"	سریه عمرو بن العاص	۱۵۳	بجانب بنی کلاب بمقام نخج
۱۸۶	سریه سعد بن زید الاشجلی		سریه بشیر بن سعد الانصاری
۱۸۸	سریه خالد بن الولید	۱۵۴	بمقام فزک
۱۹۱	غزوه تبیین		سریه غالب بن عبد الله الليثی
۲۰۰	سریه طفیل بن عمرو الدوسی	"	بجانب المینفعه -
۲۰۱	غزوه طایف		سریه بشیر بن سعد الانصاری
۲۰۴	سریه یحیی بن حصن الفزاری	۱۵۵	بجانب یمن وجبا -
۲۰۶	سریه قطیب بن عامر بن حاریده		عمره قضاء
"	سریه ضحاک بن سفیان الکلابی	۱۵۶	سریه ابن ابی العوجاء سلمی
۲۰۶	سریه علقمه بن مجزز المدلجی		بجانب ابنی سلیم
۲۰۸	سریه علی بن ابی طالب	۱۶۰	سریه غالب بن عبد الله الليثی نجاشی
۲۰۹	سریه عکاشه بن محسن الاسدی	۱۶۰	بنی الملووح بمقام الکدیده
"	غزوه تبوک		

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲	۱	۲	۱
۲۱۵	عمره بنی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۳	حج ابو بکر صدیق
۲۱۶	حجۃ الوداع	۲۱۴	سریہ خالد بن الولید
۱۳۲	سریہ اسامہ بن زید بن حارثہ	۲۱۴	سریہ علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَايَ غِيَاثَ عَلِيٍّ فِي
 جَزْوَتَانِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ اوسیرایا

نام و تاریخ

سواری و سامان

موسلی بن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فرمایا، سینتالیس سرایا کیجے، اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا۔
 (۱) بدر (۲) احد (۳) مریض (۴) خندق (۵) قرظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ
 (۸) حنین (۹) طائف۔ اس تعداد پر اجماع ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی نضیر کے غزوے میں بھی قتال فرمایا،

اللہ تعالیٰ نے اُسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا، خیر یہ سے واپس آنے ہوئے وادی القریٰ میں بھی قتال فرمایا، اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے، غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت فرمائی ہے تو دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے، اسی پر اجماع ہے، اور بروایت بعض آپ ۲ ربیع الاول کو تشریف لائے۔

ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت نے حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم کو عنایت فرمایا، اُس کا دنگ سفید تھا، ابوہریرہؓ کا زہن الحسین الغنوی نے اسے اٹھایا جو حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس مہاجرین کے ساتھ انھیں روانہ فرمایا، بعض کا قول ہے نصف مہاجرین تھے، نصف انصار، لیکن اجماع اسی پر ہے کہ سب مہاجرین تھے، بدر میں انصار کو مائتہ لے کے جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمائی اس وقت تک کسی انصاری کو کسی میدان میں نہیں بھیجا۔ انصار نے شکر کر لی تھی کہ اپنے شہر مدینہ ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

حمزہ قافلہ قریش کے روکنے کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ شام سے آیا تھا، اس میں تین سو آدمی تھے، ابو جہل بن ہشام ہمراہ تھا۔

یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیسٰی کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے، قریش کی ٹڈ بھڑ ہوئی، یہاں تک کہ سب نے لانے مرنے کے لیے عیسٰی یا نہ یسٰی۔ مجدی بن عمرو ابجہنی جو قریش کا حلیف تھا کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا اور کبھی ان لوگوں کی طرف۔ یہاں تک کہ وہ اُن کے درمیان حائل ہو گیا، انھوں نے قتال نہیں کیا۔ ابو جہل اپنے ساتھیوں اور قافلے کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہو گیا، حمزہ بن عبد المطلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ واپس ہوئے۔

سرۃ عبیدہ بن الحارث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے آنھوں میں سے مستدروع شوال میں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبدمناف کا رايخ کی جانب وہ سرۃ ہے جس میں لوائے ابیض (علم سفید) اُن کے لئے نامزد کیا گیا تھا اس کو مسطح بن اثاثہ بن المطلب بن عبدمناف لئے ہوئے تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ وہ ابوسفیان بن حرب سے ملے ان کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے، وہ ایک پانی کے مقام پر تھا جس کا نام آحیاء تھا جو جحفہ سے دس میل پر رايخ کا حصہ ہے۔ (یہ خاصہ اُس صورت میں ہے جبکہ بائیں ہاتھ کے راستے سے قیدیہ کا ارادہ کیا جائے، وہ لوگ صرف اس لئے سیدھے راستے سے پھرے تھے کہ اپنے سواری کے اونٹوں کو چیرائیں۔ اُن میں تیر اندازی ہوئی، انھوں نے تلواریں نہیں پھینچیں اور نہ قتال کے لیے صف بستہ ہوئے۔ اُن لوگوں کے درمیان تیر اندازی صرف اس لئے ہوئی کہ سعد بن ابی وقاص نے اُس راونہ ایک تیر پھینک دیا تھا وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا، دونوں فریق اپنی اپنی جائے پناہ میں واپس ہوئے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اُس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

سرۃ سعد بن ابی وقاص

ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے نویں ماہ کے

شروع میں انحرار کی طرف سعد بن ابی ذناص کا سر یہ ہوا جس میں لو اے ایضاً
 (علم سفید) اُن کے لئے نامزد کیا گیا تھا جسے المقداد بن عمرو السہرانی اُٹھائے
 ہوئے تھے، انھیں آپ نے میں مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا کہ
 قافلہ قریش کو روکیں جو اُن کی طرف سے گزرے، اُن سے یہ عہد لے لیا تھا کہ
 وہ انحرار سے آگے نہ بڑھیں۔ انحراران چند کنود کا نام ہے جو الحنفہ سے
 مکہ کی طرف جانے میں المجر کی بائیں جانب خم کے قریب ملے ہیں، سعد کہتے ہیں کہ
 ہم لوگ پہلا وہ روانہ ہوئے، دن کو کین گاہ میں پوشیدہ ہو جاتے تھے
 اور رات کو چلتے تھے یہاں تک کہ جب ہیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلے کے
 متعلق علم ہوا کہ وہ شب ہی کو گذر گیا، ہم مدینہ لوٹ آئے۔

غزوہ الالبوا



آغاز صفر میں ہجرت کے گیا رہیں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 غزوہ الالبوا ہے۔ آپ کا علم حمزہ بن عبد المطلب نے اٹھایا اور وہ سفید تھا۔
 آپ نے مدینے پر سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے
 ہمراہ روانہ ہوئے جن میں کوئی انصاری نہ تھا، آپ قافلہ قریش کو
 روکنے کے لئے الالبوا پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی، یہی غزوہ ودان ہے
 اور آپ دونوں مقام الالبوا، ودان پر وارد ہوئے، ان
 دونوں میں چھیل کا فاصلہ ہے، یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے
 یہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوے میں آپ نے مخشی بن عمرو الضمری سے جو آپ کے زمانے میں
 بنی ضمہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ بنی ضمہ سے
 جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے خلاف
 لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کو مدد دیں گے، آپ کے اور ان کے

درمیان ایک عہد نامہ تحریر کیا گیا (اور صمدی کنانہ میں سے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی جانب مراجعت فرما ہوئے، اس طرح آپ پندرہ روز سفر میں رہے۔
 کثیر بن عبد اللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ الالبواء کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔

غزوہ بواط

ہجرت کے تیرھویں مہینے شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بواط ہے، آپ کا جھنڈا سفید تھا اور سعد بن ابی وقاص لئے ہوئے تھے، آنحضرتؐ نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا خلیفہ بنایا، اور دو اصحاب کے ہمراہ اس نافلہ فزیش کو روکنے کے لئے نکلے جس میں امیہ بن خلف الجحفی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔
 آپؐ بواط پہنچے یہ جگہ حبشہ کے پہاڑی سلسلے میں علاقہ رضوی اور شام کے راستے کے متصل ذمی حشب کے قریب ہے، بواط اور مدینہ کے درمیان تقریباً چار ہزار (۴۰۰۰) فاصلے پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی فوج نہ آئی اور آپؐ مدینہ مراجعت فرما ہوئے۔

غزوہ تبلاش کرز بن جابر الفہری

اسی ماہ ربیع الاول کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا جو علی بن ابی طالبؓ نے اٹھایا تھا، مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔
 کرز بن جابر نے مدینہ کی چراگاہ کو لوٹا تھا، اور جاوڑوں کو ہکا بھکا کیا تھا، وہ اپنے

جانور) ابھاریں جڑا تھا، مدینے کی چراگاہ ایک جگہ تھی جہاں لوگ اپنے جانور چراتے تھے،
 ابھارا ایک بھاڑ ہے جو الحقیق کے علاقے سے البجروف تک پھیلا ہے اس کے
 اور مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے تلاش کرتے ہوئے اُس وادی میں پہنچے
 جس کا نام سفوان تھا، جو بدر کے نواح میں ہے، کرزین جابر اُس وادی سے
 چلا گیا تھا، آپ اُس سے نہ ملے اور مدینہ واپس تشریف لائے۔

غزوہ ذی العشیرہ

جمادی الاخر میں ہجرت کے سولہویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 غزوہ ذی العشیرہ ہوا، علم نبوی جو سفید تھا حمزہ بن عبدالمطلب نے اٹھایا،
 آپ نے مدینے میں ابوسلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو اپنا جانشین بنایا،
 اور ڈیڑھ سو یا بروایت دیگر دو سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے،
 آپ نے ہمراہ چلنے کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا۔ کل تیس اونٹ تھے
 جس پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔

قافلہ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو آپ اُس کے دو کھنکے لئے نکلے، آپ کے پاس گے سے
 قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی کہ اُس میں قریش کا مال لدا تھا، آپ
 ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقے میں بنی مدسج کا ہے، اور ینبوع اور
 مدینے کے درمیان فوہرد (۱۰۸ میل) کا فاصلہ ہے، اُس قافلے کے متعلق
 جس کے لئے آپ نکلے تھے معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا ہے، یہ وہی قافلہ
 تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادے سے نکلے مگر وہ سمند کے
 کنارے سے نکل گیا، قریش کو اُس کی خبر پہنچی تو وہ اُس کی حفاظت
 کے لئے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر میں ملے،
 آپ نے اُن پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔

ذی العشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کی کنیت البو تراب مقرر فرمائی، یہ اس لیے کہ آپ نے انھیں اس طور پر سوتا ہوا دیکھا کہ وہ غبار میں آلودہ ہیں، آپ نے فرمایا کہ اے البو تراب بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، اسی غزوے میں آپ نے بنی مدیجہ اور ان کے اُن خلفاء سے جو بنی ضمہ میں سے تھے صلح فرمائی، پھر آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی

ماہ رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہ بن جحش الاسدی کا سریہ ہوا۔ انھیں آپ نے بارہ ہاجرین کے ہمراہ لطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہر دو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا، لطن نخلہ ابن عامر کا وہ باغ ہے جو مکہ کے قریب ہے، انھیں حکم دیا کہ وہ قافلہ قریش کی گھات میں رہیں۔ وہ قافلہ ان کے پاس اترا، اہل قافلہ کو ان سے ہیبت معلوم ہوئی اور ان کی حالت تو کھلی نظر آئی۔

عکاشۃ بن محصن الاسدی نے اپنا سر مونڈا یا جس کو عامر بن ربیعہ نے مونڈا تاکہ قوم ملھن ہو جائے، وہ ملھن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ ہیں کے رہنے والے ہیں، ان سے کوئی خوف نہیں، انھوں نے اپنی سواری کے جانور (چرنے کے لیے) چھوڑ دیے اور کھانا تیار کیا، اس روز کے متعلق انھوں نے یہ شک کیا کہ آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں، پھر انھوں نے جرأت کی اور ان سے قتال کیا۔

واقعہ بن عبداللہ انتمیمی مسلمانوں کے پاس آنے کے لیے نکلا تو اسے عمرو بن السخفری نے تیر مارا اور قتل کر دیا، مسلمانوں نے ان پر

حلقہ کر دیا، عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ اور الحکم بن کیسان گرفتار ہو گئے،
نوفل بن عبد اللہ بن المغیرہ اُن سے بچکے بھل گیا، اور قافلے کو لے کے
بھاگھا، اُس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی جسے وہ مالُف سے
لائے تھے۔

وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے لائے تو آپ نے اُسے رکھوا دیا اور دونوں قیدیوں کو قید
کر دیا، جس شخص نے الحکم بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے (الحکم کو) اسلام کی دعوت دی،
وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔

اس سریر میں سعد بن ابی وقاص عتبہ بن غزوہ کے اونٹ پر
اُن کے ہم نشین تھے، اونٹ راستہ بھول کر بحران چلا گیا جو معدن بنی سلیم
کے علاقے میں ہے، وہ دونوں دو روز تک اس کی تلاش میں اس
مقام پر پھیرے رہے اور اُن کے ساتھی نخلہ چلے گئے، سعد و عتبہ
اس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے اور چند روز بعد آ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن جحش جب نخلہ سے لوٹے تو آپ نے
مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، تمام مال غنیمت کو اصحاب میں
تقسیم کر دیا، یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔
کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلہ کے مال غنیمت کو
روکایہاں تک کہ آپ بدر سے واپس آئے، پھر آپ نے اُسے بدر کے
مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ہر جماعت کو اُس کا حق دیدیا۔
اسی سریر میں عبد اللہ بن جحش کا نام امیر المومنین رکھا گیا۔

غزوہ بدر

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر التقال ہے، اسے

بد کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر اُس قافلے کی واپسی کے منتظر تھے جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ ذی العشرہ پہنچے تھے، آپ نے طلحہ بن عبید اللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا، وہ دونوں التجار پہنچے جو احقراء کے علاقے سے ہے اور کشد الجہنی کے پاس اترے، اس نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی (قافلے کا حال) ان سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ قافلہ گزر گیا، طلحہ و سعید دونوں روانہ ہوئے، ہمراہ کشد بھی محافظ بن کر چلا، جب یہ لوگ ذوالمروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنا رے تیزی کے ساتھ ٹک گیا۔

طلحہ و سعید مدینے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کی خبر دی، مگر انھیں معلوم ہوا کہ آپ روانہ ہو گئے، آپ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی اور فرمایا ”قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال و اسباب ہے، شاید اللہ تعالیٰ اسے تم کو غنیمت میں دیدے“ جو جلدی کر سکا اُس نے اس کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اُس سے دیر کر دی۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے انھیں بھی ملامت نہیں کی گئی کیونکہ وہ قتل کے بے نہیں روانہ ہوئے تھے بلکہ قافلے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ رمضان یوم شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے، یہ روانگی طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی، مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ ہوئے وہ ہوئے انصار بھی اس غزوے میں ہمراہ تھے، حالانکہ اس کے قبل ان میں سے کسی نے جہاد نہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر بیرانی عنبرہ پر فایم کیا جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ہے، آپ نے اپنے اصحاب کو

ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا جسے آپ نے چھوٹا سمجھا، آپ تین سو پانچ آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں چوتھڑا مہاجرین تھے اور بقیہ انصار۔ آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا حصہ و اجر مقرر فرمایا۔

وہ تین مہاجرین میں سے تھے۔

(۱) عثمان بن عفانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں، وہ اُن کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

(۲) طلحہ بن عبید اللہؓ اور

(۳) سعید بن زیدؓ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ پانچ انصار میں سے تھے۔

(۱) ابوالبابہ بن المنذر جن کو آپ نے مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا۔

(۲) عامر بن عدی الجحلیؓ جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔

(۳) الحارث بن حاطب العمریؓ جن کو آپ نے بنی عمرو کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو اُن کی طرف سے ہوئی الروحاء سے واپس کر دیا۔

(۴) الحارث بن الصمہ جو الروحاء میں تھک گئے تھے، اور

(۵) خوات بن جحیر یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔

اونٹوں میں ستر اونٹ تھے جن پر بلائی باری سفر ہوتا تھا، گھوڑے

صرف دو تھے، ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے دو جا سو سول کو

مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں، یونس بن عمرو اور عدی بن ابی الرغباء، تھے جو جہینہ میں سے تھے اور الفار کے حلیف تھے، دونوں چاہہ بدلتک پہنچے، خبر معلوم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔

مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی واپسی کی گھات میں ہیں، وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو ضمضم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انھیں اس بات کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلے کی حفاظت کریں۔

مشرکین مکے سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ غلام اور دف تھے، ابوسفیان بن حرب قافلے کو لایا، جب وہ مدینے کے قریب پہنچا تو لوگ نہایت خوف زدہ تھے اور ضمضم اور اپنی قوم (توڑیں) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف و ہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی، ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا، ”محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے؟“ کیونکہ مکے کا کوئی قریشی مرد و عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیہ یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کر دیا ہو۔“

مجدی نے کہا کہ نجد میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سو اے ان دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے، اس نے عدی و بسبس کے اونٹ کی نشست گاہ کی طرف اشارہ کیا، ابوسفیان آیا، دونوں اونٹوں کی چند میٹگنیاں لے کر توڑیں، کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا کہ یہ مدینے کا چارہ ہے، یہ محمدؐ کے جاسوس تھے۔

اس نے قافلے کے سربر آوردہ لوگوں کو غیرت دلائی، اور سمند کے کنارے سے لے کے چلا، بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی کے ساتھ بھاگ گیا، قریش مکے سے آگئے تو ابوسفیان بن حرب نے

اُن کے پاس قیس بن امرئ القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ پہنچ گیا، لوگ واپس چلے جائیں، مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کیا اور غلاموں کو جحفہ سے واپس کر دیا۔

قاصد ابوسفیان سے اہلہ میں ملا جو مکے سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے، جہاں بنو قمرہ اور کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں، اُس (قاصد) نے اُسے (ابوسفیان کو) قریش کے گذرنے کی خبر دی تو (نہایت افسوس کے ساتھ) کہا کہ ہائے قوم، یہ عمر دین ہشام یعنی ابو جہل کا فعل ہے، اور کہا کہ بخدا ہم اُس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں نہ اتر لیں۔

بدر زمانہ جاہلیت کے تماشا گاہ ہوں میں سے ایک تماشا گاہ تھا، جہاں عرب جمع ہونے لگے، یہاں ایک بازار تھا۔ بدر اور مدینہ کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ تھا، وہ راستہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا، مدینہ اور الروحاء کے درمیان چار روز کا راستہ تھا، پھر (وہاں سے) المنصرف تک بارہ میل کا، ذات اجڈال تک بارہ میل کا، پھر المعلاتہ تک جو السلم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا، وہاں سے الئیل تک بارہ میل کا پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔

قریش نے فرات بن حیان العجلی کو جو اُس وقت مکے میں مقیم تھا، جب قریش نے مکہ چھوڑا، ابوسفیان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُسے اُن کے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے، مگر اُس نے ابوسفیان کے خلاف راستہ اختیار کیا، وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور اُن کے ہمراہ روانہ ہو گیا، بدر کے دن اُسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

نبی مرہرہ جحفہ سے پلٹ گئے اس کا مشورہ انھیں الائنس بن شریف الثقفی نے دیا جو اُن کا حلیف تھا اور اُن میں اُس کی بات

مانی جانی تھی، اُس کا نام اُبی تھا مگر جب اُس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا گیا کہ خنس بہم د اُس نے اُنھیں پیچھے کر دیا، اسی وجہ سے اُس کا نام الانحس ہو گیا، اُس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے، بعض نے کہا بلکہ تین سو آدمی تھے۔ بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے، مگر جب وہ ثنیۃ لقت پہنچے تو صبح کے وقت مکہ کا رخ کر کے کنارہ سمندر کی طرف پھر گئے، اتفاقاً ابوسفیان بن حرب اُن سے ملا اور کہا کہ اے بنی عدی تم کیسے پلٹ آئے، نہ تو قافلے میں نہ جنگی جماعت میں؟

اجھوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) اُن سے مرا نظہران میں ملا۔ بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے، جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور اُن سے مشورہ لیا، المقداد بن عمرو البہرائی نے عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغناء (مقام) تک لیجائیں گے تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد صرف انصار سے تھی۔ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں، یا رسول اللہ شاید آپ کی مراد ہم سے ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں، عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپ نے جو کچھ قصد فرمایا اسے جاری رکھئے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں گے اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپ کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی برکت کے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے، بخدا میں اس قوم کے پیچھے رہنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جھنڈے نامزد فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سب سے بڑا تھا، مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا، قبیلہ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلہ اوس کا سعد بن معاذ کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا شععار (تشانی شناخت) ”یا بنی عبد الرحمن“ خزرج کا ”یا بنی عبد اللہ“ اور اوس کا ”یا بنی عبید اللہ“ مقرر فرمایا، کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اُس روز یہاں متصور امین تھا۔ مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے، ایک جھنڈا ابو عزیبر بن عمیر کے ساتھ، ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا، یہ سب بنی عبد الدار میں سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب جمعہ، ۱۱ رمضان کو بدر کے قریب اترے، مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لیے علی اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو چاہ بدر پر بھیجا، اُن لوگوں کو قریش کی پانی بھرے والی ایک جماعت ملی جن میں اُن کے پانی پلانے والے بھی تھے اُن لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا، اُن پانی پلانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا وہ کتنے ہیں، انھوں نے کہا بہت ہیں، آپ نے فرمایا اُن کی تعداد کتنی ہے، انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں، انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس، آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے

درمیان ہیں، وہ نوسو پچاس آدمی تھے، اور ان کے گھوڑے ستوا تھے۔
 السحاب بن المنذر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ مقام جہاں
 آپ ہیں منزل نہیں ہے، آپ ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلیے،
 جہاں پانی قوم کے قریب پھو، مجھے اُس جگہ کا اور وہاں کے کنوؤں کا علم ہے،
 اُس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرینی میں جانتا ہوں جو ٹوٹتا نہیں،
 ہم اُس پر حوض بنالیں گے، خود سیراب ہوں گے، قتال کریں گے اور
 اُس کے سوا باقی کنوؤں کو پاٹ دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور عرض کیا،
 رائے یہی ہے جس کا السحاب نے مشورہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا، مگر وہ وادی (میدان کی زمین) پولی تھی،
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابر کو بھیجا جس نے اُسے ترک کر دیا، مسلمان چلنے سے
 نہ رُکے، مشرکین کے یہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے،
 حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا، اس شب کو مسلمانوں پر
 غنودگی طاری ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کی لکڑی کا ساکبان بنادیا
 گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اُس میں داخل ہو گئے،
 سعد بن معاذ اُس ساکبان کے دروازے پر تلوار لٹکا کے کھڑے ہو گئے۔
 صبح ہوئی تو قبل اُس کے کہ قریش نازل ہوں آپ نے اصحاب کو
 صف بستہ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کر دی
 رہے تھے کہ قریش نکل آئے، آپ انھیں تیر کی طرح سیدھا کر رہے تھے،
 اُس روز آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ ایک طرف اشارہ
 کرتے تھے کہ آگے بڑھو اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹو،
 یہاں تک کہ وہ سب برابر ہو گئے۔

ایک ایسی تیر ہوا آئی جس کی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی،
 وہ چلی گئی اور ایک دوسری ہوا آئی، وہ بھی چلی گئی، ایک اور ہوا آئی،

پہلی ہوا میں جبریل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لیے تھے، دوسری ہوا میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ لشکر کے داہنے بازو کے لیے تھے، اور تیسری ہوا میں اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ (شکر کے بائیں بازو) کے لیے تھے۔ ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سر سے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، اور سبز و زرد و سرخ نور کے تھے، اُن کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ نے نشان جنگ لگالیا ہے لہذا تم بھی نشان جنگ لگا لو۔ چنانچہ اُن لوگوں نے اپنی زرہ و خود میں نشان لگالیا، بدر کے دن ملائکہ اہل حق گھوڑوں پر سوار تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب (مسلمانوں کی) جماعت مطمئن ہو گئی تو مشرکین نے عبید بن جراحؓ کو بھیجا جو تیر و لاتھا، اُس سے کہا کہ محمدؐ اور اُن کے اصحاب کا اندازہ کرو وہ وادی (میدان) میں گیا، پھر لوٹا اور کہا کہ:- نہ تو اُن کے لیے مدد (امدادی فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر)، پوری قوم تین سو ہیں، اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے، اُن کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں، اسے گروہ قریش! مصائبِ حاملِ موت ہیں، (یعنی مسلمانوں کی کم تعدادی اُن کے لیے باعثِ ہلاکت نہ ہوگی) شرب کے سیراب کرنے والے اونٹ قاتلِ موت کے حامل ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ سوائے اُن کی تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے، کیا تم انھیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے، جو یہ پھن والے سانپوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں، خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم اُن کا کوئی آدمی قتل کرو بغیر اس کے کہ ہمارا کوئی آدمی قتل کیا جائے جب وہ تم میں سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد جیسے کامزہ نہیں، لہذا اپنے معاملے میں غور کرو۔

اُس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی، لوگوں کے پاس گیا اور شیبہ اور عتبہ کے پاس آیا جو اُن کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے، انھوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو رد نہ کرو اور نہ میری رائے کو نادانی پر محمول کرو۔ مگر ابو جہل نے جب اُس کا کلام سنا تو اُس پر حسد کیا اور اُس کی رائے کو غلط قرار دیا، اُس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کرا دیا اور عامر بن ابی حفصہ کو اُس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے داویلا کرے جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا، عامر سامنے آیا اور اُس نے اپنے حصہ زریں پر خاک ڈالی اور ”وَاے عمر“ ”وَاے عمر“ چیتے لگا، اس سے اُس کا مقصد عتبہ کو رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اُس کا حلیف تھا۔

عمیر بن وہب آیا، اُس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، مگر مسلمان اپنی صفوں میں ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں، اُن پر عامر بن ابی حفصہ نے بھی حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔

مسلمانوں میں جو سب سے پہلے نکلا وہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام مہج تھے، انھیں عامر بن ابی حفصہ نے قتل کر دیا، انصار میں جو سب سے پہلے قتل کیا گیا وہ حارث بن سراقہ تھے، کہا جاتا ہے کہ انھیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا، کہا جاتا ہے کہ ان کو عمیر بن الحکم نے قتل کیا جسے خالد بن الاعلم اُتقیلی نے مار ڈالا۔

ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ و عتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے، انھوں نے مقابلے کی دعوت دی، تو قبیلہ بنی السمارت کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفرہ کے فرزند تھے اُن کی طرف نکلے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ سب سے پہلا قتال جس میں مسلمان مشرکین سے مقابلہ کریں انصار میں ہو، آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کے چچا اور آپ کی قوم کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو، آپ نے انھیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی صفوں میں واپس گئے اور آپ نے اُن کے لیے کلمہ خیر فرمایا۔

مشرکین نے پکار کر کہا کہ اے محمدؐ ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کر دو جو ہماری قوم میں سے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا، کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کر دیں۔

حزۃ بن عبد المطلب، علی بن ابی طالب اور عبیدۃ بن اسحاق بن المطلب بن عبد مناف کھڑے ہوئے اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بات کرو تاکہ ہم تمہیں پہچان لیں، وہ خود پہنچے تھے اس لیے پہچان نہ جاسکے۔

حزۃ نے کہا میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے، تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے۔ علی بن ابی طالب اور عبیدۃ بن اسحاق نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ و ولید) کے حلیفوں کا شیر ہوں جو تیرے ساتھ ہیں۔ اس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

اس نے اپنے بیٹے (ولید) سے کہا کہ اے ولید اٹھ، علی بن ابی طالب اس کے سامنے آئے اور دونوں میں تلوار چلنے لگی، علی نے اسے قتل کر دیا، عتبہ کھڑا ہوا اور اس کی طرف حمزہ بڑھے، دونوں نے تلوار چلائی، حمزہ نے اسے قتل کر دیا، شیبہ اٹھا اور اس کے مقابلے میں عبیدۃ بن اسحاق کھڑے ہوئے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے، شیبہ نے عبیدۃ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جو ان کی پندلی کی مچھلی میں لگا اور اسے کاٹ دیا۔

حزۃ و علی نے شیبہ پر حملہ کیا اور اسے ان دونوں نے قتل کر دیا، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہَذَا نَحْمِلُ عَنْكَ يَوْمَئِذٍ الْوِزْرَ (یہ دو فریق ہیں یعنی مسلمین و مشرکین) جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا اور انھیں کے بارے میں سورۃ انفال یا اس کا اکثر حصہ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبَىٰ یعنی یوم بدر (جس روز ہم سخت پکڑ پکڑیں گے، جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) و عَذَابٌ یَوْمَ عَقِیمٍ

(سخت دن کا عذاب) دسیغزم الجمع ویولون الدبے نازل ہوا۔
 (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے پیچھے
 اس طرح دیکھا گیا کہ آپ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت
 (دسیغزم الجمع) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنی عنقریب اس جماعت کو
 شکست ہوگی اور وہ بیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) اُن کے زخمیوں کو آپ نے
 اٹھوایا۔ اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔
 اُس روز مسلمانوں میں سے چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین
 میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

(۱) عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبدمنات (۲) عمیر بن
 ابی وقاص (۳) عاتل بن ابی البکیر (۴) عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ
 غلام مہج (۵) صفوان بن بیضار (۶) سعد بن خنیس (۷) بنہ بن عبدالمندر
 (۸) حارث بن سراقہ (۹) عوف بن عفراء (۱۰) مؤذبن عفراء (۱۱) عمیر بن
 الحکام (۱۲) رافع بن معقل (۱۳) ونید بن الحارث بن قسح تھے (۱۴) کا
 نام نہیں معلوم)۔

اُس روز مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔
 اور جو لوگ مقتول ہوئے اُن میں یہ بھی تھے۔
 شیبہ و عتبہ فرزندان ربیعہ بن عبدشمس، الولید بن عتبہ،
 العاص بن سعید بن العاص، ابو جہل بن ہشام، ابو البختری اور
 حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، الحارث بن عامر بن نوفل بن عبدمنات،
 طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود بن المطلب، نوفل بن خویلد جو اللہ وہیہ کا
 فرزند ہے، النصر بن الحارث جس کو گرفتار کر کے الاثیل میں قتل کر دیا
 گیا، عقبہ بن ابی معیط جسے گرفتار کر کے الصفراء میں قتل کر دیا گیا،
 العاص بن ہشام بن المغیرہ جو امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کا مامو تھا،
 امیہ بن خلف، علی بن امیہ بن خلف، منبہ بن الحجاج، معبد بن وہب۔
 یہ لوگ قیدیوں میں تھے۔

نفل بن اسحاق بن عبد المطلب، عقیل بن ابی طالب، ابو العاص بن الربیع، عدی بن النخیر، ابو عزیز بن عمیر، الولید بن الولید بن مغیرہ، عبد اللہ بن ابی بن خلف، ابو عذرہ عمرو بن عبد اللہ الجعفی شاعر، وہب بن عمیر بن وہب الجعفی، ابو وداعہ بن ضمرہ السہمی، سہیل بن عمرو العامری۔

قیدیوں کا قیدیہ فی کس چار ہزار، تین ہزار، دو ہزار، ایک ہزار (درم) تک تھا، سوائے اُس جماعت کے جس کے پاس مال نہ تھا، اُن لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا، انہیں لوگوں میں ابو عذرہ الجعفی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن لوگوں سے جو کچھ ملا اُسے آپ نے غنیمت میں لے لیا، مال غنیمت پر عبد اللہ بن کعب المازنی کو آپ نے عامل بنایا جو انصار میں سے تھے، مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریوں کے سیر شعب (مقام) میں تقسیم فرمایا جو مدینے سے اوسط درجے کی تین رات کے فاصلے پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصے سے زاید لے لی جو عتبہ بن الحجاج کی تھی، اُس روز وہ صرت آپ کے لیے مخصوص تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت اُن مسلمانوں کو جو مدینہ میں حاضر تھے اور اُن آٹھ آدمیوں کو جو آپ کے حکم سے پیچھے رہ گئے، اور آپ نے اُن کا حصہ واجرم مقدمہ فرمادیا تھا عطا فرمادیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا، جس میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا جس کے ٹیکیل پٹری ہوئی تھی، وہ اُس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اور اُس کی شہوت کے وقت اُسے مارا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بشیر (خوش خبری دینے والا) بنانے کے مدینے بھیجا تاکہ وہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی سلامتی، واقعہ بدر، اور اللہ نے اپنے رسول کو جو فتح عطا فرمائی اُس کی، اور جو مال غنیمت آپ کو اُن سے دلویا اُس کی خبر دیں۔ آپ نے اہل عالیہ کے پاس عبد اللہ بن رواحہ کو اسی طرح کی

خبر دینے کے لیے بھیجا، عالیہ (ان مقامات کا نام تھا)۔ قبا، خطبہ، وائل، واقف،
بنو امیہ بن زید، قریظہ النصیر۔

زید بن حارثہ مدینے میں اس وقت آئے جب کہ رقیہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیع میں دفن کیا جا چکا تھا، اہل مکہ کو
سب سے پہلے جس شخص نے اہل بدر کی مصیبت اور ان کی شکست کی
خبر سنائی وہ العجیسہ بن حابس الخزاعی تھا، جنگ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہجرت کے اُنسیویں مہینے ۷۱۲ء رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت ہوئی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی، وہ یہ خیال کرتے تھے کہ
اُن کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اُن اصحاب جالوت کی تھی
جنہوں نے نہر کو عبور کیا تھا، اس روز سوائے مومن کے اُن کے ساتھ
کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب جالوت کی۔
البراء سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد اصحاب جالوت کے
مطابق تھی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے
زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد۔

البراء نے اصحاب بدر سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اُن
اصحاب جالوت کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زائد تھے
جنہوں نے نہر کو اُن کے ہمراہ عبور کیا تھا، البراء کا بیان ہے کہ بخدا
اُن (جالوت) کے ہمراہ سوائے مومن کے اور کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

عصبیدہ سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا
چودہ تھی دو سو ستر انصار میں سے اور بقیہ دوسرے لوگوں میں سے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے جن میں

ہماجرین چھتر تھے اور ۷۰ رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی تھی۔
عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بدر کے دن تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طاہوت
روانہ ہوئے تھے جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے لیے یہ دعا فرمائی :-

اے اللہ یہ لوگ برہنہ پاہیں لہذا انھیں سواری دے، اے اللہ
یہ لوگ برہنہ ہیں لہذا انھیں لباس دے۔ اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں
لہذا انھیں سیر کر، اللہ نے بدر کے دن فتح دی، وہ لوگ جس وقت لوٹے تو
اس حالت میں لوٹے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ایک یا دو سواری
کے بغیر ہو، انھوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوئے۔

مطہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلاموں میں سے
دس سے زائد حاضر تھے، مطہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب
حصہ لگایا گیا۔

عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۷۰ رمضان
دو شنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث
بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ
وہ شب جمعہ ۷۰ رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر
۷۰ رمضان یوم جمعہ کو ہوئی۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ
جمعہ کو ہوئی اور دو شنبے کی حدیث شاذ ہے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن المسیب سے
سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے عمر بن الخطاب
سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

رمضان میں دو غزوے کیے، غزوہ بدر، غزوہ فتح مکہ، ہم لوگوں نے دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں غزوہ بدر کیا، جب تک آپ اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہوئے آپ نے کسی دن روزہ نہیں رکھا۔

۱۳ ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابوالیوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یا تو (رمضان کے) سترہ دن گزرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے، یا گیارہ دن باقی تھے اور انیس دن گزرے تھے۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، اور ابولبابہ و علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (پیادہ چلیں گی) نوبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے کہ آپ سوار ہو جائیے تاکہ ہم دونوں آپ کی جانب سے پیادہ چلیں، آپ فرماتے تھے کہ نہ تو تم دونوں پیادہ رومی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب میں تم دونوں سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمھیں، پھر میں پیادہ رومی کا اجر کیوں چھوڑوں)۔

ابو عبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے۔ انھوں نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

ابو عبیدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے دن مشرکین کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا، اس سے ان کی تعداد دریافت کی تو اس نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

الشبہی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے

کم تک تھا جس کے پاس کچھ نہ تھا اُسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا، آپ بقدر ان کے مال کے ان سے فدیہ لے رہے تھے، اہل مکہ لکھنا جانتے تھے اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے، جس کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اس کے سپرد کیے گئے، اس نے انھیں سکھایا، جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا، جس کے پاس نہ تھا اس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا، زید بن ثابت بھی انھیں میں سے ہیں جنھیں لکھنا سکھایا گیا۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کی اگر آپ چاہیں تو انھیں نسل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں، کس صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آواز دی، لوگ آئے، یا ان میں سے لوگ آئے، آپ نے فرمایا یہ جبریل ہیں جو ان دو باتوں میں تمھیں اختیار دیتے ہیں یا تو قیدیوں کو سامنے لا کے سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لے لو کہ جو تم میں اس کو قبول کریں گے وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کیے جائیں گے، ان لوگوں نے عرض کی، ہم فدیہ ہیں گے اس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے، آخر ان سے فدیہ لے لیا۔

ساک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے فکر مرہ کو یہ کہتے

۱۵ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ اب آپ قافلہ کو ضرور لے لیجئے کیونکہ اب اُس کے درمیان کوئی شے حائل نہیں، عباس نے آپ سے پکار کر کہا کہ یہ آپ کے لیے مناسب نہیں، آپ نے فرمایا، کیوں، انھوں نے کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو اپنے وعدے کے مطابق آپ کو دیدی۔

الغیر ابن حریث سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا تو ندادی گئی، آگاہ ہوا کہ اُس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابو الجحشی کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے، لہذا جس نے اُسے گرفتار کیا ہو، رہا کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے امن دے دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات آدمیوں کے لیے بدعا فرمائی جن میں ابو جہل و امیہ بن خلف و عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط بھی تھے، آپ نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت میں بدر میں پچھڑا ہوا دیکھو گے کہ آفتاب نے ان کو سڑا دیا ہوگا، وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

علیؑ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا اور جنگ شروع ہو گئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی (یعنی آپ کو آگے کیا) اُس روز آپ سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے، کوئی شخص آپ سے زیادہ مشرکین کے قریب نہ تھا۔

ابھی سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عتبہ و شیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے ان کے مقابلے کو حمزہؑ بن عبد المطلب و علیؑ بن ابی طالب و عبیدہ بن الحارثہ نکلے شیبہ حمزہؑ کے مقابلے پر آیا، اور ان سے کہا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا شیر ہوں، تو اُس نے کہا اچھا مقابل ہے، پھر دونوں میں تلوار

چلنے لگی، اور حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا، الولید علیؓ کے سامنے آیا اور کہا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں، علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ عتبہؓ عبیدہ بن اسحارث کے مقابلے پر آیا اور پوچھا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں وہ شخص ہوں جو معاہدہ حلف میں ہے، آتش نے کہا اچھا مقابل ہے، دونوں میں تلوار چلنے لگی، عتبہؓ نے حریف کو کمزور کر دیا، حمزہؓ و علیؓ عتبہؓ پر ٹوٹ پڑے۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی بناء پر ثابت یہی ہے کہ حمزہؓ نے عتبہؓ کو قتل کیا، علیؓ نے الولیدؓ کو اور عبیدہؓ نے شعیبہؓ سے قتال کیا (جس کو علیؓ و حمزہؓ نے مل کر بعد کو قتل کر دیا)۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے، ایک گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مامو الاسود کے حلیف المقداد بن عمرو سوار تھے، دوسرا حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے لیے تھا، اس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قتیبہؓ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ) تین گھوڑے تھے، (دو گھوڑوں پر تو وہی دو تھے جن کا ذکر ہوا اور) ایک گھوڑے پر الزبیر بن العوام سوار تھے۔

عمرہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن ابی الزغباء اور بسبس بن عمرو کو مخبر بنا کے بھیجا، دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے، ابوسفیانؓ کو دریافت کیا تو انھیں اس کے مقام کی اطلاع دی گئی، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ وہ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اترا اور ہم لوگ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اتریں گے، وہ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اترے گا اور ہم فلاں دن فلاں کنوؤں پر اتریں گے، یہاں تک کہ ہم لوگ اس سے مل جائیں گے جب کہ وہ (بدر کے) کنوؤں پر ہو گا۔

اوسفیان آیا اور اسی کنویں پر اتر، تو مے (جو وہاں تھی) درباقت کیا کہ آیا تم نے کسی کو دیکھا ہے، انھوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا، اُس نے کہا مجھے ان دونوں کے اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ، انھوں نے اُسے وہ نشست گاہ دکھائی، اُس نے میگنی لی اور اُسے منسل کے چوراچورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی، اُس نے کہا بخدا تیرب کے آبپاشی کے اونٹ ہیں، پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا اور اہل مکہ کو تکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر دی۔

مکہ مہ سے مروی ہے کہ اُس روز (بدر کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا، سعد بن عبادہ یا سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ جب چاہیں چلیں اور جہاں چاہیں قیام فرمائیں، جس سے چاہیے جنگ کیجئے اور جس سے چاہیے صلح کیجئے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اتنا چلیں کہ بک الغاذق جو مین کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپ کی پیروی کریں گے کہ کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔

عتبہ بن ربیعہ نے اُن (مشرکین) سے کہا کہ اپنے انھیں چہروں کے بھل واپس چلو جو گویا چراغ ہیں، اُن لوگوں کے مقابلے سے جن کے چہرے گویا سانپ ہیں، بخدا تم انھیں قتل نہ کرو گے تا وقتیکہ وہ تم میں سے اپنے برابر قتل نہ کر دیں، پھر اس کے بعد تمھاری خیر نہیں ہے۔

اُس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔

عمیرہ بن الاحمام ایک طرف تھے، ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ کھا رہے تھے، انھوں نے کہا واہ واہ واہ (بخج) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا بس کرو، انھوں نے کہا، یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہیں گئی، پھر کہا میں تم پر ہرگز زیادہ نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے

مل جاؤں (یعنی اب میں زندگی میں سوائے ہاتھ کی کھجور کے کوئی کھجور نکھائوں گا) وہ (ہاتھ کی کھجوریں) کھانے لگے، پھر کہا، دُور ہو، تمہیں نے مجھے روک لیا، جو ہاتھ میں تھیں وہ پھینک دیں، اپنی تلوار کی طرف اُٹھے جو چیتھڑوں میں لپیٹی ہوئی لٹکی تھی، اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، اُس روز انہیں غنودگی آرہی تھی۔

مسلمان اُڑتی ہوئی بالوپر اُترے، بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہو گئی، لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

اللہ جل ثناؤہ نے یہ آیت نازل فرمائی اذ نبشیکھا النعاس امنہ صدہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویدفع عنکم دجن الشیطان ولیربط علی قلوبکم وبلست بہ الافدام۔ (اُس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تمہارے سکون کے لیے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا، اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے، الشیطان کا خوف دور کر دے، دلوں کو مضبوط کر دے اور ثبات قدم کر دے)۔

جب آیت ”سیھزم الجمع ویولون الدبر“ نازل ہوئی (یعنی عنقریب اُس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے) تو عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہوگی اور کون غالب ہوگی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ پہن کر حملہ کرتے جاتے ہیں اور ”سیھزم الجمع ویولون الدبر“ کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست دے گا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ آیت ”واذکر دا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض“ (اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم لوگ قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی، یہ آیت ”اذ لقیتہم الذین کفروا ذھفا فلا تولوہم الا دبار“ (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو

پشت نہ پھیرنا) بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت
تَبَسَّلُوا لَكُمْ عَنِ الْإِنْفَالِ (آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں سوال
کرتے ہیں) یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب ویزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سنا
”قَتَبُوا الَّذِينَ آمَنُوا“ (یعنی اے ملائکہ تم ایمان والوں کو ثابِتِ قَدَم
رکھنا)، (اننا مضمون تو ایوب ویزید کا متفق علیہ ہے)۔

حامد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے (اننا اور) بڑھایا کہ
عکرمہ نے کہا ”فاخرہ فوق الاعناق“ (اے ملائکہ تم کفار کی گردنیں مارو)۔
اُس روز آدمی کا سر جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ
کس نے مارا، آدمی کا ہاتھ جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ
کس نے علیہ کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُس روز فرمایا: ابو جہل کو تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا تو وہ نہ ملا،
آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اُسے تلاش کرو، کیونکہ اُس کے ساتھ میرا یہ
وعدہ ہے کہ اُس کا گھٹنہ گزر گاہ ہوگا، جب تلاش کیا تو اس طرح
پایا کہ اُس کا گھٹنہ گزر گاہ تھا۔

اُس روز اہل بدر کے فدے کی مقدار چار ہزار اور اس سے
کم تک پہنچ گئی، اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اُس سے یہی
فدیہ ٹھہرایا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے
کسی قدر جنگ کی، پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ
دیکھو آپ نے کیا کیا، آپ سجدے میں یہ فرما رہے تھے یا حی یا قیوم،
یا حی یا قیوم اس پر کچھ بڑھانے نہ تھے، میں میدانِ جنگ کو لوٹا، واپس آیا تو
آپ حالتِ سجدہ میں یہی فرما رہے تھے، میں عرصہ جنگ کو واپس ہوا تو
آپ حالتِ سجدہ میں یہی فرما رہے تھے، اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حصے میں ایک تلوار ڈوال فقار مخصوص فرمائی۔

عبادۃ بن حمزہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے ان کے عمامے زرد تھے، زبیر کے پاس بدر کے دن زرد و مال تھا جس کا وہ عمامہ باندھے تھے۔

عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے جنگ سے فارغ ہوئے تو جبریلؑ سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئے، ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے، زہرہ پہنے ہوئے تھے، اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس کی بازو غبار آلود تھی، انھوں نے عرض کی، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں، آیا آپ راضی ہیں، فرمایا، ہاں راضی ہوں، تو وہ واپس ہوئے۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ ”اذ انتم بالعدوۃ الدنیا و ہم بالعدوۃ القصویٰ“ (یہ وقت تھا جب کہ تم اس میدان کے اس کنارے پر تھے اور وہ لوگ اس کنارے پر)، وہ لوگ دادی کے ایک کنارے پر تھے اور یہ لوگ دوسرے کنارے پر۔

اسی طرح اسے عفان نے بھی ”بالعدوۃ“ پڑھا ہے۔ عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر روانہ ہوئے تو آپ نے عمرو بن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔ عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

ذکر یاء بن ابی زائدہ، عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا، یعنی میر تھا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب یہی کہتے ہیں کہ

مقام کا نام بدل ہے (نہ کہ کسی شخص کا نام)۔

سریہ عمیر بن عدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ رمضان کو عمیر بن عدی بن خریشہ السخلمی کا عصما بنت مروان کی طرف سریہ ہے جو بنی امیہ بن زید میں سے تھی۔
عصما بن زید بن زید بن حصن السخلمی کے پاس تھی، اسلام کی بچو کرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتی، آپ کی مخالفت پر براہِ گنہ گرتی اور شعر کہتی تھی۔

عمیر بن عدی اس کے پاس آئے، مکان میں داخل ہوئے، عصما کے ارد گرد اس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی، گود میں بھی ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی، عمیر نابینا تھے، ہاتھ سے ٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا، تلوار اس کے سینے پر رکھ دی، جو جسم کے پار ہو گئی۔
عمیر نے صبح کی نماز مہینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا، انھوں نے عرض کی ہاں، کیا اس بارے میں میرے ذمے کچھ اور ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس کے بارے میں دو بیٹھیں لڑیں گی۔ یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔

سریہ سالم بن عمیر

شروع شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے

میسویں مہینے ابو علفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمری کا سر یہ ہے ابو علفک بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا تھا جو ایک سو برس کا تھا، یہودی تھا، لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر برا لگینتے کرتا اور شعر کرتا تھا۔

سالم بن عمیر نے جو بہ کثرت رونے والوں میں سے تھے، اور بدر میں حاضر ہوئے تھے، کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں ابو علفک کو قتل کر دوں گا، یا اُس کے لیے مرجائوں گا، وہ ٹھیرے ہوئے اُس کی غفلت کے انتظار میں تھے۔ گرمی کی ایک رات ابو علفک میدان میں سو یا، سالم بن عمیر کو اس کا علم ہو گیا، وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی، اُسے دبا کے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ اُس کے بستر میں گھس گئی، اللہ کا دشمن چلایا تو اُس کے مانتے والے دوڑے آئے، لاش اُس کے گھر لے گئے اور دفن کر دی۔

غزوہ بنی قینقاع

نصف شوال شنبہ کے روز ہجرت کے میسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع سے جنگ کی، بنی قینقاع یہودی تھے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کے حلیف یہودی میں ان سے زیادہ کوئی بہادر اور ہمت والا نہ تھا، یہ لوگ سنار تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنھوں نے صلح کر لی تھی، جنگ بدر ہوئی تو اُن لوگوں نے نافرمانی و حسد کا اظہار کیا اور عہد و میثاق کو توڑ دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی ”وَمَا خَافِيَ مِنْ قَوْمِ خِيَانَةٍ فَاذْنَبْهُ الْعِيْمُ عَلَى سِوَاكَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِثِيْنَ“ (اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت (دینے عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپ اُن کے عہد کو مسادی طور پر واپس کر دیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو

پسند نہیں کرتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بنی قینقاع سے اندیشہ ہے، آپ اس آیت کی وجہ سے اُن کی جانب روانہ ہو گئے، اُس روز آپ کا جھنڈا حمزہ بن عبد المطلب لیے تھے، یہ جھنڈا سفید تھا، دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

آنحضرتؐ نے بولبا بہ بن عبد المنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا، اور یہود کی طرف روانہ ہوئے، ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قینقاع کا محاصرہ رکھا، وہ سب سے پہلے یہودی تھے جنہوں نے بد عہدی اور جنگ کی اور قلعے میں محفوظ ہو گئے۔

آپ نے اُن کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے پر راضی ہو گئے کہ اُن کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عوزنیں اور بچے اُن کے لیے۔ آپ نے حکم دیا تو اُن کی مشکیں کس دی گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیں کسنے پر المنذر بن قدامہ السلمی کو مامور فرمایا جو قبیلۃ سعد بن خبشمہ کے بنی السلم میں سے تھے، عبد اللہ بن ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جان بخشی کی درخواست کی، بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے، ان کے ساتھ اُس (عبد اللہ بن ابی سلول) پر بھی لعنت کرے۔

۲۰ آنحضرتؐ نے اُن کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال دیے جائیں، اس کام پر عبادۃ بن الصامت مامور ہوئے، یہ یہود اور عات چلے گئے، مگر وہاں بھی زیادہ نہ رہ سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہتھیاروں میں سے تین کمائیں لیں جن میں ایک کمان کا نام الکنتوم تھا جو غزوہ احد میں

ٹوٹ گئی، ایک کمان کا نام الروحاء تھا اور ایک کا البیضاء، آپ نے اُن کے سامان جنگ میں سے دوزرہیں لیں، الصدقیہ، اور فضہ تین تلواریں لیں، ایک سیف قلعی، دوسری بتار، اور ایک اور تلوار تھی، تین نیزے لیے، مسلمانوں نے اُن کے قلعے میں بہت سے ہتھیار اور سوناری کے اوزار پائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصوص حصہ اور خمس (پانچواں حصہ) لے لیا، باقی چار حصے اصحاب پر تقسیم فرمادیے، یہ یدر کے بعد پہلا خمس تھا جو لیا گیا، جو شخص اُن لوگوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا وہ محمد بن مسلمہ تھے۔

غزوہ سویق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ رومی الحجہ یوم بکشبہ ہجرت کے بائیسویں مہینے غزوہ سویق کے لیے روانہ ہوئے، مدینے میں ابو لبابہ بن المنذر العمری کو خلیفہ بنایا۔

مشترکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے تیل کو حرام کر دیا تا وقتیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے اصحاب سے انتقام نہ لے لیا جائے، حدیث زہری کی بنا پر وہ دوسو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا، اور حدیث ابن کعب کی بنا پر چالیس سواروں کے ساتھ۔

ابوسفیان البجذیہ پہنچے، رات کے وقت بنی النضیر کے پاس گئے، حبیب بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے حالات دریافت کریں، مگر اُس نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا، سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اُس نے

کھول دیا، اُن کی ضیافت کی، شراب پلائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بھی بتائے۔

جب تڑکا ہوا تو ابوسفیان بن حرب نکلا، العریض تک گیا، مدینے اور العریض کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے، وہاں اُس نے انصار کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو اُس کا اجیر (مزدور) تھا، چند مکانات اور گھاس جلا دی، اُس نے یہ خیال کیا کہ قسم پوری ہوگئی اور پشت پھیر کر بھاگا۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو آپ نے اصحاب کو ندا دی، مہاجرین و انصار کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ اُن لوگوں کے نشان قدم پر روانہ ہوئے، ابوسفیان اور اُس کے ساتھی تیز بھاگنے لگے، ستو کی قطیلیاں گراتے جاتے تھے جو عام طور پر اُن کا زاد راہ تھا، مسلمان اُنھیں لے لیتے تھے، اسی سے اس کا نام غزوہ سویق ہو گیا (سویق بمعنی ستو)۔

مسلمان اُن سے نڈل سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، آپ پانچ روز (مدینے سے) باہر رہے۔

غزوہ قرقۃ الکدر

یا قرارة الکدر

پھر نصف محرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے تیسویں مہینے غزوہ قرقۃ الکدر یا قرقۃ الکدر کے لیے روانہ ہوئے، یہ مقام

معدن بنی سلیم کے قریب ہے جو سد معونہ کے اس طرف الارضیہ کے ملائے ہیں ہے، مدینے اور معدن کے درمیان آٹھ برود (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا علی بن ابی طالب نے اٹھایا، آپ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

خبر پہنچی کہ اس مقام پر سلیم و عطفان کا ایک گروہ ہے، آپ ان کی جانب گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا، اصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصے کی طرف بھیجا، اور خود ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام سیار تھا، اس سے لوگوں کو دریافت فرمایا، تو اس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں، میں تو پانچویں دن پانی کے لیے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے، لوگ گنوؤں اور پانی کی طرف جا چکے ہیں، اور ہم لوگ چوپایوں کے لیے گھروں سے دور ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح واپس ہوئے کہ چوپایوں پر قابض ہو چکے تھے، انھیں آپ نے مدینے کی طرف روانہ فرمایا، لوگوں نے مال غنیمت مدینے سے تین میل کے فاصلے پر صرار میں تقسیم کر لیا، چوپائے پانچ سو اونٹ تھے، آپ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال لیا اور چار خمس مسلمانوں پر تقسیم کر دیے، ہر شخص کو دو دواونٹ ملے، وہ لوگ دو سو آدمی تھے، سیار بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا آپ نے اسے آزاد کر دیا، اس لیے کہ نماز پڑھتے دیکھتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) پندرہ شب باہر رہے۔



سریہ قتل کعب بن الاشرف

کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۳۱ ربيع الاول کو ہوا، وہ شاعر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا، مخالفت پر لوگوں کو برا لکھتے کرتا اور ایذا دیتا تھا، غزوہ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے۔

وہ گئے آیا، مفتولین پر قریش کو لایا اور شعر کے ذریعے سے برا لکھتے کیا، مدینے آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ، ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو توجہ طرح چاہے مجھ سے روک دے، نیز ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے، کیونکہ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی، اس کے لیے میں ہوں، یا رسول اللہ میں اسے قتل کر دوں گا، آپ نے اجازت دی اور فرمایا سعد بن معاذ سے اس کے بارے میں مشورہ کر لو، محمد بن مسلمہ اور قبیلہ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر، ابوناٹلہ سلکان بن سلامہ، اسرار بن ۲۲ اوس بن معاذ اور ابو عبس بن جبر بھی تھے۔

انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ اسے قتل کر دیں گے، اجازت دیجئے کہ ہم کوئی بات بنا میں فسر مایا مناسب ہے، ابوناٹلہ کعب بن الاشرف کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے۔

وہ اس کے پاس روانہ ہو گئے، کعب کو سخت تعجب ہوا، اور ڈر گیا، اس پر انھوں نے کہا میں ابوناٹلہ ہوں، میں تو صرف اس لیے تیرے پاس آیا ہوں کہ تجھے اس شخص کے آنے کی خبر دوں جو ہم لوگوں پر

مصیبت ہے، عرب ہم سے لڑتے ہیں اور ایک ہی کمان سے تیر مارتے ہیں، حالانکہ ہم لوگ اُس سے کنارہ کشی چاہتے ہیں، میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میری رائے کے موافق ہے، میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لے آؤں، ہم لوگ تجھ سے غلہ اور کمجور خریدیں اور جو چیز قابل اعتماد ہو تیرے پاس رہن کر دیں۔

وہ اُن کی بات سے مطمئن ہو گیا اور کہا کہ انھیں جب چاہو لے آؤ، وہ اُس کے پاس سے کسی وقت کے وعدے پر نکلے، ساتھیوں کے پاس آئے اور انھیں خبر دی تو وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے کہ اُس کے پاس اُس وقت چلیں جب شام ہو جائے۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو خبر دی، آپ اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے، بقیع تک تشریف لائے، انھیں روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی مدد اور برکت کے بھروسے پر تم لوگ جاؤ۔ چاندنی رات میں وہ لوگ روانہ ہوئے، اور اُس کے قلعے تک پہنچے، ابونا نملہ نے پکارا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا، اُس کی عورت نے رضائی پکڑ لی اور کہا تو کہاں جاتا ہے؟ تو تو ایک جنگجو آدمی ہے، اُس نے حال ہی میں مشادی کی تھی، کعب نے کہا مجھ سے وعدہ ہے، وہ تو میرا بھائی ابونا نملہ ہے، اُس نے اپنے ہاتھ سے رضائی اوڑھ لی۔ اور کہا اگر مرد کو نیزہ مارنے کو بھی بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کر لے۔

کعب اُن کے پاس آیا، ان لوگوں نے تھوڑی دیر تک باتیں کیں یہاں تک کہ وہ اُن سے کھل گیا اور مانوس ہو گیا، ابونا نملہ نے اپنا ہاتھ اُس کے بالوں میں داخل کر دیا اور سر کے نیچے (بال) پکڑ لیے، اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کر دو، سب نے اپنی اپنی تلوار سے وار کیے، مگر بے سود، بعض تلواروں نے بعض کو لوٹا دیا، کعب ابونا نملہ سے چمٹ گیا۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں: مجھے ایک گپتی یاد آئی جو میری تلوار میں تھی،

اُسے کھینچ لیا اور اُس کی ناک میں گھسیٹ کے زور سے دبایا، کپیتی کاٹتی ہوئی زیر ناک اتر گئی، اللہ کے دشمن نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے یہود کے قلعوں میں سے کوئی قلعہ باقی نہ رہا جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔

انھوں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے بقیع الغرقہ پہنچے تو تکبیر کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اُن کی تکبیر سنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی اور سمجھ گئے کہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان چہروں کو فلاح یا بکرسے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے چہرے کو بھی، یہ کہا اور آپ کے آگے کعب کا سر ڈال دیا، آپ نے اللہ کی حمد کی، صبح ہوئی تو فرمایا: یہودیوں میں سے خم جس پر قابو پاؤ قتل کر دو، وہ ڈرے، اُن میں سے کوئی نہیں نکلا اور نہ کچھ بولے۔ انھیں اندیشہ ہوا کہ ابن الاشرف کی طرح اُن پر بھی شب خون مارا جائے۔

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول ”وَلتسعين من الذين ادنوا لکتاب من قبلکم ومن الذين امنوا اذی كثيرا“ (اُن لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنو گے) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برا بھلا کہتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا۔

۲۳

انصار میں سے پانچ آدمی اُس کے پاس گئے جن میں محمد بن مسلمہ اور ایک اور شخص تھے، جنھیں ابو عبس کہا جاتا تھا، وہ العوالی میں اپنی قوم کی مجلس میں تھا، جب اُس نے اُن کو دیکھا تو ڈرا اور اُن کی

حالت سے بھڑک گیا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس ایک ضرورت سے آئے ہیں، اُس نے کہا ہم میں سے ایک شخص میرے پاس آئے اور اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ کرے، ایک آدمی اُس کے پاس آیا اور کہا کہ ہم تو اس لیے تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے ہاتھ وہ زہر ہیں فروخت کریں جو ہمارے پاس ہیں تاکہ ہم انھیں خرچ کریں، اُس نے کہا بخدا اگر تم لوگ ایسا کرو گے تو (تو تم اچھا کرو گے) جب سے یہ شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں اترا ہے تم لوگ مصیبت میں پڑ گئے۔

انھوں نے وعدہ کیا کہ اُس کے پاس ایسے وقت آئیں گے جب کوئی دوسرا نہ ہوگا، حسب وعدہ کعب کے پاس پہنچ کر آواز دی، اُس کی عورت نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے کسی ایسی چیز کے لیے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے جو تجھے پسند ہے، اُس نے کہا ان لوگوں نے اپنی غرض اور مقصد کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب ان لوگوں کے سامنے آیا اور پوچھا کہ میرے پاس کیا رہن کر دو گے، کیا اپنے بیٹے رہن کر دو گے؟ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ انھیں بھجوریں قرض دے۔

انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے شرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کو عار دلائی جائے اور کہا جائے کہ یہ ایک وسق پر گروہ ہے اور یہ دو وسق پر، اُس نے کہا اچھا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن کر دو، انھوں نے کہا تو سب سے زیادہ خوب صورت ہے، ہمیں تجھ سے اطمینان نہیں، کون عورت ہے جو تیری خوب صورتی کی وجہ سے تجھ سے بچ سکے گی، البتہ ہم لوگ اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن کر دیں گے، تجھے معلوم ہے کہ آج کل ہمیں ہتھیاروں کی کس قدر ضرورت ہے، اُس نے کہا ہاں، اپنے ہتھیار تے آؤ اور جو چاہو لاد لے جاؤ۔

اصحاب نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ معاملے کی گفتگو کریں،

کعب اُترنے لگا تو اُس کی عورت لپٹ گئی، اور کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے پاس قوم میں سے کسی کو بھیج دیا کر جو تیرے ہمراہ ہوں، اُس نے کہا اگر یہ لوگ مجھے سوتا ہوا پاتے تو نہ جگاتے، عورت نے کہا، چھاپت ہی پر سے ان سے بات کر لے۔

وہ نہ مانا، اور اُن کے پاس اُتر آیا، اُس کی خوشبو تمام مہک رہی تھی، پوچھا، اے فلاں، یہ کیسی خوشبو ہے، اُس نے کہا بہ فلاں کی ماں (یعنی اُس کی عورت) کا عطر ہے، ایک آدمی اس کا سر سونگھنے کے بہانے سے بڑھا، اور مضبوط پکڑ کے کہا، اللہ کے دشمن کو قتل کر دو۔ ابو عبس نے اُس کے کولے میں نیزہ مارا اور محمد بن مسلمہ نے تلوار ماری، وہ قتل ہو گیا تو واپس ہوئے۔

یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور شکایت کی کہ ہمارا سردار دغسا سے قتل کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے افعال باد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برا بکھوتا کرتا تھا، لڑائی پر ابھارتا تھا، اور ایذا پہنچاتا تھا، آپ نے انھیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور آپ کے درمیان ایک معاہدہ صلح لکھ دیں جو کافی ہو۔

یہ عہد نامہ اب تک علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ غطفان

ہجرت کے پچیسویں مہینے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نجد کی جانب غزوہ غطفان ہے جو انجیل کے نواح میں ذرا مرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ و محارب کی ایک جماعت نے ذی امر میں جمع ہو کر بہ قصد کیا ہے کہ آپ کو تمام اطراف سے

گھیر لیں، یہ فعل بنی محارب میں سے ایک شخص کا ہے جس کا نام دُعثربن السحارث ہے۔

۲۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کیا اور چار سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ جن کے پاس گھوڑے تھے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوئے، مدینے میں عثمان بن عفان کو خلیفہ بنایا۔ مسلمانوں کو ذی القعہ میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا جس کا نام جبار تھا، لوگ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، اُس نے اُن کی خبر دی اور کہا کہ اگر وہ لوگ آپ کی آمد سن لیں گے تو ہرگز مقابلہ نہ کریں گے، وہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گیا اُسے بلال کے ساتھ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے مقابلہ نہ ہوا، آپ انھیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب بارش سے بھیگ گئے، آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پھیلا دیے تاکہ خشک ہو جائیں، درخت پر لٹکا دیے اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔

دشمنوں میں سے ایک شخص آیا جس کا نام دُعثربن السحارث تھا، اُس کے پاس تلوار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا، آپ نے فرمایا ”اللہ جبریلؑ نے آپ کے سینہ مبارک میں القا کیا تھا۔“

تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالی اور فرمایا: مجھے مجھ سے کون بچائے گا، اُس نے کہا کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور انھیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔

اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”یا ایہا الذین آمنوا

۱ ذکر والنعمة اللہ علیکم اذ ہم قوم الایہ (اے ایمان والو اپنے اُوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے اُن کا ہاتھ روک دیا)۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، نوبت جنگ کی
ہیں آئی، اور آپ کی غیبت گیارہ دن رہی۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا غزوہ بنی سلیم

۶ جمادی الاولیٰ ہجرت کے ستائیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بحران کاغزوہ ہے، بحران القدر کے نواح میں ہے، مدینے اور فرع کے
درمیان آٹھ بُرود (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بحران میں بنی سلیم کا مجمع
ہے، آپ تین سو اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے، مدینے میں ابن ام المکتوم کو
خلیفہ بنایا اور تیز چل کر آپ بحران میں وارد ہو گئے، معلوم ہوا کہ لوگ
اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہو گئے، آپ واپس ہوئے،
نوبت جنگ نہیں آئی، کل دس روز آپ باہر رہے۔

سریہ زید بن حارثہ

زید بن حارثہ کا سریہ القدرہ کی جانب ہجرت کے اٹھائیسویں
مہینے شروع جمادی الآخر میں پیش آیا، یہ سب سے پہلا سریہ ہے جس میں

زید امیر بنکے محلے، انقر وہ نجد کی زمین میں الزبدہ اور النمرہ کے درمیان ذات عرق کے نواح میں ہے۔

انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ قریش کے روکنے کے لیے بھیجا جس میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزیٰ اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ تھے، ان کے ہمراہ بہت سا مال، سونے چاندی کے سکے، برتن اور چاندی تھی، جن کا وزن تیس ہزار درہم تھا، ان کا رہبر فرات بن حیان الجعلی تھا، اس نے انھیں عراق کے راستے سے ذات عرق روانہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے زید بن عارضہ کو سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا، انھوں نے اسے روکا اور قافلے کو پالیا، قوم کے بڑے بڑے لوگ بیچ کر نکل گئے، تمام مال یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آپ نے اسے پانچ حصوں پر تقسیم فرمایا، اس کا ایک خمس (پانچواں حصہ) بیس ہزار درہم کو پہنچا، جو بچا وہ آپ نے اہل سریرہ کو تقسیم کر دیا۔

فرات بن حیان جو گرفتار کر لیا گیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، اس سے کہا گیا کہ اگر تو اسلام لائے گا تو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جان بخش دی۔

غزوہ احد



۷ شوال یوم شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بتیسویں مہینے غزوہ احد پیش آیا۔

مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب مکے کو لوٹے تو اس قافلے کو جسے ابوسفیان بن حرب لایا تھا دارالندوہ میں پھیرا ہوا پایا، سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جانے کے لیے) سامان سفر مہیا کرو، ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسے منظور کیا، اور عبد مناف کی اولاد بھی میرے ساتھ ہے۔

مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا کل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا۔ قافلے کے مالکوں کو اصل سرمایہ دیدیا گیا اور نفع نکال لیا گیا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار میں (نفع) لیتے تھے۔ انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله“ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اپنے مال کو اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں، انھوں نے قاصد روانہ کیے جو عرب میں جا کر نصرت کی دعوت دیتے تھے، انھوں نے سب سے مال جمع کیا، جو عرب ان کے ساتھ تھے سب متفق ہو کر حاضر ہوئے، قریش نے ہمراہ عورتوں کو لینے پر بھی اتفاق کیا تاکہ وہ مقتولین بدر کو یاد دلائیں، انھیں غصہ دلائیں جس سے شدت انتقام تیز ہو۔

عباس بن عبدالمطلب نے تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع کو عباس کے خط کی خبر دی، یہودیوں اور منافقوں نے مدینے میں خوفناک خبریں مشہور کر دیں، قریش مکے سے روانہ ہو گئے، ان کے ہمراہ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ فاسق ابو عامر بھی تھا جو اس کے قیل راہب کہلاتا تھا۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی، سات سو زہریں، دو سو گھوڑے،

تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ساتھ تھیں، خبر روانگی لوگوں میں شائع ہو گئی، یہاں تک کہ وہ ذوالحلیفہ میں اترے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو جاسوسوں انس و موث کو جو فضالہ کے بیٹے اور الظفری تھے ہر سوال شب بخشبہ کو روانہ کیا، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی خبر لائے، قریش نے اپنے اونٹ اور گھوڑے العریض کی کھیتی میں چھوڑے، وہاں سے روانہ ہوئے تو گھاس ختم ہو چکی تھی۔

آپ نے احباب بن المنذر بن الجموح کو بھی ان کی طرف روانہ کیا، وہ لشکر میں داخل ہوئے، تعداد کا اندازہ کیا اور آپ کے پاس خبر لائے۔ سعد بن معاذ، اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ شب جمعہ کو مسلح ہو کر مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر رہے، مدینے کی حفاظت کی گئی، یہاں تک صبح ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شب کو خواب دیکھا کہ آپ ایک مضبوط زرہ پہنے ہیں، آپ کی تلوار ذوالفقار دہار کے پاس سے تڑک گئی ہے، ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے، اور ایک مینڈھا اس کے پیچھے ہے۔ آپ نے اصحاب کو اس کی خبر دی اور تعبیر بیان فرمائی کہ محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے، تلوار کا تڑکنا خود مجھ پر مصیبت کی علامت ہے، ذبح کی ہوئی گائے، میرے اصحاب کا قتل ہے، مینڈھا ہے کا پیچھا کرنا، اس سے مراد لشکر کفار ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی بنا پر یہ رائے ہوئی کہ مدینے سے نہ نکلیں، آپ چاہتے تھے کہ آپ کی رائے کی موافقت کی جائے اصحاب سے مشورہ فرمایا تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ آپ نہ نکلیں، اکابر مہاجرین و انصار کی بھی یہی رائے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مدینے میں ٹھہرو، عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں کر دو۔

دو نوجوانوں نے جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمن کی طرف نکلنے کی درخواست کی اور شہادت کی رغبت ظاہر کی انھوں نے کہا کہ میں ہمارے دشمن کی طرف لے چلیے، پھر ان لوگوں کا غلبہ ہو گیا جو باہر نکلنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی، وعظ بیان فرمایا، انھیں کوشش اور جہاد کرنے کا حکم دیا، اور یہ خبر دی کہ جب تک وہ صبر کریں گے ان کی مدد ہوگی، انھیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے تیاری کا حکم دیا چنانچہ لوگ روانگی سے خوش ہوئے۔

آپ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی، سب جمع تھے، اہل العوالیٰ بھی حاضر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں داخل ہوئے، آپ کے ہمراہ ابو بکر و عمر بھی تھے، دونوں اصحاب نے آپ کے عمامہ باندھا، لباس (جنگ) پہنایا، لوگ صف باندھے ہوئے آپ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا کہ تم نے باہر نکلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیر دستی کی، حالانکہ امر مناسب آپ پر آسمان سے نازل ہو جاتا ہے، لہذا تم لوگ معاملے کو آپ ہی کے سپرد کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ زرہ پہنے ہوئے تھے، آپ نے زرہ کو ظاہر کیا اور اس کے درمیان چمڑے کی پٹی سے باندھا تھا جو تلوار لٹکانے کی تھی، آپ عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے تھے، ڈھال پشت پر تھی۔

سب لوگ اس پر نادم ہوئے جو انھوں نے کیا اور عرض کی ہیں یہ حق نہیں ہے کہ آپ کی مخالفت کریں، لہذا جو آپ کو مناسب معلوم ہو وہ کیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بیٹی کو یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اسے اتار دے تا وقتیکہ اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے، تم اسے دیکھو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا، اسے کرو اور اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ، تمہاری ہی مدد ہوگی،

جب تک تم صبر کرو گے۔

آپ نے تین نیرے طلب فرمائے اور تین جھنڈے بنائے، اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو دیا، خزر ج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کو، اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ کو اپنا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصعب بن عمیر کو دیا، مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کمان کو کندھے پر ڈال لیا اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا، مسلمان مسلح اور زہ پوش تھے، ان کے پاس سوزر ہیں تھیں، دونوں سعد یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ آپ کے آگے نکلے، دونوں دوڑ رہے تھے اور زہ پوش تھے، لوگ آپ کے دامنے اور بائیں تھے۔

اس طرح آپ روانہ ہوئے، جب الشخیخ پہنچے جو دو قلعے ہیں تو آپ متوجہ ہوئے اور بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا، جس کے خاص قسم کے ہالی تھے، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کی، یہ ابن ابی کے یہودی حلفاء ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل شرک سے اہل شرک پر مدد نہ لو، آپ نے جسے واپس کیا اُسے واپس کیا اور جیسے اجازت دی اُسے اجازت دی۔

آفتاب غروب ہو گیا، بلالؓ نے اذان کہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی اور الشخیخ ہی میں شب ہاش ہوئے۔ آپ بنی النجار میں اترے تھے، اس رات کے پہرے پر محمد بن مسلمہ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ عامل مقرر فرمایا جو رات بھر لشکر کے گرد گشت کرتے رہے۔

مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپ روانہ ہوئے اور اترے دیکھ لیا تھا، وہ سب جمع ہو گئے، عمرہ بن ابی جہل کو مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے پہرے پر عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں شب کو اس طور پر رواتہ ہوئے کہ آپ کے رہبر ابو حاتمہ السخاری تھے، آپ اسی روز احد کے مقام القنطرة تک پہنچ گئے، نماز کا وقت آگیا، آپ مشرکین کو دیکھ رہے تھے، بلال کو (اذان کا) حکم دیا، انھوں نے اذان اور اقامت کہی، آپ نے اصحاب کو صف صفت کر کے نماز پڑھائی۔

ابن ابی اسی مقام سے ایک لشکر کے ہمراہ اس طرح اکھڑ گیا کہ گویا وہ ایک مظلوم ہے جو ان کے آگے جا رہا ہے، وہ کہتا جاتا تھا کہ آپ نے میری طاقت فرمائی کی، اور بچوں کی اور ان لوگوں کی اطاعت کی جن کو قتل نہیں! اس کے ہمراہ تین سو آدمی علیحدہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو اصحاب رہ گئے، آپ کے پاس ایک گھوڑا آپ کا اور ایک گھوڑا ابو بردہ بن سہار کا تھا، آپ سامنے آکر اصحاب کو صف بستہ کر رہے تھے، اور پیادہ ہو کر صفوں کو سیدھا کر رہے تھے، آپ نے میمنہ اور میسرہ بنایا، آنحضرت و زہراؑ خود اور لوہے کی ٹوپی (مغفر و بیضہ) پہنے ہوئے تھے، آپ نے احد کو اپنی پشت پر، اور مدینے کو سامنے کیا۔

کوہ غنینین مع نائے کے بائیں جانب تھا، اس پر پاس تیر اندازوں کو مقرر کیا، عبد اللہ بن جبیر کو ان کا عامل بنایا، اور سمجھا دیا کہ تم لوگ اپنے اسی مورچے پر کھڑے رہنا، ہماری پشت کی حفاظت کرنا، اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو مال غنیمت ملا ہے تو تم ہمارے شریک نہ ہونا، اور اگر تم یہ دیکھنا کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا۔

آنحضرتؐ بھی سامنے آکر اپنی صفوں کو درست کرنے لگے انھوں نے میمنہ پر حسانہ بن الولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو عامل بنایا دونوں کناروں (میمنہ و میسرہ) پر دوسو گھوڑے تھے، سواروں پر صفوں بنایا، ابن امیہ کو مقرر کیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو تیر اندازوں پر جو سوتھے عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے

حوالے کیا، ابو طلحہ کا نام عبد اللہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ مشرکین کا جھنڈا کون اٹھائے ہے تو کہا گیا عبد الدار، آپ نے فرمایا، ہم و فائے عہد کے ان سے زیادہ مستحق ہیں مصعب بن عمیر کہاں ہیں عرض کی یہاں یہ ہیں، قسم فرمایا جھنڈا لے لو، مصعب بن عمیر نے جھنڈا لے لیا اور وہ اسے لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو گئے۔

جنی شخص نے سب سے پہلے جنگ چھیڑی وہ فاسق ابوعسا مرتھا جو اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور مبارک کہا کہ میں ابو عامر ہوں، مسلمانوں نے کہا کہ تیرے لیے مرجاہ ہے، اور نہ خوش آمدید، اس نے کہا کہ میرے بعد میری قوم پر ایک شر نازل ہوا، اس کے ساتھ قریش کے غلام بھی ہیں۔

وہ لوگ اور مسلمان پتھر پھینکنے لگے، ابو عامر اور اس کے ساتھیوں نے پشت پھیری، مشرکین کی عزتیں دھول تاشے اور دف بجا کر برا نیکختہ کرنے لگیں، مقتولین بدر کی یاد دلا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں :-

نحن دنات طارن	فمنی علی التارن
ہم لوگ رات کو آئیوں کی بیٹیاں ہیں	ہم لوگ نیکی پر چلنے ہیں
ان تقبلوا العان	اوند بد و الفارق
اگر تم لوگ مقابلہ پر آؤ گے تو	اور اگر پشت پھیر کر بھاگو گے تو
تمہارے گلے لگ جائیں گے	ہم تم سے جدا ہو جائیں گے

فراق غیر و امق

اور جدائی بھی وہ ہوگی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے۔ قوم کے بعض لوگ بعض کے نزدیک آگئے تیر انداز مشرکین کے لشکر پر تیر پھینک رہے تھے، قبیلہ ہوازن نے پشت پھیری، طلحہ بن ابی طلحہ نے جو جھنڈا لیا تھا پکارا کہ کون جنگ کرے گا، عتہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور دونوں صفوں کے درمیان مقابلہ ہوا، علیؑ نے اس پر سبقت کی

اور سر پر ایسا مارا کہ کھوپری پھٹ گئی، اور وہ گر پڑا، وہ لشکر کا سردار تھا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے، آپ نے بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی، مشرکین کے لشکروں پر حملہ کر کے انھیں مارنے لگے یہاں تک کہ ان کی صفیں پر اگندہ ہو گئیں۔
 مشرکین کا جھنڈا ابوشیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا، وہ عورتوں کے آگے رجز کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا:-

اِنَّ عَلٰی اَهْلِ اللّٰوِءِ حَقًّا اِنْ خَصِبَ لِمَعْدَلَةٍ اَوْ قَتَلَتْ قَا

بے شک جھنڈے والے پر واجب ہے کہ (اُس کا) نیزہ (خون بہا) رنگ جائے یا ٹوٹ جائے
 اُس پر حمزہ بن عبدالمطلب نے حملہ کیا، انھوں نے اُس کے شانے پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ اور بازو کاٹتی ہوئی کمزبک پہنچ گئی اور اُس کا پھپھیر اٹا ہر ہو گیا، حمزہ یہ کہتے ہوئے لڑے کہ میں تو ساقی الحجج کا بیٹا ہوں (الحجج = وہ شخص جس کے زخم سر کی گہرائی ناپی جائے)۔

وہ جھنڈا ابوسعدا بن ابی طلحہ نے اٹھا لیا، اُسے سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا جو اُس کے گلے میں لگا اور کہنے کی طرح زبان باہر نکل پڑی پھر اُسے قتل کر دیا۔

مُصَافِع بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے وہ جھنڈا اٹھایا، عاصم بن ثابت نے تیر مار کر اُسے قتل کر دیا۔

سَلَاب بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے جب اٹھایا تو اُسے الزبیر بن العوام نے قتل کر دیا۔

اِسْحَاس بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے اٹھایا تو طلحہ بن عبید اللہ نے اُس کو قتل کر دیا۔

اِرْطَاة بن شریصل نے جھنڈا لیا تو اُسے علی بن ابی طالب نے قتل کر دیا۔

شَرِیج بن قارظ نے اٹھایا تو کسی شخص نے اُسے قتل کر دیا اُس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

اُن کے غلام صواب نے وہ علم اٹھایا، کوئی کہتا ہے سعد بن ابی وقاص نے اور کوئی کہتا ہے علی بن ابی طالب نے اسے قتل کیا، کوئی کہتا ہے قزو ان نے اسے قتل کیا، اور یہی قول سب سے زیادہ ثابت ہے۔

جب جھنڈا اٹھانے والے قتل کر دیے گئے تو مشرکین اس طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ کسی چیز کی طرف بھی رخ نہ کرتے تھے، حالانکہ اُن کی عورتیں ہلاکت کی دعا کر رہی تھیں، مسلمان تقاب کر کے جہاں چاہتے تھے قتل کرتے تھے، انھیں لشکر گاہ سے نکال دیا اور لوٹ لیا، غنیمت کا مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تیرا نڈاروں نے جو کہ عیسٰی رہتے گفتگو کی، آپس میں اختلاف ہو گیا، اُن کے امیر، عبد اللہ بن جبیر، ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے، انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا، اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا مگر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرا نہیں دشمن تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقام یہاں کیوں ہو، وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے، انھیں کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹایا، عکرمہ بن ابی جہل بھی پیچھے ہو گیا، انھوں نے بقیہ تیرا نڈاروں پر حملہ کر کے قتل کر دیا، اُن کے امیر، عبد اللہ بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی قتل ہو گئے۔ مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں، اُن کی چلی گھوم گئی، ہوا بدل کے مغربی ہو گئی حالانکہ اس کے قبل مشرقی تھی، ابلیس لغتہ اللہ نے نہادیدی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے، مسلمانوں کے حواس جاتے رہے، وہ خلافت قاعدہ قتال کرنے لگے، حیرانی اور جلدی کی وجہ سے جسے وہ جانتے بھی تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

مصعب بن عمیر قتل کر دیے گئے تو جھنڈا ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب کی صورت کا تھا، اس روز لاکھ حاضر ہوئے، مگر جنگ نہیں کی،

مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی کہ یا للعرشی یا للہبی۔
 انھوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا، ان میں سے جس نے پشت پھیر لی پھیر لی۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ثابت قدم رہے کہ ٹٹے نہ تھے،
 اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے، ہمراہ
 اصحاب میں سے چودہ آدمی کی ایک جماعت بھی ثابت قدم رہی جن میں سات
 مہاجرین بشمول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور سات انصار میں سے تھے
 انھوں نے مدافعت کی۔

مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں کچھ کامیابی
 حاصل ہوئی، کچلیوں اور آگے کے دانتوں کے درمیان چار دانت پر ضرب آگئی،
 چہرہ مبارک اور پیشانی پر زخم آگیا، آپ پر ابن قمیہ نے تلوار سے حملہ کیا
 اور دامن پھلو پر مارا، طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے ہاتھ سے بجایا، اس میں
 ان کی انگلی بے کار ہو گئی، ابن قمیہ نے دعویٰ کیا کہ اُس نے آپ کو شہید کر دیا
 ہے یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انھیں شکستہ خاطر بنا دیا۔

اسمائے شہداء و مقتولین

۳۰۔ اُس روز حمزہ بن عبد المطلب رحمۃ اللہ شہید ہوئے جنہیں وحشی نے شہید
 کیا، عبد اللہ بن جحش کو ابو النجکم بن الاخنس بن شریق نے شہید کیا، مصعب بن
 عمیر کو ابن قمیہ نے شہید کیا، شناس بن عثمان بن الشرید المخزومی کو ابی بن خلف
 الجحفی، عبد اللہ و عبد الرحمن فرزند ان الہیب نے جو بنی سعد میں سے تھے،
 وہب بن قابوس المزنی اور اس کے بھتیجے اسحارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔
 انصار میں سے ستر آدمی شہید ہوئے، جن میں سے سعد بن معاذ کے
 بھائی عمرو بن معاذ اور حذیفہ کے والد الیمان کو تو مسلمانوں نے غلطی سے
 شہید کر دیا۔

حفظہ بن ابی عامر راہب، سعد بن خثیمہ کے والد خثیمہ ابو بکر کے داماد

خارجہ بن زید بن ابی ترہیر، سعد بن الریح اور ابوسعید الخدری کے والد مالک بن سنان، العباس بن عبادہ بن فضل، مجذوب بن زیاد، عبد اللہ بن عمرو بن حرام، عمرو بن الجموح جو ان کے سرداروں میں سے تھے بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔

مشرکین میں سے تیس آدی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اٹھانے والے اور عبد اللہ بن جید بن زمیر بن الحارث بن اسد بن عبد العزیٰ، ابو عزیٰ بن عمیر، ابو الحکم بن الاحسن بن شریق الشقی جیسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا، سباع بن عبد العزیٰ السخزاعی جو ام انمار کا بیٹا تھا، حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، ہشام بن ابی امیہ بن المغیرہ، الولید بن العاص بن ہشام، امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، خالد بن الاعلم العقیلی، ابی بن خلف الجحجی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا، ابو عذرة الجحجی جس کا نام عمرو بن عبد اللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جحج ہے، تھے۔

ابو عذرة وہ شخص سے جو جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا تو اس نے کہا کہ میں آپ کے مقابلے پر کسی جماعت میں اضافہ نہ کروں گا، مشرکین کے ہمراہ جنگ اُحد میں نکلا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیر کر کے گرفتار کر لیا، اس کے سوا آپ نے اور کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر احسان کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں دسا جاسکتا، تو کہ اس طرح ہمیں لوٹنے پائے گا کہ اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے دو مرتبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تمسخر کیا، آپ نے اس کے متعلق عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کو حکم دیا تو انھوں نے اس کی گردن مار دی۔

جب مشرکین اُحد سے واپس ہو گئے تو مسلمان اپنے مقتولین کی طرف

مقبور ہوئے، حمزہ بن عبد المطلب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے نہ انھیں غسل دیا اور نہ دوسرے شہداء کو غسل دیا اور فرمایا انھیں مع ان کے خون اور زخموں کے کفنا دو، انھیں رکھ دو میں ان سب کا نگران ہوں۔

حمزہ سب سے پہلے شخص تھے جن پر چار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی (یعنی نماز جنازہ پڑھی)، پھر آپ کے پاس شہداء جمع کئے گئے، جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا، پھر ان پر اور اس شہید پر نماز پڑھتے تھے، اس طرح آپ نے ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

۳۱ ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد پر نماز نہیں پڑھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرٹھا کھودو، گہرا اور چوڑا کرو، اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو اسے مقدم کرو۔ وہ لوگ جنہیں ہم جانتے ہیں کہ ایک قبر میں دو دفن کیے گئے یہ تھے:- عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور عمر بن ابی جوح ایک قبر میں، خارجہ بن زید اور سعد بن الربیع ایک قبر میں، النعمان بن مالک اور عبدة بن اسحق اس ایک قبر میں۔

پھر سب لوگ یا اکثر اپنے مقتولین کو مدینے اٹھائے گئے اور نواح میں دفن کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ مقتولین کو ان کی خواہگا ہوں کی طرف واپس کرو، منادی نے صرف ایک ہی شخص کو پایا جو دفن نہیں کیے گئے تھے، وہ لوٹا دیے گئے اور وہ شناس بن عثمان المخزومی تھے۔ اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے، نماز مغرب پڑھیں پڑھی ابن ابی اور منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی ناکامیابی پر خوشیاں منائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین آج کی طرح ہم پر کامیابی نہ حاصل کر سکیں گے یہاں تک کہ ہم رکبی (حجرا سود) کو بوسہ دیں۔

انصار اپنے مقتولین پر روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو
سہرا یا کہ حمزہؓ پر کوئی روئے والا نہیں، انصار کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دروازے پر آئیں اور حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُن کے لیے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا، آج تک وہ عورتیں جب
انصار میں سے کوئی مرتزا ہے تو پہلے حمزہؓ پر روتی ہیں پھر میت پر۔

الشعبی سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مشرکین کے ساتھ مکہ کیا (یعنی خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ
مکہ کیا گیا۔

آنس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
دانت (جو چبلی اور سامنے کے دانت کے درمیان تھے) اور آپ کی
پیشانی زخمی ہو گئی، چہرے پر خون بہا (صلوات اللہ علیہ ورضوانہ رحمۃ وبرکاتہ)۔
آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ
یہ کیا حالانکہ وہ انھیں اُن کے پروردگار کی طرف بلاتا تھا، اسی موقع پر
یہ آیت نازل ہوئی:-

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوبَ عَلَیْہِمْ اَوْ یُعْذِ بِہُمْ فَاتَّخِذِ الْمُنَکَ
دِیْعَۃً اَوْ اَسْوَ مِیْثَاقٍ مِّنْ ذٰلِکَ ۚ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ۚ وَیَعْلَمُ مَا تُکْمِلُ
اِنَّ ہَکِیْمًا عَلِیْمًا ۙ (یونس ۶۴)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی،
ابلیس نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو! اپنی دوسری جماعت (کو دکھو)
پہلی جماعت ٹوٹی، وہ اور اُن کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرے لگی،
حذیفہؓ نے دیکھا کہ اتفاقاً اُن کے باپ النعمان ہیں (جنھیں تلوار ماری
جارہی ہے) تو کہا اے اللہ کے بندو، یہ تو میرے باپ ہیں، میرے باپ ہیں۔
عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ لوگ نہ باز آئے تا اُن کے انھیں قتل
کر دیا، حذیفہؓ نے کہا کہ اللہ تمھاری مغفرت کرے۔

عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم اُن کی بقیہ خیر حذیفہؓ میں رہی یہاں تک کہ

وہ بھی اللہ سے جانچے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ذبح کی ہونی کاٹے دیکھی تبسری کہ زرہ سے مراد مدینہ اور کانے سے مراد جماعت ہے، اگر تم چاہو تو ہم مدینے میں مقیم رہیں، جب وہ لوگ حملہ آور ہوں تو ان سے جنگ کریں۔ ۳۲

انہوں نے کہا، واللہ چاہلیت میں کوئی ہمارے شہر میں نہ داخل ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا؟ آپ نے فرمایا، تمہاری مرضی، وہ چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہن لی تو انہوں نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو رد کیا، آئے اور عرض کی:- یا رسول اللہ آپ کی مرضی فرمایا، کسی نبی کو جتنا ہمیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے قتال سے پہلے اتار دے۔
الزہری سے مروی ہے کہ شیطان نے اُحد کے دن پیکار کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیے گئے۔

کعب بن مالک نے کہا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، میں نے خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھوں کو پہچانا تو بلند آواز سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ہیں، آپ نے میری طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہو، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الا انتم“۔ (محمد بھی ایسے ہی ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے، کیا یہ مرجائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے؟)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابی بن خلف الجہمی یدر کے دن گرفتار ہوا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فدیہ دیا اور کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (۸ سیر) جوار کھلاتا ہوں، شاید آپ کو اُسی پر سوار ہو کر قتل کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ اس پر مجھے قتل کروں گا۔

جب اُحد کا دن ہوا تو ابی بن خلف اُسی گھوڑے کو ایڑا مارتا ہوا سامنے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، چند مسلمانوں نے اُسے روکا کہ نہ قتل کر دیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مہلت دو مہلت دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیزہ لیکے کھڑے ہوئے جو آپ کے ہاتھ میں تھا، اس سے آپ نے ابی بن خلف کو مارا، جس سے ابک لیلی ٹوٹ گئی وہ مجروح ہو کے اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا، اُسے ان لوگوں نے اٹھالیا اور واپس لے گئے، کہنے لگے کہ تیرے لیے کوئی خوف نہیں ہے، مگر ابی نے ان سے کہا کہ کیا انھوں نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا، اُس کے ساتھی اُسے لے گئے، تھوڑی دور جا کر مر گیا، اُسے ان لوگوں نے دفن کر دیا۔

سعد بن المسیب نے کہا کہ اسی کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَارِصَاتٍ أَذْرَصَتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِمَى (حس دمت مارا آپ نے نہیں مارا، لیکن اللہ نے مارا)۔

السائب بن یزید یا اور کسی سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زریں پہنے تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن تقریباً تیس آدمیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مصیبت آئی، ان میں سے ہر ایک آتا تھا اور آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتا تھا یا سفیان نے کہا کہ آپ کے سامنے آ جاتا تھا، پھر کہنا تھا کہ میرا جبرہ آپ کے چہرے کی دفا ہے (یعنی اس کے بدلے حاضر ہے)، اور میری جان آپ کی جان پر قربان ہے، آپ پر اللہ کا ایسا سلام ہو جو متروک نہ ہو۔

البراء بن عازب سے مروی ہے کہ جب اُحد کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں پر جو پچاس تھے عبد اللہ بن جبیر کو سر دے دیا جس کے

ایک مقام پر مقرر کر دیا، اور فرمایا کہ اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے نوچ رہے ہیں تب بھی اپنے مقام سے نہ ٹلنا وقتیکہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔ اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے اس قوم کو بھگا دیا، ہم اُن پر غالب آگئے اور ہم نے انھیں روند ڈالا تب بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلو جب تک کہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔

البراء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کو شکست دی، میں نے خدا کی قسم عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ پر اس طرح بھاگ رہی تھیں کہ اُن کی پنڈلیاں اور پازیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں۔ عبد اللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت، اے قوم غنیمت، تمہارے ساتھی غالب آگئے، تم کس کا انتظار کرتے ہو، عبد اللہ بن جبیر نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا، انھوں نے کہا کہ ہم تو بخدا اُن لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔

البراء نے کہا کہ جب وہ اُن کے پاس پہنچے تو اُن کے چہرے پھیر دیے گئے، وہ ہزیمت اٹھا کے آگئے۔ اس آیت کے یہی معنی ہیں "اذ یلعوہم الرسول فی اخر اہم" جب کہ رسول انھیں اُن کی دوسری جماعت میں بلا رہے تھے (چنانچہ سوائے بارہ آدمی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوئی نہ رہا، اُن (مشرکین) کو چارے ستر آدمی ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین ملے تھے جن میں ستر امیر تھے اور ستر مقتول۔

ابو سفیان سامنے آیا اور اس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں مجھ ہیں؟ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دینے سے منع فرمایا، اس نے کہا کہ آیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیقؓ) ہیں۔ کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں۔ کیا اس جماعت میں دناروق اعظم (عمر بن الخطابؓ) ہیں کیا اس جماعت میں ابن الخطابؓ ہیں۔ کیا اس جماعت میں ابن الخطابؓ ہیں۔

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیے گئے اور تم ان کے لیے کافی ہو گئے، عمرؓ (فاروق) کو اپنے نفس پر قابو نہ رہا، انھوں نے کہا بخدا اسے اللہ کے دشمن تو سمجھو تا ہے وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب کے سب زندہ ہیں، اور وہ چیز تیرے لیے باقی ہے جو تیرے ساتھ بُرائی کرے گی۔

ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن، بدر کے دن کا بدلہ ہے، جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے کبھی مخالف، تم لوگ اس جماعت میں مثلاً (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کام میں نے حکم نہیں دیا اور نہ مجھے وہ بُرا معلوم ہوا، وہ رجز (برائی گتہ کرنے والے شعرا) پڑھنے لگا اور کہنے لگا "أَعْلَى هُبْلٍ أَعْلَى هُبْلٍ" (بہت کا نام ہے) بلند رہ۔ ہبل بلند رہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اُسے جواب نہیں دیتے؟ عرض کی، یا رسول اللہ ہم اُسے کیا جواب دیں، فرمایا کہو کہ "اللہ اعلیٰ و اجل" (یعنی اللہ بزرگتر و پرتر ہے)، ابوسفیان نے کہا کہ العززی (بت کا نام ہے) ہمارے ہی لیے ہے اور تمھارے لیے کوئی عزی نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اُسے جواب نہیں دیتے، عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ اُسے کیا جواب دیں، فرمایا یہ کہو اللہ مولانا و لامولیٰ کہم (اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمھارا کوئی مولیٰ نہیں ہے)۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اُمّہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت ٹوٹ گیا، چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، خود سریر ٹوٹ گیا۔ فاطمہ علیہا السلام آپ کا زخم دھور ہی تھیں اور علیؓ اُس پر ڈھال سے پانی ڈالتے تھے جب فاطمہؓ نے یہ دیکھا کہ پانی سے سوائے خون کی زیادت کے اور کچھ نہیں ہوتا تو فاطمہؓ نے ایک ٹکڑا یورے کا لیا، اُسے جلایا اور لگا دیا جس سے نمون رُک گیا۔

ابو حمید السامعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّہ کے دن بہت بڑے شہینۃ الوداع سے آگے بڑھ گئے تو ایک بہت سے

ہتھیار والے لشکر کو دیکھا، فرمایا، یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا، یہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے، اہل قینقاع کے چھ سو بیہودی ہمراہ ہیں جو اس کے دوست و متعاہد ہیں اور وہ لوگ عبد اللہ بن سلام کے قبیلے کے ہیں، استعمار فرمایا اسلام لائے ہیں، لوگوں نے کہا، انہیں یا رسول اللہ فرمایا ان سے کہو واپس جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیں گے۔ ابو مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔

غزوہ حمراء الاسد

غزوہ حمراء الاسد ہجرت کے تیسویں مہینے ۸ ریشوال یکشنبہ کو ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے شنبہ کی شام کو واپس ہوئے تو اس شب کو آپ کے دروازے پر چند معزز انصار نے پاس بانی کی، مسلمان رات کو اپنے زخموں کا علاج کرتے رہے۔

یکشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھی اور بلال کو حکم دیا کہ ندا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دشمن کی تلاش کا حکم دیتے ہیں، ہمارے ہمراہ سوائے اس کے جو کل جنگ میں حاضر تھا اور کوئی نہ نکلیے۔

جابر بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ احد کے دن میرے باپ نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لیے چھوڑ دیا تھا اس لیے میں جنگ میں حاضر نہ ہوا، اجازت دیجیے کہ میں آپ کے ہمراہ چلوں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، سوائے ان کے آپ کے ہمراہ کوئی ایسا شخص نہیں روانہ ہوا جو جنگ میں موجود نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا طلب فرمایا جو بندھا ہوا تھا

کھلا نہ تھا، آپ نے اسے علی بن ابی طالب کو دیا، اور کہا جاتا ہے کہ ابو بکر صدیق کو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آپ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرہ مبارک مجروح تھا اور پیشانی مبارک زخمی تھی، دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا اور پیچھے کا ہونٹ اندر کی جانب سے مجروح تھا، دامنہ شانہ ابن قتیہ کی تلوار کی ضرب سے مسکت تھا اور دونوں ٹھٹھنے چھلے ہوئے تھے، العوالی کے باشندے بھی جب انھیں آواز آئی جمع ہو کر شریک ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، آپ نے اسلم کے تین آدمیوں کو اس قوم کے نشان قدم پر مخربنا کے بھیجا، ان میں سے دو آدمی اس قوم سے (یعنی کفار سے) حمراء الاسد میں ملے جو الحقیق کے راستے ہرذوالحلیفہ کی بائیں جانب مدینے سے دس میل کے فاصلے پر ہے جب کہ وادی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

اس جماعت کے لیے بہت مسافت تھی، لوگ پلٹنے کا مشورہ کر رہے تھے، صفوان بن امیہ انھیں اس سے منع کر رہا تھا، اتنے میں یہ دونوں آدمی نظر پڑ گئے، کفار ان کی طرف متوجہ ہوئے، ان پر غالب آ گئے (قتل کر دیا) اور روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع اپنے اصحاب کے روانہ ہوئے، حمراء الاسد میں پڑاؤ کیا، آپ نے ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا، وہ دونوں باہم قربت دار بھی تھے۔

ان راتوں میں مسلمانوں نے پانچ سو جگہ آگ روشن کی تھی جو دور دور سے نظر آتی تھی، لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر طرف گئی، اللہ تعالیٰ نے دشمن کو اس سے دفع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، اور جمعے کو داخل ہوئے، آپ پانچ شب باہر رہے، مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو

اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

سریرہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی

قطن کی جانب ابو سلمہ بن عبدالاسد المخزومی کا سریرہ ہوا، قطن ایک پہاڑ نواح فید میں ہے، وہاں بنی اسد بن خزیمہ کا چشمہ آب تھا۔ محرم کے چاند پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چرت کے پختیسویں مہینے یہ سریرہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ طلحہ و سلمہ فرزندان خویلد مع اپنے پیروں کے اپنی قوم میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ کو بلایا، اُن کے لیے جھنڈا مقرر کیا اور ہمراہ مہاجرین و انصار میں سے ایک سو بچا پس آدمی روانہ کئے، اُن سے فرمایا، جاؤ یہاں تک کہ علاقہ بنی اسد میں پہنچو، قبل اس کے کہ اُن کی جماعتیں تمہارا مقابلہ کریں تم اُن پر حملہ کر دو۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کر دی، معمولی راستے کو ترک کر دیا، الانبار سے گذر کر قطن کے قریب پہنچ گئے، میدان پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا، تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا، باقی لوگ بچ گئے۔ وہ اپنی جماعت کے پاس آئے، انہیں خبر کی، سب لوگ اطراف میں منتشر ہو گئے، ابو سلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کر دیا، وہ سب صحیح و سالم واپس ہوئے، اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے، کوئی شخص نہیں ملا جو مزاحم ہوتا، ابو سلمہ ان سب کو مدینے لے آئے۔

سریرہ عبداللہ بن انیس

۳۶

عمرہ میں سفیان بن خالد بن مجع الہذلی کی جانب عبداللہ بن انیس کا سریرہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ستریسویں ماہ ۵ محرم یوم دو شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان بن خالد الہذلی واللحیانی نے جو عمرہ اور اس کے قرب وجوار میں اتر کر تاکھا اپنی قوم وغیرہ کے لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرمادیجئے، آپ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے ڈر جاؤ گے، اس سے پریشان ہو جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آجائے گا، عبداللہ نے کہا میں آدمیوں سے ہتھیں دڑتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بنانے کی اجازت چاہی بول گئی۔ میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا کھلا، جب بطن عمرہ پہنچا تو اس سے اس حالت میں ملا کہ وہ جارہا تھا، اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اس کے پاس جمع ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علیہ بیان فرمایا تھا اس سے میں نے پہچانا اور ڈر گیا، خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہو گیا، مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں۔

اس نے مجھے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیرے گروہ کو سن کہ یہاں آیا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہو جاؤں، اس نے کہا، بے شک میں ان کے مقابلے کی طیاری کر رہا ہوں۔ میں اس کے ساتھ باتیں کرتا چلا، اس کو میری بات شیریں معلوم ہوئی، باتیں کرتے کرتے اس کے خمیے تنگ پہنچ گیا، اس کے ساتھ ہی اس سے جدا

ہو گئے، لوگ منقطع ہو گئے اور سو گئے تو میں نے اُسے دھوکا دے کر قتل کر دیا اور اُس کا سر لے لیا۔

میں پہاڑ کے غار میں داخل ہو گیا اور کمری نے مجھ پر جالا لگا دیا، بہت تلاش ہوئی مگر انھیں کچھ نہ ملا اور واپس ہونے کے لیے پلٹ گئے میں ٹھلا، رات بھر چلتا تھا اور دن کو پوچھتا رہتا تھا، یہاں تک کہ مدینہ آ گیا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا، تمہارا چہرہ فلاح پائے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے، میں نے اُس کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا اور واقعے سے آپ کو آگاہ کیا۔

آپ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا، اور فرمایا کہ اسے پکڑ کے جنت میں چلے جاؤ، وہ عصا اُن کے پاس رہا، جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں، انھوں نے یہی کیا، اٹھارہ روز باہر رہے اور ۲۳ محرم یوم شنبہ کو آئے۔

سریہ المنذر بن عمرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں بیرعونہ کی طرف المنذر بن عمرو الساعدی کا سریہ ہوا۔

عامر بن مالک بن جعفر ابو براء طاعب الاسد الکلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کو ہدیہ دیا، مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا، مگر اُس نے اسلام قبول نہیں کیا، اور دُور بھی نہیں ہوا۔

عامر نے درخواست کی کہ اگر آپ اصحاب میں سے چند آدمی میرے ہمراہ میری قوم کے پاس بھیج دیں تو امید ہے کہ وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے اور آپ کے حکم کا اتباع کریں گے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا

خوف ہے، اُس نے کہا میں تو اُن کے ہمراہ ہوں، پھر کیسے کوئی اُن کے سامنے آئے گا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ستر فوج اور انہوں کو جو
 قاری کہلاتے تھے اُس کے ہمراہ کر دیا، اُن پر المنذر بن عمر والسعدی کو امیر بنایا۔
 یہ لوگ بیرمحو نہ پیراثرے جو بنی سلیم کا گھاٹ تھا، اور بنی عامر بنی سلیم کی
 زمین کے درمیان تھا، یہ دونوں بستیاں اُسی کی شمار ہوتی تھیں، اور وہ
 المعدن کے نواح میں تھا، وہ لوگ وہیں اُترے، پڑاؤ کیا اور اپنے اونٹ
 چھوڑ دیے۔

انہوں نے پہلے حرام بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 فرمان کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا، اُس نے حرام پر حملہ کر کے
 شہید کر دیا، مسلمانوں کے خلاف اُس نے بنی عامر کو بلایا مگر انہوں نے
 انکار کیا اور کہا کہ ابو براہ کے ساتھیوں (مہمانوں) کے ساتھ دغا نہیں
 کی جائے گی۔

اُس نے اُن کے خلاف قبائل سلیم میں سے عصبیہ اور ذکوان اور
 رمل کو پکارا، وہ لوگ اُس کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور اُسے اپنا رئیس بنالیا،
 حرام کے آسنے میں دیدہ ہوئی تو مسلمان اُن کے نشان قدم پر روانہ ہوئے،
 کچھ دور جا کر انھیں وہ جماعت ملی، انہوں نے مسلمانوں کا احاطہ کر لیا، انہیں
 نقد ادیں زیادہ تھے، جنگ ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
 شہید کر دیے گئے۔

مسلمانوں میں سلیم بن ملحان اور الحکم بن کیسان تھے، جب انھیں گھیر لیا
 گیا تو انہوں نے کہا، اے اللہ ہیں سوائے تیرے کوئی ایسا نہیں ملتا جو ہمارا
 سلام تیرے رسول کو پہنچا دے، لہذا تو ہی ہمارا سلام پہنچا، آپ کو
 (صلی اللہ علیہ وسلم) جبریلؑ نے اس کی خبر دی تو فرمایا علیہم السلام۔
 المنذر بن عمرو سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم انھیں امن
 دے دیں، مگر انہوں نے انکار کیا، وہ حرام کے قتل کا پیر آئے، اُن لوگوں سے
 جنگ کدہاں تک کہ شہید کر دیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وہ بڑھ گئے تاکہ مرجائیں، پتے وہ موت کے آگے چل گئے حالانکہ وہ اُسے جانتے تھے۔ مسلمانوں میں عمرو بن ابیہ الضمری بھی تھے، سو اے اُن کے سب شہید کر دیے گئے، عامر بن الطفیل نے یہ کہا کہ میری ماں کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے، لہذا تم اُس کی طرف سے آزاد ہو، اور اُن کی پیشانی کو کاٹ دیا۔ عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن الطفیل سے دریافت کیا، اُس نے کہا کہ انھیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمیٰ ہے قتل کر دیا جب اُس نے انھیں نیزہ مارا تو انھوں نے کہا واللہ میں کامیاب ہو گیا، وہ آسمان کی طرف بلندی پر اٹھا لیے گئے۔

جبار بن سلمیٰ نے جو عامر بن فہیرہ کا قتل اور اُن کا اٹھا یا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے اُن کے جتنے کو چھپا دیا اور وہ علیین میں اتار دیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیرعونہ والوں کی خبر آئی، اُسی شب کو خبیص بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد کی مصیبت کی بھی خبر آپ کے پاس آئی، آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابو بردہ کا کام ہے میں اسی لیے ناپسند کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد اُن (مسلمانوں) کے قاتلین کے لیے بد دعا فرمائی، اللھم امثلہم و طاعتک علی مصر (اے اللہ مضر پر اپنی گرفت کو مضبوط کر دے) اللھم سنیں کسی یوسف (اے اللہ یوسف کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما) اللھم علیک سنی لحيان و عضل و القادہ و رغب و رطل و ذکوان و عصمتیہ۔ (اے اللہ بنی لحيان و عضل و القادہ و رغب و رطل و ذکوان و عصمتیہ کی گرفت کر) فانھم عصوا اللہ و رسولہ (کیونکہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور پر اتنا رنج محسوس نہیں فرمایا جتنا مقتولین بسیرہ ملعونہ پر، اُن کے بارے میں اللہ نے قرآن نازل فرمایا جو بعد کو مشوخی ہو گیا "بلغوا قوما عنانا انا لقینا دیننا

فرضی عناد و رضیتا عنہ" (ہماری قوم کو یہ پیام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے، وہ ہم سے خوش ہو اور ہم اُس سے خوش ہوئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے اور عامر بن الطفیل سے میرے نقص عہد کا بدلہ لے، عمرو بن امیہ چار روز پیادہ چل کر آئے، وہ جب صدور قناتہ میں تھے تو انھیں بنی کلاب کے دو شخص ملے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امن تھا، مگر یہ جانتے نہ تھے، اس لیے انھوں نے اُن دونوں کو قتل کر دیا، عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اصحاب بیر معونہ کے قتل کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُن میں سے تم پیلیٹ آئے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں عامریوں کے قتل کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا، تم نے بہت بُرا کیا، اُن دونوں کو تو میری طرف سے امن و پناہ تھی، میں اُن دونوں کا خون بہا ضرور ادا کروں گا، آپ نے اُن دونوں کا خون بہا اُن کی قوم میں بھیج دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رعل و ذکوان و عصیہ بنی کحیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ سے اپنی قوم کے خلاف مدد چاہی، آپ نے ستر انصار سے اُن کی مدد فرمائی، یہ لوگ قاری کہلاتے تھے، دن بھر لکڑیاں چیتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے، جب وہ بیر معونہ پہنچے تو اُن کے ساتھ بد عہدی کی اور انھیں قتل کر ڈالا، یہ خبر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رعل و ذکوان و عصیہ بنی کحیان پر بد دعا کی۔

ہم نے ایک زمانے تک اُن کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی پھر وہ یا تو اٹھالی گئی یا بھلا دی گئی "بلغوا عننا قومنا انا لقیبنا دنبا فرضی عناد و ادضانا۔"

مکحول سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے قاری ابو حنوکہ کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا، افسوس ہے، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قتل کر دیے گئے، وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے شیریں پانی لاتا تھا، لکڑیاں چنتا تھا، جب رات ہوتی تھی تو اسواری کی طرف نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

کعب بن مالک اور چند اہل علم سے مروی ہے کہ المنذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ کے دن شہید ہوئے، وہ ایسے شخص تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ موت کے لیے آگے بڑھ گئے، عامر بن الطفیل نے اُن کے لیے بنی سلیم سے مدد چاہی تھی، وہ اس کے ہمراہ گئے اور انھیں قتل کر دیا، اسوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا مگر پھر چھوڑ دیا۔

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم اُن میں سے پلٹ آئے، اُسی گروہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے، ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن الزبیر کا گمان یہ ہے کہ وہ اسی روز قتل کر دیے گئے مگر جس وقت وہ سب لوگ دفن کئے گئے تو اُن کا جسم نہیں ملا، عروہ نے کہا کہ لوگوں کا گمان یہ تھا کہ ملائکہ ہی نے انھیں دفن کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے اُن کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد کو منسوخ ہو گیا "لَا تُلَاحِظُوا مَسَا اَنَا فَذَلِقِیْنَا" بنا فرضی عناد و رضینا عندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں پر جنھوں نے انھیں قتل کیا تیس دن صبح کو بد دعا کی، وہ رعل و ذکوان و کھیمہ تھے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

عامم سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا کہ میں نے کسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا زنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا اصحاب بیر معونہ پہ۔

سریہ مرشد بن ابی مرشد

شروع صفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے
الرجیع کی جانب مرشد بن ابی الفخوی کا سریہ ہے۔

اسید بن الحلاء بن جاریہ سے جو ابو ہریرہ کے ہم نشینوں میں تھے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم عضل و القارہ سے آئی
جو الہون بن خزیمہ کی طرف منسوب تھے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں بھی
اسلام ہے، لہذا ہمارے ہمراہ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو
ہمیں سمجھائیں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامی سکھائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ دس آدمی روانہ کئے
(۱) عاصم بن ثابت بن ابی الاقلج (۲) مرشد بن ابی مرشد (۳) عبداللہ بن طارق
(۴) نجیب بن عدی (۵) زبید بن الدثنہ (۶) خالد بن ابی البکر (۷) معتب
بن عبید جو عبداللہ بن طارق کے انجانی بھائی تھے، دونوں قبیلہ لُہانِی سے تھے
جو بنی ظفر کے حلیف تھے۔

اُن پر آپ نے عاصم بن ثابت کو اور بعض نے کہا کہ مرشد بن ابی مرشد کو
امیر بنایا، وہ روانہ ہوئے، جب الرجیع پہنچے جو الہدہ سے نکلنے پر ہڈیل کا گھاٹ
ہے (الہدہ وہاں (یعنی الرجیع) سے سات میل ہے اور عسفان سے بھی سات
میل ہے) تو انھوں نے اس جماعت کے ساتھ بد عہدی کی، اُن کے خلاف
پیکار کر ہڈیل کو بلایا، بنو لُحِیَان اُن کی طرف نکلے مگر اس جماعت کو سوائے اُن
لوگوں کے کسی کا خوف نہ ہوا جن کے ہاتھ میں تلوار تھی اور انھیں گھیر لیا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی اپنی تلواریں لے لیں اور
اُن سے کہا کہ ہم لوگ بخدا تم سے لڑنا نہیں چاہتے، ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ
اہل مکہ سے تمھارے ذریعے غرض لیں، تمھارے لیے تو عہد و میثاق ہے کہ

ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔

لیکن عاصم بن ثابت، مرثد بن ابی مرثد، خالد بن ابی البکیر اور معتب بن ابی البکیر نے کہا کہ واللہ ہم کسی مشرک کا عہد و عقد (معاملہ) کبھی قبول نہ کریں گے، ان لوگوں نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ مگر زید بن الدثنہ اور خبیث بن عدی اور عبد اللہ بن طارق گرفتار کر لیے گئے، انھوں نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔

ان لوگوں نے چاہا کہ عاصم کا سر سلاۃ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کریں، جس نے نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پئے گی، عاصم نے اس کے دو بیٹوں مسافع و جلاس کو احد کے دن قتل کیا تھا، مگر بھڑوں (زنبور) نے ان کی حفاظت کی تو انھوں نے کہا کہ ان کو اتنی مہلت ^{۳۴} دو کہ شام ہو جائے کیونکہ اگر شام ہو جائے گی تو وہ (بھڑیں) ان کے پاس سے چلی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو انھیں اٹھالے گیا، وہ ان تین آدمیوں کو لیکے روانہ ہوئے، جب مرا الظہران پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ رسی سے چھڑا لیا اور اپنی تلوار لے لی، قوم ان سے پیچھے رہ گئی تھی ان لوگوں نے پتھر مار کر انھیں قتل کر دیا، ان کی قبر مرا الظہران میں ہے۔
خبیب اور زید کو کئے لائے، زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا، کہ اپنے باپ کے عوض قتل کرے، خبیث بن عدی کو حجر بن ابی اہاب نے اپنے بھانجے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا کہ وہ انھیں اپنے باپ کے بدلے قتل کرے۔

ان لوگوں نے دونوں کو قید کر رکھا، اشہر حرام (وہ مہینے جن میں لوگ قتل و خوں ریزی حرام سمجھتے تھے) نکل گئے تو دونوں کو التعمیم لے گئے اور وہاں قتل کر دیا، دونوں نے قبل اس کے کہ انھیں قتل کیا جائے دو دو رکعت نماز پڑھی، خبیث پہلے شخص ہیں جنھوں نے قتل کے وقت دو رکعتیں مسنون کیں۔

عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے مروی ہے کہ موہب نے جو الحارث بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ اُن لوگوں نے خبیب کو میرے پاس کر دیا تھا، مجھ سے خبیب نے کہا کہ اے موہب میں تجھ سے تین باتیں چاہتا ہوں:-

(۱) مجھے آب شیر میں پلایا کر۔

(۲) مجھے اُس سے بچا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔

(۳) جب وہ لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کر دے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ابوسفیان بھی تھا زید کے قتل میں حاضر ہوا، اُن میں سے کسی نے کہا اے زید! تمہیں خدا کی قسم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس وقت اپنے عزیزوں میں ہوتے اور تمہارے بجائے محمدؐ ہمارے پاس ہوتے کہ ہم اُن کی گردن مارتے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ محمدؐ کو بجائے میرے کوئی کاٹا بھی چھو یا جائے، جو انھیں ایذا دے، اور میں اپنے عزیزوں میں بیٹھا ہوں۔ راوی نے کہا کہ ابوسفیان کہتا تھا، واللہ میں نے کبھی کسی قوم کو اپنے ساتھی سے اس قدر زیادہ محبت کر سکتے نہیں دیکھا جس قدر محمدؐ کے اصحاب کو اُن سے۔

غزوہ بنی النضیر

ماہ ربیع الاول ۳۱ھ میں ہجرت کے سینتیسویں مہینے غزوہ بنی النضیر ہوا، بنی النضیر کے مکانات الفرس اور اُس کے مقتل تھے جو آج بنی خطمہ کا قبرستان ہے، وہ بنی عامر کے حلفاء تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہنے کو روانہ ہوئے، مسجد قبا میں طائر پڑھی، ہر پسر راہ ہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی تھی، آپ

بنی النضیر کے پاس تشریف لائے، اُن سے اس بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ لوگ اُن دونوں کلابیوں کی دیت کے معاملے میں آپ کی مدد کریں، جنہیں عمرو بن امیہ النضیری نے قتل کر دیا تھا، انھوں نے کہا، اے ابوالقاسم، آپ جو چاہتے ہیں ہم کریں گے، مگر اُن میں سے بعض نے بعض سے تنہائی میں باتیں کیں اور آپ کے ساتھ بد عہدی کا قصد کر لیا۔

عمرو بن جحاش بن کعب بن سہیل النضیری نے کہا کہ میں مکان پر چڑھ جاؤں گا اور آپ پر ایک پتھر ڈھکادوں گا، سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو، واللہ تم نے جو ارادہ کیا اس کی انھیں خبر دے دی جائے گی، اور یہ، اس عہد کے بھی خلاف ہے جو ہمارے اور اُن کے درمیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کے قصد کی خبر آگئی، آپ اس تیزی سے اُٹھ کھڑے ہوئے گویا کسی حاجت کا قصد فرماتے ہیں، اور مدینے روانہ ہو گئے، اصحاب بھی آپ سے آئے، انھوں نے عرض کیا آپ اس طرح کھڑے ہو گئے کہ ہمیں خبر بھی نہ ہوئی، فہرما یا یہود و نساء بد عہدی کا ارادہ کیا تھا، اللہ نے مجھے اس کی خبر دے دی اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ، اور میرے ساتھ اس میں نہ رہو، تم نے جس بد عہدی کا قصد کیا، وہ کیا، میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں، اس کے بعد جو نظر آئے گا اس کی گردن مار دی جائے گی۔

وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیاری کرتے رہے، انھوں نے ذوالحجہ میں اپنے مددگاروں کے پاس قاصد روانہ کیا اور لوگوں سے تیز چلنے والے اونٹ کرایے پر لیے۔

ابن ابی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ شہر سے نہ نکلو اور قلعے میں مقیم ہو جاؤ، میرے ساتھ میرے ہم قوم اور عرب و ہزار ہیں جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعے میں داخل ہوں گے، اور آخر تک مرجائیں گے، قرظیہ اور غطفان کے حلفاء تمہاری مدد کریں گے۔

جو کچھ ابن ابی نے کہا اس سے جی کو لالچ پیدا ہوا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شہر سے نہیں نکلیں گے آپ سے جو ہو سکے وہ کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ور سے تکبیر کہی مسلمانوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی، آنحضرت نے فرمایا یہود نے اعلان جنگ کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ہمراہ اُن کی طرف روانہ ہوئے بنی النضیر کے میدان میں نماز عصر پڑھی، علی رضی اللہ عنہ کو اپنا علم دیا، اور مدینے پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز اور پتھر اپنے ہمراہ لیکے قلعوں پر چڑھ گئے، قریظہ اُن سے علیحدہ رہے، انھوں نے مدد نہیں کی، ابن ابی اور اُس کے حلفائے غطفان نے بھی انھیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا، وہ اُن کی مدد سے مایوس ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا محاصرہ کر لیا اور باغ کاٹ ڈالا، تب انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہر سے نکلے جاتے ہیں، آپ نے فرمایا آج میں اس کو نہیں مانتا، لیکن اُس سے اس طرح نکلو کہ تمہارے لیے تمہاری جانیں ہوں گی، اور سوائے زرہ کے جو کچھ اونٹ لاد لیں گے وہ ہوگا، اس شرط پر یہود اتر آئے۔

آپ نے پندرہ دن تک اُن کا محاصرہ کیا، وہ اپنے مکان اپنے ہاتھ سے خراب کر رہے تھے، آپ نے انھیں مدینے سے جلا وطن کر دیا اور اُن کے نکالنے پر محمد بن مسلمہ کو والی بنایا، یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی سوار کر لیا، اور وہ چھ سو اونٹوں پر سوار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اپنی قوم میں ایسے ہی ہیں جیسے بنی المغیرہ قریش میں، وہ خیر چلے گئے، منافقین کو اُن پر بڑا رنج ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مالوں اور زرہوں پر

قبضہ کر لیا، آپ کو پچاس زر ہیں، پچاس خود، اور تین سو چالیس تلواریں ملیں،
بنو النضیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھے، آپ کے
حوائج ضروریہ رفع کرنے کے لیے (اُن کے اموال) خاص آپ کے لیے تھے۔
آپ نے اُن اموال کو پانچ حصوں پر تقسیم نہیں فرمایا، نہ اُس میں سے
کسی کا کوئی حصہ لگایا، اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو عطا فرمایا اور
اُن اموال سے انھیں وسعت عطا فرمائی۔

جن لوگوں کو عطا کیا گیا اُن میں سے مہاجرین کے نام جو ہیں معلوم

ہوئے یہ ہیں۔
ابو بکر الصديق کو بیڑہ عمر بن الخطاب کو بیڑہ جرم، عبد الرحمن بن عوف کو
سوالہ، صہیب بن سنان کو الضراطہ، الزبیر بن العوام اور ابوسلمہ بن
عبد الاسد کو البویلیہ، سہل بن حنیف اور ابو دجانہ کو وہ مال دیا جو ابن
خرشہ کا مال کہلاتا تھا۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
النضیر کا باغ البویرہ جلا دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ما قطعتم
من لبنۃ اذنکم وھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ"۔ (تم نے جو کھجور کے درخت
کاٹ ڈالے یا انھیں اُن کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے
ہوا، تاکہ اللہ کافروں کو ذلیل کرے)۔

احسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی النضیر کو
جلا وطن کیا تو فرمایا، چلے جاؤ کیونکہ یہ پہلا حشر ہے اور میں (اُن کے) نشان پر حملہ

غزوہ بدر الموعود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر الموعود جو بدر القتال کے
علاوہ ہے ذیقعدہ کے چاند پر ہجرت کے بیتا یسویں مہینے پیش آیا۔

جب ابوسفیان بن حرب نے یوم احد میں واپس ہونے کا ارادہ کیا تو اُس نے ندادی کہ ہمارے تمھارے درمیان سال کے شروع میں بدر الصفراء (کی جنگ کا) وقت مقرر ہے، جہاں ہم لوگ بل کے قتال کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب سے فرمایا، کہہ دو ہاں انشاء اللہ اس بات پر لوگ منتشر ہو گئے، قریش بھی لوٹ گئے۔ انھوں نے اپنے طرفداروں کو اس میعاد کی خبر دی اور روانگی کی تیاری کی جب میعاد قریب آئی تو ابوسفیان نے روانگی ناپسند کی، بنی سعد الاشجعی کے میں آیا تو اُس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ اور ان کے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں ملیں گے، اب وہ وقت آگیا ہے، مگر یہ سال خشک ہے، اور ہمارے لیے وہ سال مفید ہے جس میں سبزہ اور کثیر بارش ہو، مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ محمدؐ روانہ ہوں اور میں نہ روانہ ہوں، کیونکہ انھیں ہم پر خبرأت ہو جائے گی، ہم صرف اس بات پر تیرے میں کام کر دیں گے جن کا تیرے لیے سہیل بن عمرو ضامن ہوگا، کہ تو مدینے میں پہنچ کر اصحاب محمدؐ کو ان سے جدا کر دے۔

وہ راضی ہو گیا، انھوں نے انتظام کیا، اُسے ایک اونٹ پر سوار کیا، جو تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، اور مدینے میں آیا، اُس نے ابوسفیان کی تیاری اور اُس کے ہتھیار کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور ضرور روانہ ہوں گا خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی روانہ نہ ہو۔

اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان سے رعب کو دور کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن رواحہ کو غلیبہ بنایا، جندۃ علی بن ابی طالب نے اٹھایا، آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جو چند روزہ سوختے، صرف دس گھوڑے ساتھ تھے۔

وہ لوگ اپنا مال و اسباب تجارت بھی لے گئے، بدر الصفراء ایک مقام اجتماع تھا جس میں عرب جمع ہوا کرتے تھے، وہ ایک بازار تھا جو

ذی القعدہ کے چاند سے ۱۸ تاریخ تک قایم رہتا تھا، پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے۔

۴۳ مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے، اور صبح کو بازار لگ گیا وہ لوگ آٹھ دن وہاں رہے، جو مال تجارت لے گئے تھے اُسے فروخت کیا تو انھیں ایک درم پر ایک درہم نفع ہوا، جب واپس ہوئے تو قریش نے اُن کی روانگی سن لی۔

ابوسفیان بن حرب دو ہزار قریش کے ہمراہ مکہ سے نکلا، اُن کے ساتھ پچاس گھوڑے تھے وہ مجنتہ تک پہنچے جو مر القہران میں ہے وہاں ابوسفیان نے کہا کہ واپس چلو کیونکہ ہمیں ستوائے سبزہ و بارش کثیر کے اور کوئی سال مناسب نہیں جس میں ہم مویشی چرائیں اور دو دھپیں۔ یہ سب اُن خوشگ ہے، لہذا میں تو پلٹتا ہوں اور تم بھی پلٹو۔ اہل مکہ نے اس لشکر کا نام جیش السویق (ستو کا لشکر) رکھا، اس لیے کہ وہ لوگ ستوپیتے ہوئے نکلے تھے۔

معبد بن ابی معبد الخزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بدر میں پہنچنے کی خبر کے میں لایا تو صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا کہ میں نے تجھے اتنی روز اس قوم سے میعاد مقرر کرنے کو منع کیا تھا، اب انھیں ہم پر جرات ہو گئی، انھوں نے دیکھ لیا کہ ہم ان سے پیچھے رہ گئے، پھر ان لوگوں نے غزوہ خندق کے لیے جنگ و تہرج و لیاری شروع کی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ آیت "الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم" (یہ وہ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے لیے سامان جمع کیا ہے) کی تفسیر میں کہا کہ یہ ابوسفیان ہے جس نے احد کے دن کہا تھا کہ اے محمد تمہاری میعاد بدر ہے جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدے کے مطابق گئے، بدر میں اُتے، اور بازار کے وقت پہنچے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول یہی ہے "فانقلبوا

بِغَمَّةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لِمَنْ يَسْهُمُ سَوْءٌ (یہ لوگ اللہ کے ایسے فضل و نعمت کے ساتھ واپس ہوئے کہ انھیں ذرا سی بھی ناگوار سی نہ پیش آئی) فضل وہ ہے جو انھیں تجارت سے طامیہ (غزوہ) غزوہ بدر الصغریٰ ہے۔

غزوہ ذات الرقاع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سینتالیسویں مہینہ ماہِ محرم میں غزوہ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے۔

کوئی آنے والا مدینے میں اپنا مال تجارت لایا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خبر دی کہ انمار و ثعلبہ نے مقابلے کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے مدینے یر عثمان بن عفان کو قائم مقام بنایا اور شبِ شنبہ ۱۰ محرم کو چار سو اصحاب کے ساتھ اور کہا جاتا ہے کہ سات سو اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔

آپ جلتے جلتے اُن کے مقام پر جو ذات الرقاع میں تھا آگئے، یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی و سیاہی و سفیدی کی زمینیں ہیں، اور انھیل کے قریب السعد اور الشقرہ کے درمیان ہے۔

آپ نے اُن مقامات میں سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا، انھیں گرفتار کر لیا، ان میں ایک خوب صورت لڑکی بھی تھی، اعراب پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ وہ لوگ حملہ کر دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپ نے نماز خوف پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کا ارادہ کر کے واپس ہوئے، آپ نے جابر بن عبد اللہ سے اسی سفر میں ایک اوقیہ میں ان کا اونٹ خریدا، اور مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر دی، اُن سے اُن کے

والد کا قرض دریافت فرمایا تو انھوں نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اسی شب میں پچیس بار دعائے مغفرت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بن سراقہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوش خبری دینے کے لیے مدینے روانہ کیا، آپ ۲۵ محرم یکشنبہ کو حصار میں آئے، حصار مدینے سے تین میل ہے جو عراق کے راستے میں جاہلیت کے زمانے کا کنواں تھا، آپ پندرہ شب باہر رہے۔

جاہر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

مشرکین میں سے ایک شخص آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی، اُس نے وہ لے لی، اور سوت لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں، اُس نے کہا پھر مجھ سے آپ کو کون بچائے گا، آپ نے فرمایا، اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا، اُسے اصحاب نے دھمکایا تو اُس نے تلوار میان میں کر دی اور لٹکا دی۔

اذان کہی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور جماعت کی دو رکعتیں۔

غزوہ دومۃ الجندل

ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے انچاسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ دومۃ الجندل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قومۃ الجندل میں

بہت بڑی جماعت ہے، جو شترسوار اور مزدور ادھر سے گذرتے ہیں وہ لوگ ان پر ظلم کرتے ہیں، ان کا ارادہ مدینے پر چلے کا ہے۔
دومتہ البجندل شام کے راستے کے ایک کنارہ پر ہے، اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے، اور مدینے سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو ایذا کا مقام بنایا، آپ ۲۵ ربیع الاول کو ایک ہزار مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے، ہمراہ ایک رہبر بنی غذرہ میں سے تھا جس کا نام مذکور تھا۔
جب آپ ان لوگوں کے نزدیک ہوئے تو وہ ترک وطن کر رہے تھے، اتفاقاً اونٹوں اور بکریوں کے نشان تھے، آپ نے مواشی، اور چرواہوں پر حملہ کیا، جو مل گیا وہ مل گیا اور جو بھاگ گیا وہ بھاگ گیا۔

اس کی خبر اہل دومیہ کو ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے میدان میں مائترے گرد ہاں کوئی نہ ملا، آپ وہاں چند روز ٹھہرے، چھوٹی چھوٹی جماعتیں اطراف میں روانہ کیں، وہ واپس آ گئے اور انہیں کوئی نہ ملا۔

ایک شخص گرفتار ہوا، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو اس نے کہا وہ لوگ جب ہی بھاگ گئے جب انہوں نے یہ سنا کہ آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لیے ہیں، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا، وہ اسلام لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ ربیع الآخر کو اس طرح مدینے واپس ہوئے کہ آپ کو جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصین سے اس امر پر صلح فرمائی کہ وہ تغلین اور اس کے قرب وجوار سے المرافض تک

جاؤد چرائے، وہ مقام سرسبز تھا اور عینہ کا شہر خشک تھا، تغلبین المراض سے دو میل پر ہے اور المراض الزبدہ کے راستے پر مدینے سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

غزوہ المریض

شعبان ۶۳۵ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ المریض ہے۔ بنی المصطلق خزاعہ میں سے تھے جو بنی مدیج کے حلفاء تھے، وہ اپنے ایک کنوئیں پر اتر کر تھے جس کا نام المریض تھا، اس کے اور الفرع کے درمیان تقریباً ایک دن کی مسافت تھی، الفرع اور مدینے کے درمیان آٹھ برد میل کا فاصلہ تھا۔ (۹۶)

اُن کا سرغنہ اور سردار الحارث بن ابی ضرار تھا، وہ اپنی قوم میں اور اُن عربوں میں گیا جن پر اس کا قابو تھا، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی دعوت دی، اُن لوگوں نے مان لی اور اس کے ہمراہ آپ کی طرف جانے کی طیاری کی۔

یہ خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو بھیجا کہ وہ اس کا علم حاصل کریں، انھوں نے آپ کو اُن کے حال کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، اُن لوگوں نے روانگی میں جلدت کی، گھوڑوں کی باگ دوں پکڑ کر روانہ ہوئے جو تعداد میں تیس تھے، دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے۔

آپ کے ہمراہ منافقین کے بھی بہت سے آدمی روانہ ہوئے جو اس کے قبل قطیفی کسی غزوے میں اس تعداد میں نہیں روانہ ہوئے تھے، آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو قسائم مقام بنایا، ہمراہ دو گھوڑے تھے (۱) لہذا (۲) النظر۔

آنحضرتؐ ۲ شعبان یومِ دو شنبہ کو روانہ ہوئے، اسحارث بن ابی ضرار اور اس کے ہمراہیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اور اس امر کی خبر ملی کہ اس کا جاسوس قتل کر دیا گیا، جسے اس نے اس لیے بھیجا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لائے۔

اسحارث اور اس کے ہمراہیوں کو سخت ناگوار گزرا، انھیں بہت خوف ہوا، جو عرب ان کے ساتھ تھے وہ سب جدا ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرسیع پہنچ گئے، جو ایک گھاٹ ہے، آپ نے وہاں اپنا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، ہمراہ عایشہؓ اور ام سلمہؓ بھی تھیں۔

لوگوں نے جنگ کی تیاری کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صف بستہ کیا، مہاجرین کا جھنڈا ابو بکر صدیقؓ کو اور انصار کا سعد بن عبادہؓ کو دیا، تھوڑی دیر انھوں نے تیر اندازی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انھوں نے یکبارگی حملہ کر دیا، مشرکین میں سے کوئی شخص نہ بچا، دس قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں، عورتوں، بچوں کو گرفتار کر لیا، اونٹ اور بکری پکڑ لی، مسلمانوں میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی مقتول نہیں ہوا۔

ابن عمر بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ان پر حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے، اور ان کے ہاتھوں کو گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا، آپ نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا، اور بچوں کو قید کر لیا، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے۔

آپ نے قیدیوں کے متعلق حکم دیا، ان کی مشکلیں کس دی گئیں، ان پر آپ نے بریدۃ بن الحصیب کو عامل بنایا، مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا اور اس پر اپنے آزاد کردہ غلام شقران کو عامل بنایا، بچوں کو ایک طرف جمع کیا، انہیں تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر

مُحَمَّد بن جزو کو عامل بنایا۔

قیدی تقسیم کر دیے گئے، اور لوگوں کے پاس پہنچ گئے، اونٹ اور بکریاں بھی تقسیم کی گئیں، ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کر دیا گیا، گھر کا سامان اس کے ہاتھ فروخت کیا گیا جو زیادہ دیتا تھا، گھوڑے کے دو حصے، اس کے مالک کا ایک حصہ اور پیادے کا ایک حصہ لگایا گیا، اونٹ دو ہزار تھے اور بکریاں پانچ ہزار۔

قیدی دوسو گھر والے تھے، جو یریتہ بنت الحارث بن ابی ضرار، ثابت بن قیس بن شماس اور ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی، ان دونوں نے اسے نواذقیہ سوسے پر مکان بنادیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتابت کے بارے میں درخواست کی، آپ نے ان کی طرف سے ادا کر دیا اور ان سے عقد کر لیا، وہ ایک خوب صورت لڑکی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی المصطلق کے ہر قیدی کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا، یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ان کی قوم کے چالیس آدمیوں کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

قیدیوں میں وہ بھی تھے جن پر بغیر ندیہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا اور وہ بھی تھے جن سے ندیہ لیا گیا، عورتوں اور بچوں کا بقدر چھ حصوں کے ندیہ لیا گیا، بعض قیدیوں کو مدینہ لائے تو ان کے وارث آئے اور انھوں نے ان کا فد بیہ ادا کیا، بنی المصطلق کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی قوم میں واپس نہ ہو گئی ہو، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

سنان بن دبر الجہنی نے جو انصار میں سے تھے اور بنی سالم کے حلیف تھے اور جہاہ بن سعید الغفاری نے پانی پر جھگڑا کیا، جہاہ نے اپنے ہاتھ سے سنان کو مارا تو سنان نے آواز دی "یا للافانصار" (اے انصار) اور جہاہ نے آواز دی "یا لقریش" (اے قریش) "یا لکنانہ" (اے کنانہ)۔

قریش فوراً متوجہ ہوئے، اوس اور خنجر راج بھی متوجہ ہوئے، انھوں نے ہتھیار نکال لیے، مہاجرین و انصار میں سے چند آدمیوں نے گفتگو کی

سنان نے اپنا حق چھوڑ دیا اور انھیں معاف کر دیا، انھوں نے صلح کر لی۔
عبداللہ بن ابی نے کہا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والا
ذلیل کو وہاں سے ضرور نکال دے گا، وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کی طرف
مستوجہ ہوا جو موجود تھے، اور کہا کہ یہ وہ ہے جو ہم نے خود اپنے ساتھ کیا،
نہیں میں ارمم نے سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا قول پہنچا دیا۔

آپ نے کوچ کا حکم دیا اور اسی وقت روانہ ہوئے، اور لوگ آپ کے
پیچھے ہو گئے، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور
اپنے باپ کے انتظار میں راستے میں ٹھہر گئے، جب انھوں نے اس کو دیکھا تو
اسے ٹھیرا لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک بچھ نہ چھوڑوں گا جب تک تو یہ
نہ سمجھ جائے کہ تو ہی ذلیل ہے اور محمد عزت والے ہیں۔

ان کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، آپ نے
فرمایا، اسے جانے دو، بخدا جب تک وہ ہم میں رہے گا حسن اخلاق نبی سے
اس کے ساتھ پیش آئیں گے۔

اسی غزوے میں عائشہؓ کا بار گر گیا، اس کی تلاش میں لوگ رُکے تو
تیمم کی گیت نازل ہوئی، اسید بن الحنفیر نے کہا کہ اسے آل ابوبکر تمھاری
یہ پہلی ریت کیسی اچھی ہے۔

اسی غزوے میں عایشہؓ کا واقعہ اور ان کی شان میں تہمت
لگانے والوں کا قول ہوا، راوی نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
ان کی براہوت نازل فرمائی۔

اسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائیس روز باہر
رہے اور مدینے میں رمضان کے چاند کے وقت تشریف لائے۔

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ خندق ہے

اور یہی غزوہ احزاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النضیر کو جلا وطن کر دیا تو وہ خیبر چلے گئے، اُن کے اشراف و معززین میں سے چند آدمی مکہ روانہ ہوئے اور قریش کے پاس بٹھیر کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کی ترغیب دی، اُن سے انھوں نے معاہدہ کیا اور سب نے آپ سے جنگ پر اتفاق کیا، اُس کے بعد انھوں نے ایک وقت کا وعدہ کر لیا، وہ لوگ اُن کے پاس سے نکل کر غطفان و سلیم کے پاس آئے، اسی قسم کا معاہدہ ہوا، پھر اُن کے پاس سے بھی روانہ ہو گئے۔

قریش طہار ہو گئے، انھوں نے متفرق قبائل کو اور اُن عربوں کو جو اُن کے حلیف تھے جمع کیا تو وہ چار ہزار ہو گئے، دار الندوہ میں جھنڈا اٹھایا ہوا، اسے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا، قریش اپنے ہمراہین کو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ لے چلے، ابوسفیان بن حرب بن امیہ اُن کا سردار تھا۔ مرا لظہران میں بنو سلیم بھی اُن کے پاس پہنچ گئے جو تعداد میں سات سو تھے، ان کا سردار سفیان بن عبد شمس تھا جو حرب بن امیہ کا حلیف اور اُس ابوالاعور السلمی کا باپ تھا جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ تھا۔

اُن کے ہمراہ بنو اسد بھی نکلے جن کی سرداری طلحہ بن ثویلہ الاسدی کر رہا تھا، فزارہ بھی نکلے جو سب کے سب تھے، وہ ایک ہزار اونٹ پر تھے، ان کا سردار عیینہ بن حصن تھا۔

اشجع نکلے، وہ چار سو تھے اور اُن کی سرداری سمود بن سہیلہ کر رہا تھا۔ بنو مرہ نکلے جو چار سو تھے، ان کا سپہ سالار الحارث بن عوف تھا۔ اُن کے ہمراہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

ابو ہریرہ نے روایت کی ہے کہ الحارث بن عوف، بنی مرہ کو واپس لے گیا، اُن میں سے غزوہ خندق میں کوئی حاضر نہیں ہوا۔

ایسی ہی بنی مرہ نے بھی روایت کی ہے، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے کہ وہ لوگ غزوہ خندق میں الحارث بن عوف کے ہمراہ

حاضر ہوئے، اور حسان بن ثابت نے ان کی ہجو کی ہے۔

وہ تمام قومیں، جن کا ذکر کیا گیا، اور جو غزوہ خندق میں شریک ہوئیں تعداد میں دس ہزار تھیں، ان کے بہت سے گروہ تھے اور وہ تین لشکروں میں تھے، سب کی عنان ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے مکے سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے اصحاب کو بلایا، انھیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا، سلمان الفارسی نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سلع کے میدان میں ان کی چھاؤنی قائم کی اور سلع کو پس پشت کیا، اس روز مسلمان تین ہزار تھے، آپ نے مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا۔

آپ نے شہر کے گرد خندق کھودی، مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے، چاہتے تھے کہ دشمن کے آنے سے پہلے طیار ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔

آپ نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا، مہاجرین راجح کی طرف سے ذباب تک کھود رہے تھے، اور انصار ذباب سے جبل بنی عبید تک، باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھیں جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ بنو عبد الاشہل نے راجح سے اس کے پیچھے تک خندق کھودی، اور اس طرح مسجد کی پشت تک آگئی۔

بنو دینار نے جرہا سے اس مقام تک خندق کھودی جہاں آج (بعہد مصنف) ابن ابی الجنوب کا مکان ہے، اس کے کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔

مسلمان بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں اٹھائے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ روزی القعدہ یوم و دشنبہ کو روانہ ہوئے، آپ کا جھنڈا جو مہاجرین کا تھا زید بن حارثہ اٹھائے ہوئے تھے، انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ اٹھائے ہوئے تھے۔ ابوسفیان بن حرب نے جی بن اخطب کو خفیہ طور پر بنی قریظہ

کے پاس بھیج کر ان سے یہ درخواست کی کہ وہ اس عہد کو توڑ دیں جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا ہے، اور آپ کے مقابلے میں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں، (پہلے تو) انھوں نے اس سے انکار کیا، پھر مان لیا۔

یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کہا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے۔

نفاق ظاہر ہو گیا، لوگ جنگ سے ڈر گئے، مصیبت بڑھ گئی، خوف شدید ہو گیا، بچوں اور عورتوں کا اندیشہ ہونے لگا، وہ ایسے ہی ہو گئے جیسا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا "اذ جاءكم من فوقكم ومن اسفل مكم واذ لاقت الالبصار دبلت القلوب الخناص" (وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ لوگ (مکین) اوپر اور نیچے سے تمہارے پاس آ گئے اور جب کہ نگاہیں کچ ہو گئیں اور کلچے منہ کو آ گئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان دشمن کے سامنے اور مقابلے سے ہٹتے نہ تھے، سوائے اس کے کہ اپنی خندق کو روکے ہوئے تھے اور اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمہ بن اسلم کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو مدینہ کی حفاظت کرتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے، یہ اس لیے کہ بچوں پر بنی قرظہ کی طرف جسے خوف کیا جاتا تھا۔

عماد بن بشرم دوسرے انصار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔

مشرکین نے اپنے درمیان باری مقرر کر لی تھی، کسی دن صحابہ کو اہل بیت بن حرب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاتا تھا، کسی دن خالد بن الولید کسی دن عمرو بن العاص، کسی دن ہبیرہ بن ابی وہب اور کسی دن ضرار بن الخطاب الغفیری۔

یہ لوگ برابر اپنے گھوڑوں کو گھمایا کرتے تھے، کبھی الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی مل جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے تیر اندازوں کو آگے کر دیتے تھے جو تیر پھینکتے تھے۔
جہان بن العرقہ نے سعد بن معاذ کے ایک تیر مارا جو ان کی کلائی کی رگ میں لگا اور کہا کہ اسے پکڑ، میں ابن العرقہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے دو زخموں میں غرق کرے، اور کہا جاتا ہے کہ جس نے انھیں تیر مارا وہ ابواسامہ بن جہمی تھا۔

کفار کے رؤساء نے اس امر پر اتفاق کیا کہ کسی دن صبح کو سب جائیں، وہ سب ملی کر گئے، ان کے ہمراہ تمام گردہوں کے لشکر تھے، وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے اپنا لشکر بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تک پہنچا دیں، مگر انھیں نہ ملی۔ انھوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ عرب نہیں کر سکتے، ان سے کہا گیا کہ آنحضرتؐ کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپ کو اس بات کا مشورہ دیا، انھوں نے کہا: یہ اسی کی تدبیر ہے۔

وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے مسلمان بھول گئے تھے، عکرمہ بن ابی جہل، نوفل بن عبد اللہ، ضرار بن الخطاب، ہبیرہ بن ابی دہب اور عمرو بن عہد و اس سے گزر گئے، عمرو بن عبدود جنگ کی دعوت دینے لگا کہ:-

ولقد بھت من اللہاء لجمعہم محل من مبارز

(ان کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی کہ ہے کوئی

لڑنے والا جو مقابلے کو نکلے)۔

عمرو بن ودّ اس وقت نوے برس کا تھا، علی بن ابی طالب نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے لڑوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی تلوار دی، عمامہ باندھا اور کہا، اے اللہ اس کے مقابلے میں ان کی مدد کر۔ علی اس کے مقابلے کے لیے نکلے ان میں سے ایک دوسرے کے قریب ہو گیا، غبار اٹھا اور علی نے اسے مار کر قتل کر دیا اور تکبیر کہی تو

ہیں معلوم ہوا کہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ اُس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگے، اُن کے گھوڑے انھیں بچا لے گئے۔ الزبیر بن العوام نے نوفل بن عبد اللہ پر تلوار سے حملہ کیا، اُسے مار کے دو ٹکڑے کر دیا۔

آخر یہ ٹھیری کہ دوسرے دن مقابلہ ہوگا، سب نے رات اس حالت میں گزاری کہ اپنے سانھیوں کو طیار کرتے رہے، اپنے لشکروں کو پھیلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بہت بڑا لشکر مقرر کیا جس میں خالد بن الولید تھا، اس روز دن بھر جنگ ہوتی رہی، کچھ رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہا کہ نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرصت ملی کہ نماز پڑھ سکیں، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے نہ ٹھہر پڑھی نہ عصر نہ مغرب نہ عشاء یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو ہزیمت دی، وہ متفرق ہو کر اپنے اپنے مقام و لشکر کی طرف واپس ہو گئے، مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی طرف واپس ہوئے۔

اسید بن الحنفیہ و دو مسلمانوں کے ہمراہ خندق ہی پر رہے، خالد بن الولید مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹ پڑا جو مسلمانوں کی تلاش میں تھا، تھوڑی دیر انھوں نے مقابلہ کیا، مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا، اُس نے طفیل ابن النعمان کو جو بنی سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کے مارا، انھیں قتل کر کے وہ لوگ بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے کی طرف گئے، آپ نے بلائ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی، اور ظہر کی اقامت کہی، پھر آپ نے نماز پڑھی، انھوں نے ہر نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ اقامت کہی، آپ اور آپ کے اصحاب نے قضا نمازیں پڑھیں اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز و سطلی یعنی عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ اُن کے شکموں اور قبروں میں آگ بھروسے۔

اس کے بعد اُن لوگوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی، سوائے اس کے کہ وہ رات میں جا سوسوں کا بھیجنا ترک نہیں کرتے تھے جو دھوکے کی امید میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب دس رات سے لید

محصور رہے تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو پریشانی و مشقت لاحق ہوئی۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ غطفان سے آپ
 اس شرط پر مصالحت کر لیں کہ انھیں ایک تہائی پھسل دیا کریں گے، اور
 وہ لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دیں، تاکہ کفار آپ کے پاس سے واپس
 چلے جائیں۔

و انصار نے اس سے انکار کیا تو آپ نے یہ ارادہ ترک فرما دیا۔
 نعیم بن مسعود الانجلی اسلام لے آئے تھے، انھوں نے اپنے اسلام کو
 زینت دی، وہ قریش اور قرظہ اور غطفان کے درمیان گئے، ان کی طرف
 سے ان کو اور ان کی طرف سے ان کو ایسا کلام پہنچایا جس سے ہر گروہ
 سمجھا کہ وہ اس کے خیر خواہ ہیں، کفار نے ان کا قتل قبول کر لیا، اس طرح
 انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی مخالفت ترک کرادی۔
 نعیم ایسی چال چلے کہ ہر گروہ کو ایک دوسرے سے وحشت ہو گئی،
 قرظہ نے قریش سے قنانت طلب کی تاکہ وہ ان کے ساتھ نکلیں اور جنگ
 کریں، مگر قریش نے اس سے انکار کیا، اور ان کو مہتمم جانا، قرظہ نے
 سبت (ہفتہ) کی ان سے علت بیان کی اور کہا ہم اس روز (ہفتہ کو)
 نہیں لڑتے اس لیے کہ ہماری ایک قوم نے ہفتے کے دن سرکشی کی تھی تو وہ
 بندر اور سور بنا دیے گئے، ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں اپنے آپ کو
 کیوں نہیں دیکھتا جو میں بندر اور سور کے بھائیوں سے مدد مانگتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے شبِ شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی،
 ہوا اتنی تیز چلی کہ نہ تو کوئی خیمہ ٹھہر سکا اور نہ بائدھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ان کی طرف حذیفہ بن النعمان کو بھیجا کہ وہ ان کی خبر لائیں، اس شب کو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔

ابوسفیان بن حرب نے کہا اے گروہ قریش تم لوگ اسے
 مکان میں نہیں ہو جو قیام گاہ ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے،
 میدان خشک ہو گیا، بنو قرظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی، اور ہمیں

وہ لگی ہے جو تم دیکھ رہے ہو، لہذا کوچ کر دو، میں بھی کوچ کرتا ہوں۔
وہ کھڑا ہو گیا، اور اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا، جس کے رسی بندھی ہوئی
تھی، اسے مارا تو وہ اپنے تین پیروں سے کودا، اس نے اس کی رسی اس
وقت تک نہ کھولی جب تک کہ وہ کھڑا نہ ہو گیا، ابوسفیان کھڑا ہی تھا کہ لوگ
کوچ کرنے لگے، سارا لشکر تیزی سے روانہ ہو گیا، ابوسفیان نے تعاقب کے
اندیشے سے عمرو بن العاص اور خالد بن الولید کو دوسو سواروں کے
ہمراہ لشکر کے پچھلے حصے پر اپنا محاذ مقرر کیا۔

حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور آپ کو
تمام واقعہ کی خبر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صبح ہوئی کہ آپ کے
سامنے لشکروں میں سے ایک بھی نہ تھا، سب اپنے اپنے شہروں کو دفع ہو چکے
تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے مکان واپس جانے کی
اجازت دی، وہ لوگ جلدی جلدی اور خوش خوش روانہ ہوئے۔

جو لوگ غزوہ خندق میں شہید ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔
(۱) انس بن اوس بن عتیک جو بنی عبدالاشہل میں سے تھے انھیں
خالد بن الولید نے قتل کیا تھا۔
(۲) عہد اللہ بن سہل الاشہلی۔

(۳) ثعلبہ بن عمنہ بن عدی بن نابی، جن کو ہبیرہ بن وہب نے
قتل کیا۔

(۴) کعب بن زید جو بنی دینار میں سے تھے، انھیں ضرار بن
الخطاب نے قتل کیا۔

مشرکین میں سے عثمان بن مثنیٰ بن عبید بن السباق بھی قتل ہوا،
جو بنی عبدالدار بن قحی میں سے تھا۔

مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳ رزی القعدہ یوم چہار شنبہ ۱۰ھ کو واپس ہوئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مہاجرین و انصار ٹھنڈی صبح میں

نکل کر خندق کھود رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:-
اے اللہ خیر تو آخرت کی ہی خیر ہے، لہذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما،
اُن لوگوں نے آپ کو جواب دیا:- ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد سے ہمیشہ کے لیے
جہاد کی بیعت کی ہے، جب تک ہم باقی رہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
جب خندق کھود رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے
محمد سے ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:- اے اللہ خیر تو آخرت ہی کی
خیر ہے لہذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما، آپ کے پاس جو کی ردی
لائی گئی جس پر بودا رچ جی تھی، انصار نے اس میں سے کھائی اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس اس حالت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب ہم لوگ خندق کھود
رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھور رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا عبش نوفرت آخرت ہی کا عبش ہے، لہذا اے اللہ تو انصار و
مہاجرین کی مغفرت فرما۔

البراد بن عازب سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مٹی ڈھور رہے تھے، مٹی نے
آپ کے شکم مبارک کی سفیدی کو چھپا لیا تھا، آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:-

لاھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولاصلینا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ خیرات کرتے اور نہ تمنا پڑھتے

و نزلن سکینۃ علینا وثبت الافرادم ان لافینا

بس ہم پر سکون نازل کر جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ

ان الادلۃ لقد بغوا علینا اذ الادلۃ افتتہ ابینا

اُن لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے جب انہوں نے فتح کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا

”ہم نے اٹھار کیا، اسے آپ بلند آواز سے فرما رہے تھے۔
 سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یوم خندق مدینے میں ہوا تھا، ابوسفیان
 بن حرب آیا، جو قریش اس کے ساتھ تھے، جو کنا نہ اور عیینہ بن حصن میں سے
 ان کے تابع تھے، جو غطفان و طلیحہ میں سے عیینہ بن حصن کے تابع تھے، بنی اسد
 میں سے اور ابو الاعور جو اس کے تابع تھے، جو بنی سلیم اور قرظہ میں سے
 اس کے تابع تھے سب ہمراہ ہوئے۔

قرظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا،
 انھوں نے اسے ٹوڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی، اللہ تعالیٰ نے انھیں کے
 بارے میں نازل فرمایا ”انزل الذی طاهر وہم من اهل الکتاب
 من صبا صیہم“ اور جن اہل کتاب نے ان مشرکین کی مدد کی تھی ان کو
 اللہ نے ان کے قلعوں میں سے اتار دیا۔

جبریل علیہ السلام آئے، ان کے ہمراہ آمدھی تھی، جب آپ نے
 جبریلؑ کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا ”دیکھو خوش ہو جاؤ“ اللہ نے ان پر ایسی
 آمدھی بھیجی جس نے غیموں کو اکھاڑ دیا، ہانڈیاں الٹ دیں، کجاووں کو
 دفن کر دیا اور میخوں کو اکھاڑ پھینکا، لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی
 کسی کی طرف رُح نہ کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”ادھا دنکم جنود فارسلنا
 علیہم“ (یجا و جنود المبر دھا) اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پاس
 ایک لشکر آیا پھر ہم نے ان پر آمدھی اور ایک ایسے لشکر کو بھیجا جسے تم نہیں
 دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔

ابو بشر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان
 واپس آئے تو آپ نے اپنے سر کا دامنہ حصہ دھویا اور بایاں باقی تھا کہ جبریلؑ نے
 کہا: خبردار! میں آپ کو سردھونے دیکھتا ہوں، واللہ ہم اب تک (گھوڑے
 سے) نہیں اترے، اُٹھئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو
 حکم دیا کہ وہ بنی قرظہ کی طرف روانہ ہوں۔

۵۲ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کی (مشرکین کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے، کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز سے روکا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا یا فرمایا سورج لوٹ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان دُفار کے گھر آگ سے بھر دے کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکا، یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا، یا فرمایا سورج لوٹ گیا، حضرت علیؑ نے کہا کہ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں فرمایا، انھیں (مشرکین کو) کیا ہوا ہے؟ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے جو عصر ہے، باز رکھا۔ انی مجھ سے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی، مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سال احزاب میں مغرب پڑھی، جب فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیں پڑھی، آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کی اقامت کہی، آپ نے عصر پڑھی پھر مغرب دہرائی۔

ابن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت خندق کھودی اور آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابوسفیان شب خون مارے گا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو تمھارا ورد یہ ہو گا "حُمَا لَا يَفْضُرُونَ"۔

ابو صفرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب خندق میں فرمایا،

میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر رات ہی کو شب خون مارے گی، تمہارا شعار "حملاً یبصرون" ہے۔

سعد بن المسیب سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں جو میں رات تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا، جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہوئی، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔

وہ لوگ اسی حال پر تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لیے انصار کے تہائی پھل مقرر کروں تو کیا تو غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نا اتفاقی کرادے گا، عیینہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا حصہ مقرر فرمادیں تو میں کر دوں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس قاصد بھیجا، انھیں اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ اگر آپ کسی بات پر (اللہ کی طرف سے) مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجئے، آپ نے فرمایا اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا، یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں، ان دونوں نے کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انھیں سو اے تلوار کے کچھ نہ دیں۔

ابن ابی بنی شیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جب کہ وہ اس فکر میں تھے، یکایک نعیم بن مسعود الا جمعی آگئے، وہ ایسے تھے کہ دونوں فرطین ان سے مطمئن تھے، انھوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرادی احزاب بغیر قتال کے بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ کے قول کے یہی معنی ہیں

وَكُفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ" (اور جنگ میں اللہ ہی مومنین کے لیے کافی ہو گیا)۔
 جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مسجد میں دو شنبہ سہ شنبہ چار شنبہ کو احزاب کے لیے بد دعا کی جہاں شنبہ کو
 ظہر و عصر کی غار کے درمیان قبول ہوگئی، ہم نے خوش خبری آپ کے چہرے سے معلوم کی۔
 جابر نے کہا کہ جب کوئی زبردست و سخت و دشوار معاملہ پیش آیا تو میں نے
 اُسی روز کی اُسی ساعت میں التجا کی اور اللہ سے دعا کی تو مجھے قبولیت
 معلوم ہوئی۔

عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ یوم الاحزاب میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے بد دعا فرمائی کہ اے اللہ
 اے کتاب کے نازل کرنے والے، جلدی حساب لینے والے، احزاب کو
 ہزیمت دے، اے اللہ انھیں شکست دے اور ڈگمگا دے۔

غزوہ بنی قریظہ

ذی القعدہ ۳ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بنی قریظہ
 پیش آیا، لوگوں نے بیان کیا کہ جب حندق سے مشرکین پلٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
 واپس ہو کر عاتشہ کے مکان میں داخل ہوئے، تو آپ کے پاس جبریل آئے
 اور مقام جنانہ میں کھڑے ہو کر کہا (عَذِيبُكَ مِنْ حَضَارِبٍ) اپنے محارب
 (جنگ کرنے والے) کے مقابلے میں اپنے مددگار سے ملیے، تو گھبرا کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بھل آئے، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ
 حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں میں بھی انھیں کا ارادہ کرتا ہوں،
 ان کے قلعوں کو میں ہلا دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، انھیں
 اپنا جھنڈا دیا، اور بلالؓ کو بھیجا، انھوں نے لوگوں میں ندا دی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ عصر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے اور کہیں نہ پڑھو۔

مدینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مکتوم کو جانسن بنایا، اور مسلمانوں کے ہمراہ جو تین ہزار تھے اُن کی جانب روانہ ہو گئے چھ مہینے گھوڑے ساتھ تھے، یہ ۲۳ ذی القعدہ چہار شنبے کا دن تھا پندرہ روز تک اُن کا نہایت شدید محاصرہ کیا، لوگوں نے تیر بھینکے مگر وہ اس طرح اندر گھسے کہ کوئی باہر نہ نکلا۔

بنی قریظہ کو محاصرے سے سخت تکلیف ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ابولبابہ بن عبد المندر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے، آپ نے انھیں بھیج دیا۔

یہود نے اپنے معاہدے میں اُن سے مشورہ کیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد میں تمہارے لیے) ذبح ہے، اس پر ابولبابہ نادام ہوئے (کہ آنحضرت کا اِذن لوگوں سے کیوں کہہ دیا) انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی، وہ واپس ہو کر مسجد میں جا بیٹھے اور (اسی شرم سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی۔

بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق محمد بن مسلمہ کو حکم دیا، اُن کی مشکیں تمس کے ایک کنارے کر دیا گیا، اُسی وقت جب کہ وہ ایک کنارے تھے عورتیں اور بچے نکالے گئے، اُن پر آپ نے عبد اللہ بن سلام کو عامل بنایا۔

تمام سامان، زرہیں، اسباب، کپڑے جو قلعے میں پائے گئے وہ سب جمع کیا گیا، سامان میں پندرہ سوتلواریں، تین سوزرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں، جو چمڑے کی تھیں ملیں، شراب اور شراب کے مٹکے تھے، یہ سب بہا دیا گیا، اس کا خمس نہیں کیا گیا، پانی کھینچنے والے اور

چلنے والے بہت سے اونٹ بھی ملے۔

اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ بنی قریظہ کو انھیں ہبہ کر دیں وہ اُن کے حلفاء تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا، انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر وہ شخص جس پر اُس ترے چلتے ہیں (یعنی مرد پیے) قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا جائے اور اُن کا مال تقسیم کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ کاسات آسمان کے اوپر سے جو فیصلہ بھانہ نے اُس کے مطابق فیصلہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ذی الحجہ یوم پشنبہ کو واپس ہوئے آپ نے اُن کے متعلق حکم دیا تو وہ مدینے میں داخل کئے گئے، بازار میں ان کے لیے ایک خندق کھودی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بیٹھے وہ لوگ اُس کی طرف ایک ایک گروہ کر کے لائے گئے، اور اُن کی گروہیں ماری گئیں، کل تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لیے منتخب فرمایا، مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا۔ آپ نے اسباب اور قیدیوں میں سے خمس نکالا، باقی کے متعلق حکم دیا تو وہ زائد دینے والے کے ہاتھ بیجا گیا آپ نے اُسے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا، سب تین ہزار ہنر حصے ہوئے، گھوڑے کے دو حصے اور اُس کے مالک کا ایک حصہ، اور خمس محمد بن حذافہ الزبیدی کے پاس پہنچ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آزاد کر رہے تھے، کسی کو ہبہ کر رہے تھے، اور جس کو چاہا اسے خادم بنایا، اسی طرح آپ نے اُس اسباب کے ساتھ کہا جو آپ کو پہنچا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب اللہ نے احزاب کو دور کر دیا، اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان واپس گئے، تو آپ اپنا سر دھو رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے، اور عرض کیا کہ آپ کو اللہ معاف کرے، آپ نے ہتھیار اتار دیے، حالانکہ اللہ کے ملائکہ نے ابھی تک انہیں اتارے، بنو قریظہ کے قلعے کے نزدیک ہمارے پاس آئیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ بنی قریظہ

کے قلعے کو آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کر لیا، اور آپ اُن لوگوں کے پاس قلعے کے قریب آ گئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب احزاب واپس ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ کوئی شخص ظہر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے کہیں نہ پڑھے، بعض لوگوں کو نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے پڑھ لی، دوسروں نے کہا کہ ہم سوائے اُس مقام کے کہیں نماز نہ پڑھیں گے جہاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، خواہ وقت فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق میں سے کسی پر ملامت نہیں کی۔

الہی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ میں آئے تو آپ ایک بے زین کے گدھے پر سوار ہوئے لوگ پیدل چل رہے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بنی غنم کی گلی میں جبریل علیہ السلام کی سواری کا اڑتا ہوا غبار، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ تشریف لے گئے، میری نظر میں ہے۔

الما جشون سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام یوم الاحزاب (غزوہ خندق) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، اُن کے دانتوں پر غبار تھا، اُن کے نیچے سرخ چار جامہ تھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اتارنے سے پہلے ہتھیار اتار دیے، آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔

عطیۃ القرظی سے مروی ہے کہ یوم قرظہ میں میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو گرفتار کیے گئے، جو بالغ تھے وہ قتل کیے جاتے تھے اور جو نابالغ تھے وہ چھوڑ دیے جاتے تھے، میں اُن لوگوں میں تھا جو بالغ نہ تھے۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی قرظہ کے درمیان خفیف ساعد تھا، جب احزاب وہ تمام لشکر لائے جنہیں وہ لائے تھے تو اُن لوگوں نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کو غالب کر دیا، اللہ نے اپنے لشکر اور آندھی کو بھیجا، وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے اور دوسرے لوگ اپنے قلعے میں رہ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار رکھ دیے، جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ اُن کے پاس آئے، جبریل گھوڑے کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا جبریل کہتے ہیں ہم نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے، آپ بنی قرظہ کی طرف چلے، ان کے ابرو پر غبار جما ہوا تھا، آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو نکال ہے، اگر کچھ روز کی ہمت دے دیجئے (تو بہتر ہو) جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلئے میں اسی گھوڑے کو اُن کے قلعوں میں داخل کر دوں گا، اور منہدم کر دوں گا۔

جبریل علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ملائکہ نے رُخ پھیر لیا یہاں تک کہ انصار بنی غنم کی گلی میں غبار بلند ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روانہ ہوئے، اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے روبرو آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ تشریف رکھئے ہم لوگ کافی ہیں، فرمایا وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے اُن کے متعلق سنا ہے کہ وہ آپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، فرمایا موسیٰ کو اس سے بہت زاید اذادی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قرظہ پہنچے تو فرمایا: اے بندر! (سور کے بھائیو! مجھ سے دُرو، مجھ سے دُرو، اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ابو القاسم ہیں ہم نے آپ سے بدی کرنے کا عہد نہیں کیا تھا۔

سعد بن معاذ کی رگ دست میں تیر مارا گیا، زخم بند اور خشک ہو گیا، انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ انھیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک بنی قریظہ سے ان کا دل نہ ٹھنڈا ہو جائے، بنی قریظہ کو ان کے قلعہ میں اس غم نے گرفتار کیا جس نے گرفتار کیا تو وہ تمام لوگوں میں سے سعد بن معاذ کے فیصلے پر اترے، سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجو قتل کر دیے جائیں اور بچوں کو قید کیا جائے۔

یہ صورت حال دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شہر مہاجرین کا ہوگا نہ کہ انصار کا، اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ہم تو ان کے ساتھ تھے، انھوں نے دقائل (اول نے) پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مہاجرین تم سے بے نیاز ہو جائیں۔

جب سعد ان سے فارغ ہوئے اور انھیں جو حکم دینا تھا دے دیا، تو وہ کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ ان پر سے ایک بکری گزری، اس نے ان کے زخم کو اپنے کھر سے ٹھیس لگا دی، وہ بھرنہ خشک ہوا، یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔

دو مہینے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فوج اور ایک ریشمی جہیز بھیجا، جبے کی خوبی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کے رد مال جنت میں اس سے بہتر ہیں۔

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب قبیلہ قرطاء

محمد بن مسلمہ کا قرطاء کی جانب سریہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اٹھویں مہینے، ارجمند کو واقع ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پچیس سواروں کے ہمراہ قرطاء کی جانب بھیجا، وہ لوگ بنی بکر کے کلاب کے سلسلے کی

ایک شاخ ہیں، جو ضریرہ کے نواح میں البکرات میں اتر کر رہتے تھے، ضریرہ اور مدینہ کے درمیان سات شب کی مسافت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انھیں ہر طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے، انھوں نے ان پر حملہ کر دیا، ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی لوگ بھاگ گئے، اونٹ اور بکری ہنٹا لائے، کوئی شخص نیزہ بازی کے لیے ظاہر نہیں ہوا، اور وہ مدینے آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسن نکالنے کے بعد جو بچا ان کے ساتھیوں پر تسلیم کر دیا، اونٹ دس بکری کے برابر تصور ہوا، کل ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں انھیں محمد بن مسلمہ انیس شب باہر رہے اور ۲۹ محرم کو آ گئے۔

غزوہ بنی حنیئہ

ربیع الاول ۶ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیئہ کی طرف، جو نواح عسفان میں تھے، روانہ ہوئے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت اور ان کے ساتھیوں کا سخت صدمہ محسوس کیا، اور ملک شام کا ارادہ ظاہر فرمایا، ربیع الاول کی چاند رات کو لوگوں کی بے خبری کے عالم میں وہ سو آدمیوں کا لشکر جمع کیا جن کے ہمراہ بیس گھوڑے تھے۔ مدینہ پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا، آپ تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بطن غران میں پہنچے، اس کے اور عسفان کے درمیان جہاں آپ کے اصحاب پر مصیبت آئی تھی پانچ میل کا فاصلہ تھا، آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔

بنو حنیئہ کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، کوئی

فابو میں نہ آیا، آپ ایک یا دو دن مقیم رہے، ہر طرف لشکر بھیج کر وہ لوگ بھی کسی پر قابو نہ پاسکے، وہاں سے روانہ ہو کر آپ عسفان آئے، دس سوادیوں کے ساتھ ابو بکر کو بھیجا تاکہ قریش سنیں اور خوف زدہ ہوں، لشکر الغنیم تک آیا اور واپس گیا، انھیں کوئی نہ ملا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے مدینے کی طرف واپس ہوئے کہ ہم لوگ جوع کرنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں، آپ چودہ رات باہر رہے۔

عاصم بن عمرو عبد اللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بھی کھیاں میں روانہ ہوئے، آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ شام کا ارادہ ہے تاکہ ان کو غفلت کی حالت میں پائیں۔

آپ مدینے سے نکلے، غراب، مخیض اور البترا کے راستے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف گھومے، پھر آپ یمن کے راستے پر نکلے۔ صحیرات الثمام سے ہوتے ہوئے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا، آپ نے رفتار بہت تیز کر دی اور غران میں اترے داسی طرح ابن ادیس نے بیان کیا، جہاں بنو کعبان کے مکانات تھے، یہاں معلوم ہوا کہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ ہو گئے۔

جب وہ ارادہ جو آپ نے دشمن کے لیے کیا کامیاب نہ ہوا تو لوگوں نے کہا اگر ہم عسفان میں اتریں تو اہل مکہ کو معلوم ہوگا کہ ہم وہاں آئے تھے، آپ مع اصحاب کے روانہ ہوئے اور عسفان میں اترے، اصحاب میں سے دو سو اوروں کو روانہ کیا جو الغنیم کی جھونپڑیوں میں پہنچے، پھر واپس آ گئے۔

جابر بن عبد اللہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہم توبہ کرنے والے، رجوع کرنے والے، انشاء اللہ اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے، عبادت کرنے والے ہیں، سفر کی مشقت، واپسی کے تھکان، اہل وعیال اور مال میں نظر بد سے ہیں اللہ سے

پناہ مانگتا ہوں۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کے بنی لحيان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمی میں ایک آدمی تیز رفتاری اختیار کرے، ثواب دونوں کے درمیان رہے گا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عسفان کو تلامش کیا پھر واپس ہوئے تو فرمایا ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں۔

غزوہ الغابہ



ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ الغابہ کا ارادہ فرمایا، جو مدینے سے ایک برید (۲۰ میل) کے فاصلے پر شام کے راستے پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی میں اونٹنیاں تھیں جو الغابہ میں چرتی تھیں اور ان میں ابوذر نٹھے، شب چہار سنبلہ کو چالیس سواروں کے ہمراہ عبیدہ بن حصن نے ان پر دھوکے سے حملہ کیا، اونٹنیوں کو ہٹکائے گیا اور ابوذر کے بیٹے کو قتل کر دیا، ایک چیخ کی آواز آئی جس میں الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) کی ندا تھی، پھر یہ ندا دی گئی، اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ، یہ سب سے پہلی ندا تھی جو ان کلمات کے ساتھ دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے چار شہنشاہ کی صبح کو چہرے پر رومال باندھے ہوئے اکھیدہ روانہ ہوئے وہاں ٹھہر گئے، سب سے پہلے شخص جو آپ کے سامنے آئے وہ المقداد بن عمرو تھے، وہ زہرہ و خود

ہے اور اپنی تلوار کو برہنہ کیے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیزے میں چھنڈا باندھ دیا، اور فرمایا، جاؤ، یہاں تک کہ تمہیں لشکر ملیں، میں بھی تمہارے نشان قدم پر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن اُمّ کلثوم کو خلیفہ بنایا، اور سعد بن عبادہ کو ان کی قوم کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینے کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا۔

المقداد نے بیان کیا کہ میں بکرا تو وہیمین کی آخری جماعتوں کو پایا، ابوقتاہدہ نے مسعدہ کو قتل کر دیا، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گھوڑا اور ہتھیار دے دیا، عکاستہ بن محسن نے ثار بن عمرو بن اثار کو قتل کیا، المقداد نے عمرو بن حبیب بن عیینہ بن حصن کو اور قرقہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا۔

مسلمانوں میں سے محرز بن فضلہ شہید ہوئے، جنہیں مسعدہ نے شہید کیا، سلمہ بن الاکوع کو جو پیادہ تھے ایک جماعت ملی تو وہ انہیں زیر مارنے لگے، اور کہتے تھے، ایہ لے، اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے
مسلمانوں نے ان لوگوں کو ذی قرد تک بھگا دیا جو خبیر کے نواح میں
المستنخ کے متصل ہے۔

سلمہ نے بیان کیا کہ شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لشکر ملا، عرض کی: یا رسول اللہ، وہ قوم پیاسی ہے، اگر آپ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجیں تو جو جانور ان کے ساتھ ہیں سب چھین لوں گا، اور سرداروں کو گرفتار کر لوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انھیں اختیار ہے، مگر سہولت اختیار کرنا، پھر فرمایا: وہ لوگ اس وقت غطفان میں جمع ہوں گے۔

شور و غل بنی عمرو بن عوف تک گیا تو امداد آئی، اور برابر لشکر آتے رہے، لوگ پیادہ بھی تھے اور اپنے اونٹوں پر بچی تھے، یہاں تک کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچ گئے، انہوں نے دس اونٹنیاں چھین لیں اور وہ قوم بنقیہ اونٹنیوں کے ساتھ جو دس ٹھیں بچ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد میں نماز خوف پڑھی، آپ وہاں خبر دریافت کرنے کے لیے ایک شبانہ روز مقیم رہے آپ نے اپنے ہر شاہو صاحب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا جسے وہ ذبح کرتے تھے، کل تعداد پانچ سو تھی، کہا جاتا ہے کہ سات سو تھی، سعد بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں کئی بورے بھجوا دیے اور دس اونٹ روانہ کئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچے۔

ہمارے نزدیک ثابت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریل پر سعد بن زید الاہلی کو امیر بنایا تھا، لیکن حسان بن ثابت کے قول "غداة فراس المقداد" (المقداد کے سواروں کی صبح) کی وجہ سے لوگوں نے اسے المقداد کی طرف منسوب کر دیا تو سعد بن زید نے ان پر عقاب کیا اور کہا کہ حرف ردی نے مجبوراً میرا نام المقداد تک پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ شب باہر رہنے کے بعد دو شنبے کو مدینے پہنچے۔

سلمۃ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے گئے، میں طلحہ بن عبید اللہ کا گھوڑا بھی لے گیا، میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی پلاؤں، جب تاریکی ہو گئی تو عبد الرحمن بن عیینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور چرواہے کو قتل کر دیا، وہ اور اس کے ساتھ چند آدمی جو سواروں کے ہمراہ تھے ان کو سہکاتے ہوئے روانہ ہوئے، میں نے رباح سے کہا اس گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرو کہ ان کے جانور لوٹ لیے گئے۔

میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا، اپنا منہ مدینے کی جانب کر لیا، اور تین مرتبہ ندا دی "یا صابحاً" (ہائے صبح)، پھر اس قوم کا پیچھا کیا، میرے پاس

تو اور تیر بھی تھے، میں انھیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا، ایسا اُس وقت کرتا جبکہ درختوں کی کثرت ہوتی تھی جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اُسے تیر مارتا تھا، جو سوار میری طرف متوجہ ہو میں نے اُسے زخمی کر دیا۔ انھیں تیر مارتا اور کہتا تھا کہ:-

انا ابن الاکوع واليوم يوم الذبح

میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابلِ ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے میں ایک آدمی سے ملا وہ اپنی سواری ہی پر تھا کہ میں نے اُسے تیر مارا، میرا تیر اُس شخص کے لگا اور جگر چھید دیا، میں نے کہا یہ لے، میں ابن الاکوع ہوں، اور یہ دن قابلِ ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔ جب میں درخت کی آڑ میں ہوتا تھا تو انھیں تیروں سے گھیر لیتا تھا، اور جب دشواریاں تنگ کرتی تھیں تو پہاڑ پر چڑھ کر اُن پر پتھر پھینکتا تھا، میرا اور اُن کا برابر یہی حال رہا، میں اُن کا پیچھا کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا، نا آنکھ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جانوروں کو جنھیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنے پس پشت کر لیا، اور اُن لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا، میں برابر انھیں تیر مارتا رہا، انھوں نے میں سے زاید نیزے ڈال دے اور میں سے زاید چادریں، جن سے وہ بارہلکا کر رہے تھے جو کچھ وہ ڈالتے تھے میں اس پر پتھر رکھ دیتا تھا، میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جمع کیا۔

جب صبح کی روشنی پھیل گئی تو اُن کی مدد کے لیے عیینہ بن بدر الفزازی آیا، وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ گیا، اور اُن لوگوں کے اوپر تھا، عیینہ نے کہا یہ کیا ہے جو مجھے نظر آتا ہے، انھوں نے کہا کہ اسی سے ہیں ایذا پہنچی، اس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا، جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں تھا سب لے لیا اور اُسے اپنے پیچھے کر دیا۔

عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ یہ جو دکھائی دیتا ہے، اس کے پیچھے کوئی جستجو کرنے والا ہو، جس نے تمھیں چھوڑ دیا ہو، تم میں سے ایک جماعت کو اس کے مقابلے کے لیے کھڑا ہونا چاہیے، اُن میں سے چار کی ایک جماعت

میرے مغالے کو کھڑی ہو گئی، وہ پہاڑ پر چڑھے، میں نے انھیں آواز دے دی اور کہا، کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ انھوں نے کہا، تو کون ہے؟ میں نے کہا، میں ابن الاسود ہوں، جس کے چہرے کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکرم کیا، تم میں سے کوئی بھی مجھے پا نہیں سکتا، اور نہ وہ شخص مجھ سے بچ سکتا ہے، جسے میں طلب کروں، اُن میں سے ایک شخص نے کہا، یہ اس کا گمان ہے۔ میں اپنی نشست گاؤں سے اُٹھنے لگا، نبیائا تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان تھے، سب سے آگے الاحزم الاسدی تھے، اُن کے پیچھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوار ابو قتادہ اور ابو قتادہ کے پیچھے المقداد تھے، مشرکین نسبت پھیر کر بھاگے۔ میں پہاڑ سے اتر کر الاحزم کے آگے آ گیا، اُن کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا، اے احزم اس جماعت سے ڈرو (یعنی اُن سے بچو) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھیں لوٹیں گے، لہذا انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپس کے اصحاب آئیں۔

انھوں نے کہا، اے سلمہ اگر تمھیں اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان ہے اور تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، میں نے ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی، وہ عبد الرحمن بن عیینہ سے ملے، وہ اُن پر پلٹ پڑا، دونوں نیزے چلانے لگے، الاحزم نے عبد الرحمن کو زخمی کر دیا، عبد الرحمن نے انھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، عبد الرحمن نے الاحزم کا گھوڑا بدل لیا، ابو قتادہ، عبد الرحمن سے ملے، دونوں نیزہ چلانے لگے، ابو قتادہ زخمی ہو گئے اور انھوں نے اسے قتل کر دیا، ابو قتادہ نے الاحزم کا گھوڑا بدل لیا۔

میں نکل کر اس قوم کے پیچھے روانہ ہوا، مجھے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کا کچھ خبر بھی نظر نہ آتا تھا، وہ لوگ ایک گھاٹی کے سامنے تھے جس میں پانی تھا، اُس کا نام دود قد تھا، اُن کا ارادہ ہوا کہ یابی پییں، لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑنا ہوا دیکھ لیا تو اُس سے ہٹ گئے اور ایک

گھائی کا جو ثنیہ ذو دبر تھی سہارا لے لیا۔
 آفتاب غروب ہو گیا، میں نے ایک آدمی کو پایا، اُسے تیر مارا، اور کہا، میرے
 دانا ابن الاکوع والیوم لوم الوضع
 میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابلِ ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔
 اُس نے کہا، اے میری ماں کے رُلانے والے، کیا تو میرا صبح والا اکوع ہے؟
 میں نے کہا، اے اپنی جان کے دشمن، ہاں۔

دشمن وہی تھا جسے میں نے صبح کو تیر مارا تھا، میں نے اُسے ایک اور تیر مارا، دو نوں تیر
 اُس کے لگے وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ گئے تو میں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 پہنکا لایا، آپ ذو قرد کے اُس پانی پر تھے جس سے میں نے اُن لوگوں کو ہکا بکا کیا تھا۔
 اتفاقاً نبی اللہ پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ تھے، بلالؓ نے اُن اونٹوں
 میں سے ایک اونٹ ذبح کر لیا جو میں پیچھے چھوڑ گیا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لیے اُس کی کھجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا،
 یا رسول اللہ، مجھے اجازت دیجئے اور اپنے اصحاب میں سے سو آدمی منتخب
 فرما دیجئے تو میں بے خبری کی حالت میں کفار پر حملہ کر دوں، اُن میں سے کوئی
 خبر دینے والا بھی نہ ہوگا جسے میں قتل نہ کر دوں۔

آپ نے فرمایا، اے سلمہ، کیا تم ایسا کرنے والے ہو؟ میں نے کہا،
 ہاں، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہنسے یہاں تک کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپ کی کچلیاں دیکھیں آپ نے
 فرمایا وہ لوگ اس وقت بنی غطفان کی زمین میں پناہ گزیں ہوں گے۔
 غطفان کا ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا کہ فلاں غطفانی کے پاس

چلو کیونکہ ایک اونٹ اُن (کفار) کے لیے ذبح کیا ہے جس وقت وہ لوگ
 اُس کی کھال کھینچنے لگے تو انھوں نے ایک غبار دیکھا، اونٹ کو
 چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے

سواروں میں سب سے بہتر آج ابو قتادہ ہیں، اور ہمارے پیادے ہیں سب سے بہتر سلمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیادہ اور سوار کا حصہ دیا، مدینے واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنے پیچھے گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھالیا۔ ہمارے اور مدینے کے درمیان قریب چاشت کے وقت ہو گیا، اس جماعت میں ایک انصاری تھے جن کے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا، وہ یہ ندا دینے لگے کہ ہے کوئی دوڑنے والا، کیا کوئی شخص ہے جو مدینے تک باہم دوڑ کرے؟ انھوں نے اسے کئی مرتبہ دہرایا۔

میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آنحضرتؐ نے مجھے ہم نشین بنایا تھا، میں نے اُن سے کہا کہ نہ تو تم کسی بزرگ کا ادب کرتے ہو اور نہ کسی شریف سے ڈرتے ہو، انھوں نے کہا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سے نہیں، میں نے کہا، یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیجئے، تو میں ان کے ساتھ دوڑ کروں، آپ نے فرمایا، اگر تم چاہو (درو) میں نے (اُن سے) کہا، چلو، (میں بھی) تمہاری طرف (چلتا ہوں)۔

وہ اپنی سواری سے کود پڑے، میں نے بھی پاؤں سمیٹے اور اونٹنی سے کود پڑا، انھیں ایک یاد کو ہان (آگے بڑھنے میں) طاقت دار بنا دیا، یعنی میں نے اپنے آپ کو روک لیا، پھر میں دوڑا یہاں تک کہ اُن سے مل گیا، اپنے ہاتھ سے اُن کے دونوں شانوں کے بیچ میں زور سے مار کر کہا، میں تم سے آگے ہو گیا، کامیابی اللہ ہی کی طرف سے ہے، یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا، وہ ہنسے اور کہا میں تو نہیں خیال کرتا، یہاں تک کہ ہم دونوں مدینے آگئے۔

سریہ عکاشہ بن محسن الاسدی بجانب الغمر

عکاشہ بن محسن الاسدی کا الغمر غمر رزوق کی جانب سریہ ہے جو نید سے

ہے، یہ ربيع الاول ۱۱ھ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ بن محسن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ الغمر روانہ کیا، وہ اس طرح جلد روانہ ہوئے کہ اُن کی رفتار بہت تیز تھی۔ اُس قوم نے انھیں تاڑ لیا اور اپنی بستی کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے، انھیں اپنا مکان ناموافق معلوم ہوا، عکاشہ نے شجاع بن وہب کو مخبر بنا کے بھیجا تو انھوں نے اونٹوں کا نشان دیکھا۔

یہ لوگ روانہ ہوئے تو انھیں کفار کا ایک مخبر مل گیا، جس کو انھوں نے امن دے دیا، اُس نے انھیں اپنے چچا زاد بھائیوں کے اونٹ بتادیئے جو انھوں نے لوٹ لیے، دوسرا اونٹ ہٹکا لائے، اُس شخص کو چھوڑ دیا، اونٹ مدینے لے آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے، انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سمریہ محمد بن مسلمہ بجانب ذی القصۃ

ربیع الاول ۱۱ھ میں ذی القصۃ کی جانب محمد بن مسلمہ کا سہرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ اور بنی عوال کی جانب جو ثعلبہ میں ہے۔ سے بھیجا، اور وہ لوگ ذی القصۃ میں تھے، اُس کے اور مدینے کے درمیان الزبدہ کے راستے پر جو بیس میل کا فاصلہ ہے۔ یہ لوگ رات کے وقت اُن کے پاس پہنچے تو اُس قوم نے جو آدمی تھے انھیں گھیر لیا، کچھ رات تک دونوں نے تیر اندازی کی، اعراب (دیہاتیوں) نے نیزوں، ہے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا، محمد بن مسلمہ مجروح ہو کے گر پڑے، اُن کے منہ پر ایسی چوٹ لگ گئی تھی کہ حیرت نہیں کر سکتے تھے، مسلمانوں کے کپڑے اُن کفار نے اتار لیے، محمد بن مسلمہ کے پاس ایک

مسلمان گذرے تو انھوں نے انھیں لاد کر مدینے میں پہنچا دیا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس
 آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کی قتل گاہ کو بھیجا، مگر ان کو کوئی نہ ملا، انھوں نے
 اونٹ اور بکریاں پائیں جو جھکا لائے اور واپس ہوئے۔

سریہ ابو عبیدہ بن الجراح بجانب ذی القصد

دع الاخر سلسلہ میں ذی القصد کی جانب ابو عبیدہ بن الجراح کا سریہ ہوا،
 لوگوں نے بیان کیا کہ بنی ثعلبہ و انمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے
 تغلیئیں تک تالابوں میں خشکی آگئی، المراض مدینے سے چھتیس میل ہے۔
 بنو حارث و ثعلبہ و انمار اسی خشک تالاب کو گئے، انھوں نے اس پر
 اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مویشی لوٹ لیں، جو مدینے سے سات میل پر
 مقام ہیفامیں چرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ
 بن الجراح کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ جب کہ انھوں نے نماز مغرب
 پڑھ لی بھیجا، وہ لوگ روانہ ہوئے صبح کی تاریکی میں ذی القصد پہنچے۔
 ان لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے، وہ
 ایک شخص کو پا گئے، جو اسلام لے آیا اس کو چھوڑ دیا، ان کے اونٹوں میں سے
 کچھ اونٹ انھوں نے پکڑ لیے اور بھٹکا لائے، سامانی میں سے کچھ اسباب لے لیا،
 اسے مدینے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس بکالا جو بچا وہ انھیں پر تقسیم کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب بنی سلیم بمقام الجحوم

دع الاخر سلسلہ میں الجحوم میں بنی سلیم کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بنی سلیم کی طرف بھیجا، وہ روانہ ہوئے، الجحوم پہنچے، جو بطن نخل کے ہائیں جانب اُسی کے نواح میں ہے، بطن نخل مدینے سے چار برز (۴۸ میل) ہے۔ وہاں قبیلہ مِزنیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا، اُس نے بنی سلیم کے ٹھہرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتا دیا، اُس مقام پر انھیں اونٹ، بکریاں اور قیدی ملے، انھیں میں حلیمہ المزنیہ کا نشو و نما بھی تھا۔

جب زید بن حارثہ، وہ سب جو انھوں نے پایا تھا لیکے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزنیہ کو اُس کی جان اور اُس کا نشو و نما کر دیا، بلال بن الحارث کا یہ شعر اسی واقعہ میں ہے۔
 لعمرک ما انی المسول ولادنت حلیمہ حی راح رکبھا معا
 (قسم ہے تیری زندگانی کی کہ نہ تو جس سے سوال کیا گیا تھا اُسی نے کوتاہی کی اور نہ حلیمہ ہی تھی یہاں تک کہ دونوں کی سواری ساتھ ساتھ روانہ ہوئی)۔

سریر زید بن حارثہ بجانب العیص

جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰ میں العیص کی جانب زید بن حارثہ کا سریر ہوا، اُس کے اور مدینے کے درمیان چار رات کا راستہ ہے اور الحمد وہاں سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا ہے، آپ نے زید بن حارثہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اس کو روکنے کے لئے بھیجا، انھوں نے اُسے اور جو کچھ اُس میں تھا گرفتار کر لیا، اس رعد صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی پکڑ لی، کچھ آدمیوں کو بھی گرفتار کیا جو اُس قافلے میں تھے، جن میں ابو العاص بن الربیع بھی تھا، انھیں مدینے لے آئے۔

ابوالعاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی زینبؓ سے پناہ مانگی، انہوں نے اسے پناہ دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھ لی تو زینبؓ نے لوگوں میں ندا دے دی کہ میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہیں اُس کا کچھ غلم نہیں، ہم نے بھی اُسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی، اور جو کچھ اُس سے لیا گیا تھا آپ نے اُسی کو واپس کر دیا۔

سرِیہ زید بن حارثہ بجانب الطرف

جمادی الآخر ۳۳ء میں الطرف کی جانب زید بن حارثہ کو لشکر کے ساتھ بھیجا، الطرف انخیل کے اسی جانب، المراض کے قریب البقرہ کے اُس راستے پر جو الحجہ کو گیا ہے، مدینے سے چھتیس میل پر ہے، وہ پندرہ آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی جانب روانہ ہوئے، مگر انھیں اونٹ اور بکریاں ملیں، اعراب بھاگ گئے، زید نے صبح کے وقت اونٹوں کو جو میس تھے مدینہ پہنچا دیا اور انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی، وہ چودہ رات باہر رہے، ان کا شعار (نشان جنگ و اشارہ) "اُمیت، اُمیت" تھا۔

سرِیہ زید بن حارثہ بجانب حِمْی

جمادی الآخر ۳۳ء میں حِمْی کی طرف زید بن حارثہ کا سرِیہ پیش آیا جو ولوی القریہ کے پیچھے ہے۔ وحیہ بن حلیفۃ الکلبی قیس کے یاس سے جس نے اُنھیں مہمان رکھا اور خلعت دیا تھا اُسے تو حِمْی میں اُنھیں الہند بن عارض اور اس کا بیٹا عارض بن الہند قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کے ہمراہ ملا، انہوں نے

دحیہ کو لوٹ لیا، اور سوائے پرانے کپڑوں کے اُن کے پاس کچھ نہ چھوڑا،
بنی الضبیہ کے چند آدمیوں نے یہ فہم کیا تو وہ اُن کی طرف روانہ ہوئے
اور دحیہ کا سامان چھین لیا۔

دحیہ نے بنی قحطی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کی خبر دی تو
آپ نے پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ کو بھیجا، اُن کے ساتھ
دحیہ کو بھی کر دیا، زید رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے، اُن کے
ہمراہ قبیلہ بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا، وہ انھیں لایا، اور صبح ہوئے ہی
اُس قوم پر حملہ کر دیا، انھوں نے اُن کو لوٹ لیا، انھوں نے ریزی کی اور دُکھ
پہنچایا، اہنید اور اُس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا، مواسی اور اونٹ اور
عورتیں بھی پکڑ لیں، انھوں نے ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں
اور سو عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے۔

زید بن رفاعۃ السجدامی اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کا وہ فرمان دکھایا جو
آپ نے اُس کے اور اُس کی قوم کے لیے اُن راتوں میں تحریر فرمایا تھا
جب وہ آپ کے پاس آیا تھا، وہ اسلام لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ
ہم پر حلال کو حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کو ہمارے لیے حلال کیجئے، آپ نے فرمایا
میں مقتولین کو کیا کروں، ابو یزید بن عمرو نے کہا، یا رسول اللہ، اُسے
رہا کر دیجئے جو زندہ ہو، اور جو قتل ہو گیا تو وہ میرے ان دونوں قدوں
کے بیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو یزید نے سچ کہا، آپ نے
اُن لوگوں کے ہمراہ علی رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ کے پاس بھیج کر حکم دیا کہ
وہ انھیں اور ان کی عورتوں اور مال کو دے دیں۔

علیؑ روانہ ہوئے زید بن حارثہ کے بشیر دُفع کی خوش خبری پہنچانے
والے، رافع بن مکشہؓ ابھرنے سے ملے جو اُسی قوم کی اونٹنی پہ سوار تھے
علیؑ نے وہ اونٹنی بھی اُسی قوم کو واپس کر دی۔

وہ زید سے القحلتین میں ملے جو مدینے اور ذی المروہ کے درمیان
ہے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچایا، انھوں نے
لوگوں سے جو کچھ لیا تھا وہ سب واپس کر دیا۔

سرئیہ زید بن حارثہ بجانب وادی القری

جب ۶؎ میں زید بن حارثہ کا سرئیہ وادی القریٰ ہے، لوگوں نے
بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶؎ میں زید کو امیر بنا کر بھیجا۔

سرئیہ عبد الرحمن بن عوف بجانب دومتہ البجندل

شعبان ۶؎ میں عبد الرحمن بن عوف کا سرئیہ دومتہ البجندل ہوا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کو بلایا، انھیں اپنے
سامنے بٹھایا، اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا، اور فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ
اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح
لڑو کہ نہ تو خیانت کرو، نہ بدعہدی کرو، اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

آپ نے انھیں دومتہ البجندل میں قبیلہ کلب کے پاس بھیجا، اور
فرمایا، اگر وہ لوگ تمھیں مان لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لیتا۔

عبد الرحمن روانہ ہوئے۔ دو مہینے البجندل آئے اور پھر کربین روز تک اسلام کی
دعوت دیتے رہے، اصبح بن عمرو الکلبی اسلام لے آیا، وہ حاضر فی تھا اور ان لوگوں کا سردار

ان کے ساتھ قوم کے بہت سے آدمی اسلام لے آئے جس نے چاہا وہ جزیرہ دینے پر اپنے دین برفا کھایا۔
عبد الرحمن نے الاصبح کی بیٹی تماضر سے نکاح کر لیا، انھیں مدینے لے آئے،
وہی ابوسلمہ بن عبد الرحمن کی ماں تھیں۔

سریہ علی بن ابی طالب بجانب بنی سعد بن بکر بمقام فدک

شعبان ۱۰۳ھ میں بمقام فدک بجانب بنی سعد بن بکر علی بن ابی طالب کا سریہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر ملی کہ اُن لوگوں کا ایک مجمع ہے جس کا یہ قصد ہے کہ یہود خبیثہ کی مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی جانب سو آدمیوں کے ہمراہ علی بن ابی طالب کو روانہ کیا، وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے تھے۔

جب الحج پہنچے جو خبیثہ و فدک کے درمیان ایک چشمہ آب ہے، اور مدینے اور فدک کے درمیان چھ رات کا راستہ ہے تو اس مقام (الحج) پر انھیں ایک آدمی ملا، جس سے اس مجمع کو دریافت کیا، اس نے کہا میں تو تمھیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم لوگ مجھے امن دے دو، اُن لوگوں نے اسے امن دے دیا، پھر اس نے بھی پتا بتا دیا۔

علی اور اُن کے ساتھیوں نے غفلت کی حالت میں اُن پر حملہ کر دیا، پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے لیں، بنو سعد اور ان کے سرغنہ، و بر بن عظیم، ہار برداری کے اونٹوں کو بھٹالے گئے، علیؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حصے میں ایک دو دھوا لی اونٹنی کو علیحدہ کر دیا، جس کا نام اسخفہ تھا، پھر خمس علیحدہ کر دیا، بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اور مدینے آگئے، انھیں جنگ کی ثوبت نہیں آئی۔

سریہ زید بن جابر بجانب قرقہ بمقام وادی القری

رمضان ۱۰۳ھ میں وادی القری کے نواح میں جو مدینے سے

سات رات کے راستے پہنچے ام قرقہ کی طرف زید بن حارثہ کا سر یہ پیش آیا۔
 زید بن حارثہ تجارت کے سلسلے میں شام کی طرف روانہ ہوئے ان کے
 ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا مال تجارت تھا، جب وہ
 وادی القریٰ کے قریب ہوئے تو انھیں بنی بدر کی مشاخ فزارہ کے
 کچھ لوگ ملے جنہوں نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو کچھ
 پاس تھا لے لیا۔

زید اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 آئے، اور آپ کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
 ان لوگوں کی طرف بھیجا، یہ لوگ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے، بنو بدر نے تاڑ لیا،
 زید اور ان کے ساتھی صبح کے وقت ان لوگوں
 کے پاس آئے، تکبیر کہی اور جو موجود تھے انھیں گھیر لیا، ام قرقہ کو جو
 فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھی اور اس کی بیٹی جا رہی بنت مالک بن
 حذیفہ بن بدر کو گرفتار کر لیا، جا رہی کو مسلمہ بن الاکوع نے گرفتار کیا،
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی۔

قیس بن امیہ نے ام قرقہ کی طرف قلعہ کیا جو بہت سن رسیدہ
 بوڑھی تھی، انھوں نے اس کو نہایت سختی سے قتل کیا، اس کے دونوں
 پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں سے باندھ دیا، اونٹوں کو تیز دڑایا
 جس سے اس کا جسم کٹ گیا، انھوں نے نعمان اور عبید اللہ کو بھی قتل
 کیا، یہ دونوں مسعود بن حکم بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے۔

زید بن حارثہ اپنی اسی حالت کے ساتھ مدینے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دروازہ کھٹکھٹایا، آپ کپڑے اتارے ہوئے تھے، اپنا کپڑا پھینچتے ہوئے
 ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے، انھیں گلے لگا لیا، بوسہ دیا اور ان سے
 حال دریافت کیا، اللہ نے انھیں جو فتح دی تھی اس کی آپ کو خبر دی۔

سرِ عبد اللہ بن عتیک بجانب ابی رافع

رمضان ۱۱ء میں بمقام خیبر ابو رافع سلام بن ابی الحقیق النضری کی طرف عبد اللہ بن عتیک بھیجے گئے۔

ابو رافع بن ابی الحقیق نے عطفان اور جو مشرکین عرب اُس کے گرد تھے انھیں جمع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا، آنحضرتؐ نے عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان کو ابو رافع کے قتل پر مامور فرمایا۔

یہ لوگ خیبر پہنچ کے پوشیدہ ہو گئے، جب سناٹا ہوا تو اُس کے مکان کی طرف آئے اور زمین پر چڑھ گئے، انھوں نے عبد اللہ بن عتیک کو آگے کیا، کیونکہ وہ یہودی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے، انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، اور کہا کہ میں ابو رافع کے پاس ہدیہ لایا ہوں، اُس کی عورت نے دروازہ کھول دیا، مگر جب ہتھیار دیکھے تو غل مچانے کا ارادہ کیا، اُن لوگوں نے تلوار سے اُس کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی، لو کسب اندر گھس پڑے، ابو رافع کو اُس کی اُس سفیدی سے پہچان لیا جو مثل قبلی کپڑے کے تھی، اور تلواروں سے اُس پر ٹوٹ پڑے۔

ابن انیس نے بیان کیا کہ میں ایسا شخص تھا جسے رتوندی تھی، کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا، میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر ٹکا دی، بستر پر خون بہنے کی آواز سنی تو سمجھ گیا کہ وہ قضا کر گیا، ساری جماعت اُسے مارنے لگی۔

وہ لوگ اتر آئے، اُس کی عورت چلائی تو سب گھروالے چلائے، یہ جماعت خیبر کے قلعے کے ایک نالے میں چھپ گئی، حادثہ ابو زینب

تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب کو بھلا، آگ کی روشنی میں تلاش شروع کی، مگر ان لوگوں کو نہیں پایا ناچا روایس ہو گئے، وہ جماعت اپنے مقام پر دو روز مقیم رہی، یہاں تک کہ تلاش کم ہو گئی، یہ لوگ مدینے کا رخ کر کے نکلے، ان میں سے ہر شخص اس کے قتل کا مدعی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ نے فرمایا، چہرے کامیاب ہوں، انھوں نے کہا، آپ کا چہرہ بھی کامیاب ہو یا رسول اللہ انھوں نے آپ کو اپنے واقعے کی خبر دی، آپ نے ان کی تلواریں لے لیں، دیکھا تو گھانے کا نشان عید اللہ بن انیس کی تلوار کی نوک پر تھا، آپ نے فرمایا، انھوں نے اسے قتل کیا ہے۔

سریر عبد اللہ بن رواحہ بجانب اسیر بن زارم

شوال ۶۳ھ میں بمقام خیبر اسیر بن زارم الیہودی کی جانب عبد اللہ بن رواحہ کا سریہ ہوا، جب ابو رافع سلام بن ابی الحقیق قتل کر دیا گیا تو ہودنے اسیر بن زارم کو اپنا امیر بنا لیا چنانچہ وہ بھی عطفان وغیرہم میں جا کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے جمع کرنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضرت نے ۶۷ ماہ رمضان میں خفیہ طور پر تین آدمیوں کے ہمراہ عبد اللہ بن رواحہ کو روانہ کیا، انھوں نے اس کا حال اور اس کی غفلت دریافت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، میں آدمیوں نے آپ کی ندا قبول کی، آپ نے ان پر عبد اللہ بن رواحہ کو امیر کر کے بھیجا، یہ لوگ اسیر کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ اس وقت تک امن میں ہیں جب تک ہم تیرے سامنے وہ بات پیش نہ کر دیں،

جس کے لیے ہم آئے ہیں، اُس نے کہا، ہاں، میرے لیے بھی تم لوگوں کی طرف سے اسی طرح ہے، انھوں نے کہا، ہاں۔

ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے، تو آپ کے پاس چل تاکہ آپ مجھے خیر کا عامل بنادیں، اور تیرے ساتھ احسان کریں، اُسے لایچ پیدا ہوا اور روانہ ہو گیا، ہمراہ میں یہودی بھی ہوئے جو ہر مسلمان کے ہم نشین ہوئے۔

جب ہم لوگ قرقرہ تیار پہنچے تو اُسیر و بھتیجا، عبد اللہ بن انیس نے جو اس سرے میں تھے بیان کیا کہ اُس نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا، میں سمجھ گیا اپنا اونٹ کنارے کر لیا اور کہا اے اللہ کے دشمن، خلاف عہد اُس نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا، میں اتر گیا اور قوم کو چلنے دیا یہاں تک کہ میرے لیے اُسیر تنہا رہ گیا، میں نے اُسے تلوار ماری اُس کی ران اور پندلی کا اکثر حصہ علیحدہ ہو گیا، وہ اپنے اونٹ پر سے گر پڑا، اُس کے ہاتھ میں شوحط کی (پہاڑی درخت ہے جس سے کمان بنتی ہے) ٹیڑھی موٹھ کی ایک لالھی تھی جس سے اُس نے مجھے مارا اور میرے سر کو زخمی کر دیا۔

ہم لوگ اُس کے ساتھیوں پر پلٹ پڑے، سب کو قتل کر دیا، سوکے ایک شخص کے جس نے ہم کو بہت ہی تھکا دیا اور وہ مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں ملا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ سے سب بات بیان کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

سریرہ کرز بن جابر الغہری بجانب العُزینین

شوال ۶۷ میں عُزینین کی جانب کرز بن جابر الغہری کا سریرہ ہے، قبیلہ عُزینہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے، انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو خراب پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انھیں اپنے اونٹوں کی طرف لیجائے گا حکم دیا جو ذی الجدر میں مدینے سے چھ میل پر قبار کے علاقے میں غیر کے قریب چرتے تھے۔

وہ لوگ وہاں رہے یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہو گئے، صبح کے وقت اونٹوں پر حملہ کیا اور ہنگالے گئے، اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیار نے، جن کے ہمراہ ایک جماعت تھی، پایا، سیار لڑے، اُن لوگوں نے اُن کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا، زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اُن کے لعاب میں بیس سواری روانہ کئے، اور کر بن جابر الفہرقی کو عامل بنایا، یہ لوگ انھیں پاگئے، گھیر کے گرفتار کر لیا، اور رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں پر ساتھ بٹھا لیا وہ انھیں مدینے لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغابہ میں تھے، وہ لوگ اُن کو لیکے آپ کی طرف روانہ ہوئے، آپ سے الزغابہ میں سیلابوں کے اجتماع کے مقام پر ملے آپ نے اُن کے متعلق حکم دیا تو اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ گئے، انھیں نکالی گئیں، پھر وہیں انھیں لٹکا دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی اُنما جراد الذین یحاربون اللہ ورسولہ ولسیون فی الارض الفساد اُن لوگوں کی جزا جو اللہ ورسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں وغیرہ وغیرہ)۔

اس کے بعد پھر کوئی آنکھ نہیں نکالی گئی، وہ اونٹیاں پندرہ تھیں جو بہت دودھ دینے والی تھیں، وہ انھیں مدینے واپس لے آئے تو اُن میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی، آپ نے دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ اُسے اُن لوگوں نے ذبح کر ڈالا۔

سریہ عمرو بن امیہ الضمری

ابوسفیان بن حرب نے قریش کے چند آدمیوں سے کہا کہ کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمد کو دھوکے سے قتل کر دے، کیونکہ وہ یا زاروں میں چلتے پھرتے ہیں، اعراب میں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ تیز، سب سے زیادہ مضبوط اور اپنے دل کو سب سے زیادہ مطمئن پاتا ہوں، تو اگر مجھے قوت دیدے تو میں اُن کی جانب روانہ ہو جاؤں، اور دھوکے سے قتل کر دوں، میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پر کی طرح ہے جس سے میں اُن پر حملہ کروں گا، پھر میں کسی قافلے میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اُس جماعت سے آگے بڑھ جاؤں گا، کیوں کہ میں راستے سے واقف ہوں اور اُسے خوب جانتا ہوں۔

ابوسفیان نے کہا تو ہمارا دوست ہے، اسے اونٹ اور خرچ دیا اور کہا اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا، وہ رات کو روانہ ہوا، اپنی سواری پر پانچ شب چلا، چھٹی صبح ظہر اسحرہ میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتا ہوا آیا، اتنا آپ بتا دیے گئے، اپنی سواری کو باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا، آپ سجد بنی عبدالعہل میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص بدعت کا ارادہ رکھتا ہے، وہ بڑھکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرے، اُسید بن الحنفیہ نے اُس کی تہمت کا اندر کا حصہ پکڑ کے کھینچا تو اتفاق سے خنجر ملا، وہ شخص گھبرا گیا، اور کہا میرا خون، میرا خون، اُسید نے اُس کا گریبان پکڑ کے زور سے جھنجھوڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ سے سچ کہہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا، پھر مجھے امن ہے، فرمایا، ہاں، اُس نے آپ کو

اسے کام کی خبر دی، اور اس کی بھی جو ابوسفیان نے اس کے لیے مقرر کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم دونوں اس کی غفلت کا موقع پانا تو قتل کر دینا، دونوں کے میں داخل ہوئے، عمرو بن امیہ رات کے وقت جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو انھیں معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھ لیا اور پہچان کے قریش کو خبر دیدی۔

قریش کو اُن سے اندیشہ ہوا اور انھوں نے اُن کی تلاشی لی، وہ جاہلیت میں بھی بڑے بہادر تھے، اُن لوگوں نے کہا کہ عمر کسی بھلائی کے لیے نہیں آئے، اہل مکہ نے اُن کے لیے اتفاق اور اجتماع کر لیا، عمرو اور سلمہ بھاگے عمر کو عبید اللہ بن مالک بن عبید اللہ الیمی ملا تو اس کو انھوں نے قتل کر دیا ایک اور شخص کو بھی قتل کر دیا جو بنی النضیر میں سے تھا اس کو انھوں نے یہ شعر گاتے اور کہتے سنا سہ

ولست بمسلم ما دعت حیا ولست ادين دين المسلمينا

میں جب تک زندہ ہوں مسلمان نہ ہوں گا، اور نہ میں مسلمانوں کا دین قبول کروں گا۔ انھیں قریش کے دو قاصد ملے جن کو انھوں نے خبر دریافت کرنے کو بھیجا تھا، اُن میں سے ایک کو انھوں نے قتل کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے، عمرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال بتا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔

غزوہ حدیبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ سالہ میں پیش آیا جب کہ آپ پھر کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ اس اجمال میں تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے اصحاب سے عمرہ کے لیے چلنے کو فرمایا، اُن لوگوں نے بہت جلدی کی اور طیار ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں گئے، غسل فرمایا، دوپٹے پہنے اور اپنی سواری القصو اور پر روانہ ہوئے۔

فلوع ہلال ذی القعدہ اور دو شنبے کا دن تھا، مدینے پر آپ نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے میاتوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہیں تھا، آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لے گئے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لے لئے، منہ زہر ذی الحلیفہ میں پڑھی۔

مخبر تے اُن اونٹوں کو منگایا جو ہمراہ لیے تھے، انھیں جھول پہنائی گئی، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی اُن کی داہنی جانب (کوہان میں) زخم برائے علامت قربانی کیے، اُن کے گلے میں ہار ڈالے، وہ سب رو بہ قبلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابو جہل کا وہ اونٹ بھی تھا جو آپ کو جنگ بدرِ غنیمت میں ملا تھا۔

آپ نے احرام باندھا اور تبلیہ کہا، عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور مخبر آگے روانہ کیا جن میں ہاجرین اور انصار دونوں تھے، آپ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے، کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے، سو اپندرہ سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے، آپ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی لے گئے۔ مشرکین کو خبر پہنچی تو اُن سب کی رائے آپ کو مسجد حرام سے روکنے پر متفق ہو گئی، انھوں نے بلذح میں لشکر جمع کیا، دو سو سواروں کو جن کا سردار خالد بن الولید یا بروایت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا، کراغ انیم نک آگے بھیجا، بئرین سفیان الخزاعی کے میں آئے، انھوں نے اُن کا کلام سنا اور اُن کی رائے معلوم کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپ سے عذیر الاشطاط میں ملے جو عسفان کے پیچھے تھا اور آپ کو اس کی خبر دی۔ خالد بن الولید مع اپنے لشکر کے قریب آ گیا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کو حکم دیا،

وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور اس کے مقابلے پر کھڑے ہو گئے، اپنے ساتھیوں کو بھی صفت بستہ کر دیا۔

نماز ظہر کا وقت آ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی، جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی العصل کی داہنی جانب کو اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مرالطهران اور خجنان میں ہیں، آپ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم مکہ کنارے تھے سے نو میل ہے۔

سواری کے دونوں آگے پانوں ایک دہاڑی راستے سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قنائے حاجت میں جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا، مسلمانوں نے کہا "قل حل" اس کلمے سے وہ اُسے جھٹک رہے تھے مگر اس نے اُسٹنے سے انکار کیا، لوگوں نے کہا القصور ک نکلی ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا، البتہ اُسے اُسی نے روک لیا جس نے (اصحاب فیل کے) ہاتھی کو روک دیا تھا، آگاہ رہو کہ بخدا اگر آج وہ لوگ مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمتہ اللہ کی تعظیم ہوگی تو میں وہ چیز انھیں ضرور دوں گا۔

آنحضرتؐ نے فصول کو جھٹکا تو وہ کھڑی ہو گئی، پھر اس طرح پھرے کہ وہ اپنی اسی طرف ہوئی جہاں سے (مکہ کی طرف جانا) شروع کیا تھا۔ اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقسیم تھا کچھ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنے نزدیک میں سے ایک شیر نکالا، حکم دیا کہ اسی گڑھے میں گاڑ دیا جائے شیریں پانی اُبلے لگا، لوگوں نے کنویں کی مینڈ پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لیے، حدیبیہ میں کسی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدیل بن ورقاء اور خزاعہ کے چند سوار آئے، انھوں نے آپ کو سلام کیا، اور عرض کی کہ ہم لوگ

آپ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں، کعب بن لؤئی اور عامر بن لؤئی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے اور اپنے فرمانبرداروں سے آپ کے مقابلے کے لیے روانہ ہونے کی خواہش کی ہے اُن کے ہمراہ اونٹ، بچے والے جانور، عورتیں اور بچے ہیں، انھوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اُس وقت تک آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک ان کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خونریزی کے لیے نہیں آئے، ہم تو صرف اس لیے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں جو ہیں روکے گا ہم اُس سے لڑیں گے۔

بدیل واپس ہوا، اُس نے قریش کو اس کی خبر دی، انھوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا، اُس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسی بدیل سے کی تھی، وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرتؐ کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپ کو بیت اللہ سے واپس کریں گے، آپ سال آئندہ آئیں اور کتے میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں، آپ کے پاس بکر بن حفص بن الازیف آیا، آپ نے اُس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اُس کے دونوں ساتھیوں سے کی تھی، وہ بھی قریش کے پاس واپس آگیا اور انھیں خبر دی۔

انھوں نے انھیں بن علفہ کو بھیجا جو اُس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا، جب اُس نے ہدیٰ قربانی کے جانور کو دیکھا کہ اُس پر ہار ہیں جنھوں نے بہت زمانے تک رُکے رہنے کی وجہ سے اُس کے بالوں کو کھالیا ہے تو جو کچھ اُس نے دیکھا اُسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا، اُس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمھیں آپ کے اور جس کام کے لیے آپ آئے ہیں اُس کے درمیان راستہ ضرور ضرور کھولنا پڑے گا، ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا، انھوں نے کہا میں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لیے کسی ایسے شخص کو

اختیار کر لیں جس سے ہم راضی ہوں۔
 سب سے پہلے شخص جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی
 جانب بھیجا خراش بن امیتہ الفلجی ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کو آپ کی تشریف آوری
 کی غرض سے اطلاع دیں، ان کو لوگوں سے روک لیا اور قتل کا ارادہ
 کیا، مگر ان کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے انہوں نے ان کو بچا لیا۔

پھر آپ نے عثمان بن عفان کو روانہ کیا، ان سے فرمایا کہ تم قریش
 کے پاس جاؤ، انہیں یہ اطلاع دو کہ ہم کسی کی خونریزی کے لیے نہیں آئے ہیں،
 ہم تو صرف اس بیت اللہ کی زیارت کے لیے، اس کی حرمت کی تعلیم کے لیے
 آئے ہیں، ہمارے ہمراہ ہدی (قربانی کا جانور) بھی ہے جسے ہم فوج کریں گے
 اور واپس ہوں گے۔

وہ ان کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یہ سبھی نہ ہوگا
 اور نہ وہ اس سال ہمارے شہر میں داخل ہونے پائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عثمان قتل کر دیے گئے،
 یہی وہ امر تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بیعتہ الرضوان
 کی دعوت دی، آپ نے ان سے درخت کے نیچے بیعت لی، عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے
 بھی بیعت لی، آپ نے اپنا بایاں ہاتھ دابنے ہاتھ پر عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے
 مارا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی حاجت اور اس کے رسول کی حاجت میں گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان قاصد آنے
 جانے لگے، سب نے آشتی و صلح پر اتفاق کیا، قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنے
 چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا، اس نے آپ سے اس پر صلح کی اور انہوں نے پس میں
 (صلح نامہ) لکھ لیا۔

یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس پر محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی
 دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دیئے کا عہد کیا۔ کہ لوگ امن سے رہیں اور
 ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں، اس طور پر کہ نہ خفیہ چوری ہو، نہ خیانت ہو،
 یہ معاہدہ ہمارے درمیان (بندش فتمہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا

حکم رکھتا ہے ہمارے درمیان فتنہ ایک صندوق کے ہے، جو چاہے کہ محمدؐ کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا، جو شخص یہ پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ بھی ایسا کر سکے گا، ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا تو وہ اسے اس کے ولی کے پاس واپس کر دیں گے، اصحاب محمدؐ سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے اس سال محمدؐ اپنے اصحاب کو ہمارے پاس سے واپس لے جائیں گے اور سال آئندہ وہ ہمارے پاس مع اپنے اصحاب کے اس طرح آکر مکے میں تین دن قیام کریں گے، کہ ہمارے یہاں سوائے ان ہتھیاروں کے کوئی ہتھیارے کے داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں اور وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے میان میں ہوتی ہیں، ابو بکرؓ، ابنی قحافہ اور عمرؓ بن الخطاب اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عثمانؓ بن عفان اور ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ اور حو لیث بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف اس کے گواہ ہوئے۔

اس عہد نامے کا عنوان علیؓ نے لکھا تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور اس کی نقل سہیل بن عمروؓ کے پاس رہی، ابو جندل بن سہیل بن عمروؓ کے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، وہ مقید تھا اور مشکل سے چلتا تھا، سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس سے متعلق میں آپ سے صلح کی بنا پر مطالبہ کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا اے ابو جندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح مکمل ہو گئی اس لیے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشائش کی سبیل پیدا کر دے۔

خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں، بنو بکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم قریش کے ساتھ انھیں کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اس کے ساتھی چلے گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، آپ کا سر خراش بن امیہ الکعبی نے مونڈا، اصحاب نے بھی قربانی کی اور ان میں سے اکثر کا سر مونڈا گیا اور دوسروں کے بال کتروائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مونڈے فرمایا کہ ”اللہ سر مونڈا نیوالوں پر رحم کرے“ کہا گیا ”یا رسول اللہ اور بال کتروائے والوں پر“ تو آپ نے فرمایا بال کتروائے والوں پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس روز سے زائد الجذبیہ میں مقیم رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز، پھر واپس ہوئے، جب آپ ضیخان میں تھے تو آپ پر ”انا فتحا لک فتحا مبینا“ نازل کی گئی، جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہوا اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارکباد دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ الجذبیہ کے دن چودہ سو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے جو بیعت الرضوان میں موجود تھے کہ ہم لوگ اُس روز تیرہ سو گئے اور اُس روز اسلام کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے، لوگوں کو پیاس لافتن ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا، آپ نے اُس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا، پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے وہ حشمتے ہیں، ہم نے پیا، اور وہ ہمیں کافی ہو گیا، راوی نے پوچھا، آپ لوگ کتنے تھے، انھوں نے کہا اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ ضرور ہمیں کافی ہو جاتا، ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

ایاس بن سلمہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ الجذبیہ میں آئے، ہم لوگ چودہ سو تھے، حدیبیہ کے حوض پر پیاس بکریاں تھیں جو اُس سے سیراب ہوتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر بیٹھ گئے، پھر یا تو آپ نے دعا فرمائی اور یا لعاب دہن ڈالا پانی اُبلنے لگا، ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی لے لیا۔

طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گذرا جو نماز پڑھ رہی تھی، میں نے کہا یہ مسجد کیسی ہے، انھوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان لی تھی، میں سعید المسیب کے پاس آیا اور انھیں خبر دی، انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ جب ہم سال آئندہ ٹکلی تو اُسے بھول گئے، پھر ہم اس پر قادر نہ ہو سکے۔ سعید نے کہا کہ اگر اصحاب محمد اُسے نہیں جانتے تھے اور تمہیں نے اُسے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

طارق بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں سعد بن المسیب کے پاس تھا، لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ ہنسنے پھر کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اُس سال ان کے ہمراہ تھے، اور وہ اُس (درخت) کے پاس حاضر ہوئے تھے، مگر سب لوگ دوسرے ہی سال اُسے بھول گئے۔ عبد اللہ بن معقل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، میرے والد آپ کے سر سے اُس کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھے۔

معقل بن سیار سے مروی ہے کہ السدیبیہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ لوگوں کو بیعت کر رہے تھے، میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا، آپ نے اُن سے اس امر کی بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے، اُن سے موت پر بیعت نہیں لی، ہم نے معقل سے پوچھا کہ اُس روز تم لوگ کتنے تھے تو انھوں نے کہا کہ چودہ سو۔

معقل بن سیار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احدیبیہ کے سال درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا،

آپ نے اُس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے، راوی نے پوچھا کہ آپ لوگ کتنے تھے، تو انھوں نے کہا ایک ہزار چار سو۔

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اُس درخت کے پاس آیا کرتے تھے، جس کا نام شجرۃ الرضوان ہے، اُس کچر پاس نماز پڑھتے تھے، یہ خبر عمر بن الخطاب کو پہنچی تو انھوں نے اس بارے میں انھیں ڈانٹا، اور حکم دیا تو وہ کاٹ ڈالا گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی وہ ابوسنان الاسدی تھے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمر سے بیان کیا، تو انھوں نے کہا یہ نسیان ہے، ابوسنان الاسدی تو السدیہ کے قبل بنی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے، جنھوں نے السدیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے۔

دہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کہ مسلمان یوم السدیہ میں کتنے تھے، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ چودہ سو تھے، ہم نے آپ سے درخت کے نیچے جو خار دار بلند ریگستانی (دبول کا) درخت تھا بیعت کی، اپنے ہاتھ سے اسے پکڑے ہوئے تھے، سو اے جابر بن قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہ انھوں نے کیوں کر آپ سے بیعت کی تو انھوں نے کہا ہم نے آپ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ کریں گے، ہم نے آپ سے موت پر بیعت نہیں کی، میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمی السلفہ میں بیعت لی تو انھوں نے کہا کہ نہیں، وہاں نماز پڑھی، اور سو اے درخت السدیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے السدیہ کے حوض پر دعا فرمائی، سب نے ستر اونٹ کی قربانی کی، جو ہر سیرت آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے امّ بشار نے خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حنظلہ کے پاس کہتے سنا کہ انشاء اللہ درخت والے لوگ جنھوں نے اس کے

نیچے بیعت کی ہے آگ میں داخل نہ ہوں گے۔" حصصہ نے کہا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے انھیں جھڑکا، تو حصصہ نے کہا "اِنَّ مَنكُم لادار دھاکا نعلی ربك حتما مقضیا" "تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اُس آگ میں داخل نہ ہو، یہ آپ کے پروردگار پر ایسا واجب ہے جو پورا کیا جائے گا،" بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ثم ننجی الذین اتقوا و نذرنا الظالمین فیہا جتیا" "پھر ہم اُن لوگوں کو نجات دیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور ظالموں کو اُس میں پینچوں کے بل چھوڑ دیں گے۔"

ہر ابن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الاحد بیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی۔
(۱) مشرکین میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے گا وہ اُن کے پاس واپس کیا جائے گا۔

(۲) مسلمانوں میں سے جو اُن کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

(۳) آپ کے میں سال آئندہ داخل ہوں گے اور تین دن قیام کریں گے سوائے ضروری ہتھیاروں کے جیسے تلوار اور کمان اور اسی کے مثل اور کوئی ہتھیار نہ لائیں گے، ابو جندل آیا جو اپنی بیڑیوں میں مقید تھا، آپ نے اسے اُن کے پاس واپس کر دیا۔

مکرّمہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صلح نامہ لکھا، جو آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان یوم الاحد بیہ میں ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھو، اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ کو تو ہم سچا مانتے ہیں، مگر الرحمن الرحیم کو ہم نہیں جانتے، انھوں نے ہاسک اللہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامے کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمہارے حقوق ہم پر ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے ایسی صلح کی اور وہ فتنے انھیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر

بنادیتے اور وہ وہی کرتا جو نبی اللہ نے کیا تو میں اس کی سماعت کرتا نہ اطاعت کرتا، وہ بات جو آپ نے ان کے لیے کر دی یہ تھی کہ جو کوئی کفار میں سے مسلمانوں میں ملے گا تو مسلمان اسے واپس کر دیں گے اور جو کوئی مسلمان کفار سے ملے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

برابر بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی مکہ کے اندر سوائے ان ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چوڑے کے میان میں ہوتے ہیں۔

برابر بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے، راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار ہوتی ہے اور کمان۔

قتادہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا، مشرکین نے اس روز اس فیصلے پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ سال آئندہ اسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں انھوں نے (مشرکین نے) ان کو روکا ہے، اللہ تعالیٰ نے بجائے اس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے، اسی کو شہر حرام بنادیا جس میں وہ عمرہ کریں، اس کا کلام یہ ہے الشہر المحرام بالشہر المحرام والمحرمات قصاص دماہ محترم کا احترام ماہ محترم کے احترام کے عوض میں ہے اور احترام میں اول بدلہ ہے، یعنی اگر کوئی تم سے ماہ محترم میں جنگ کرے تو تم بھی اس سے جنگ کرو کیوں کہ جب اس نے ماہ محترم کا خیال نہ کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد ہوا کہ آپ ہمارے یہاں ہتھیار لے کے نہ آئیں گے، انہ مکے میں تین رات سے

زائد قیام کریں گے، جو شخص ہم میں سے تمہارے پاس جائے گا اُسے تمہارے پاس واپس کر دو گے اور جو تم میں سے ہمارے پاس آئے گا اُسے ہم تمہارے پاس واپس نہ کریں گے۔
 جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ۔
 محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اس روز ہم لوگ چودہ سو تھے، اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم نے سو اونٹوں کی قربانی کی، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے، ہمارے ساتھ ہتھیار، پیادہ اور سوار تھے، آپ کے اونٹوں میں ابی جہل کا اونٹ بھی تھا، آپ حدیبیہ میں اترے، قریش نے اس مات پر صلح کی کہ اس قربانی کا مقام وہی ہے جہاں ہم نے آپ کو روکا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔
 جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات سات کی طرف سے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تمھاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے دن منتر
اونٹ کی قربانی کی، ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔
قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
احمد بیہ کے روزِ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند
آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے بال کتروائے ہیں فرمایا اللہ سر منڈانے
والوں کی مغفرت کرے "لوگوں نے کہا "یا رسول اللہ بال کتروائے والوں کی؟
آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا، انھوں نے آپ کو برابر یہی جواب دیا، پھر آپ نے
چوتھی مرتبہ فرمایا "اور بال کتروائے والوں کی۔"

ابوسعید الخدري سے مروی ہے کہ محمد بیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوائے عثمان بن عفان اور ابوقتادہ الانصاری کے اپنے اصحاب کو
دیکھا کہ انھوں نے اپنا سر مونڈا یا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سر مونڈنے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی اور کتروائے
والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہتے سنا کہ "اے اللہ سر مونڈانے والوں کی مغفرت فرما تو ایک شخص نے
کہا "اور بال کتروائے والوں کی؟ تو آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا
"اور بال کتروائے والوں کی" میں بھی اس روز سر مونڈا ائے ہوئے تھا،
مجھے جو مسرت اس سے ہوئی وہ نہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی
قدر سے ہوئی۔

محمد بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے،
حدیبیہ میں سر مونڈایا، اور قربانی کی تو اللہ نے ایک تیز ہوائی جی جان کے
بالوں کو اڑائے گئی، اس نے انھیں حرم میں ڈال دیا۔
مجاہد سے مروی ہے کہ "انا فتحنا لک فتحا مبینا حدیبیہ کے

سال نازل ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "اُنا فتحنا لک فتحاً مبیناً" (ہم نے آپ کو اے محمد کھلی ہوئی فتح دی)، "اُنا فصرنا لک قصاراً مبیناً" (ہم نے آپ کے لیے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ قربانی کی اور اپنا سر منڈایا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی "اُما فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشوں سے معاف کر دے)۔ شعبی سے مروی ہے کہ ہجرتِ حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی جس حدیبیہ بھی فتح ہی ہے۔

مجمع بن جاریہ سے مروی ہے کہ میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگا رہے ہیں، بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انھیں کیا ہوا ہے (جو بھاگ رہے ہیں) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی ہے، اس پر وہ بھی لوگوں کے ہمراہ بھگانے لگے، یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کراع الغمیم کے پاس کھڑا ہوا پایا، جب آپ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے جنہیں آپ چاہتے تھے، تو آپ نے انھیں پڑھ کر سنایا "اُنا فتحنا لک فتحاً مبیناً" صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ، کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک یہ فتح ہے۔ پھر خبیر حدیبیہ پر اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا، لشکرِ بندرہ سو تھا، جن میں تین سو سوار تھے، ہم ہموار کے دو حصے تھے۔ برائے کہا کہ جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ بیعتہ الرضوان کو کہتے ہیں (کیونکہ یہی باعث فتح مکہ ہے)۔

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی تو ان میں سے کسی نے بھی اس درخت کو نہ پہچانا، اس میں انھوں نے اختلاف کیا، ابن عمرؓ نے کہا کہ وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابوالملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حبشہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی ٹھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلے بھی تر نہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندادی کہ اپنے کجاوہوں میں نماز پڑھو۔

غزوہ خیبر

جمادی الاولیٰ ۶۲۷ء میں غزوہ خیبر ہوا، خیبر مدینے سے آٹھ ہزار میل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غزوہ خیبر کے لیے طیار ہونے کا حکم دیا، آپ ان کو جمع کرنے لگے جو آپ کے پاس تھے اور جہاد کیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ ”ہمارے ہمراہ سوائے اس کے کوئی نہ جائے جسے جہاد کا شوق ہو“

یہو دجو مدینے میں باقی رہ گئے تھے ان پر بہت شاق ہوا اور وہ چلے گئے، آپ نے مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا، آپ ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہؓ کو لے گئے، جب خیبر کے قریب پہنچے تو رات کو دشمنوں نے جنبش نہ کی اور نہ ان کے مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا، ان کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ دل پر نشانِ خاطر پراگندہ، انھوں نے اپنے قلعے کھول دیے اور اپنے کام پر روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ بھاؤڑے، صحرا حیاں اور ٹوکریاں تھیں۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا ”محمدؐ اور غمیس“ غمیس سے ان کی مراد لشکر تھی وہ پشت پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف

بھائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے ”اللہ اکبر، خیر برہاد گیا“ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح خراب ہوتی ہے جنہیں ڈرایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت کی اور ان میں (رایت) بڑے جھنڈے تقسیم کیے، سو اے جنگ خیر کے اور کبھی بڑے جھنڈے نہیں تھے۔ صرف (لواء) چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا (رایت) سیاہ تھا جو عایشہؓ کی چادر کا تھا، اس کا نام ”العقاب“ تھا، آپ کا (لواء) جھنڈا سفید تھا جو علیؓ بن ابی طالب کو دیا، ایک (رایت) بڑا جھنڈا حباب بن المنذر کو دیا، ایک رایت سعد بن عبادہ کو دیا، مسلمانوں کا شمار (دشمنان جنگ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسلامی فوج کا فرد ہے) ”بامصور امت“ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے اور انھوں نے آپ سے شدید جنگ کی، آپ کے اصحاب میں سے چند شہید ہوئے، دشمنوں کی بہت بڑی جماعت تہ تیغ ہوئی آپ نے خیر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کیا، وہ ساز و سامان والے متعدد قلعے تھے جن میں سے ایک النظاۃ تھا، ایک قلعہ الصعب بن معاذ، ایک قلعہ ناعم اور ایک قلعہ الزبیر تھا، ایک حصہ اور تھا جس میں قلعے تھے ان میں سے ایک قلعہ ابی ایک قلعہ الزرار تھا، اس کے علاوہ لشکروں کے قلعے القموص، الوطیح اور سلالم تھے یہ ابو الحقیق کے بیٹوں کے قلعے تھے۔

آپ نے ابو الحقیق کے خاندان کا وہ خزانہ لے لیا جو اونٹ کی کھال میں تھا، انھوں نے اس کو ایک ویران مقام میں پوشیدہ کر دیا تھا، مگر اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس کا راستہ بتا دیا، اور آپ نے اسے کھال لیا، ترانوے یہودی مارے گئے جن میں السحارث، ابو زینب، مرحب، السیر، یاسر، اور عامر کغانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی بھی تھا، ہم نے ان لوگوں کا ذکر اور نام ان کی سرداری کی وجہ سے لیا۔

خیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ربیعہ بن اکثم،

ثقف بن عمرو بن سمیط، رفاعہ بن مسروح، عبد اللہ بن امیہ بن وہب جو
 بنی اسد بن عبد العزی کے حلیف تھے، محمود بن مسلمہ، ابو خبیث بن النعمان
 جو اہل بدر میں سے تھے، الحارث بن حاطب جو اہل بدر میں سے تھے، عدی بن
 مرہ بن سراقہ، اوس بن حبیب، انیس بن دائل، مستو بن سعد بن قیس،
 بشر بن البراء بن معرور جو زہریلی بکری سے مرے، فضیل بن النعمان، عامر بن
 الاکوع جنہوں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا، وہ اور محمود بن مسلمہ خیمہ کے الرجیع
 کے ایک ہی غار میں دفن کیے گئے، عمارۃ بن عقبہ بن عباد بن لیل، یسار جو جشی
 غلام تھے، اور قبیلہ اشجع کے ایک شخص۔

یہ سب پندرہ آدمی ہوئے (جو میدان جنگ میں شہید ہوئے) و آدمی
 بشر بن البراء بن معرور زہریلی بکری کے گوشت سے اور عامر بن الاکوع
 اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے، اس طرح کل سترہ آدمی ہوئے۔
 اسی غزوے میں دینب بنت الحارث زوجہ سلام بن مشکم نے
 اس طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا کہ آپ کو اس نے ایک
 زہریلی بکری ہدیہ دی، اسے آپ نے اور آپ کے اصحاب میں سے چند
 آدمیوں نے کھایا، جن میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے، وہ اس سے
 مر گئے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (عورت) کو
 قتل کر دیا، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

آپ نے غنائم کے متعلق حکم دیا، وہ جمع کی گئیں، ان پر
 فردہ بن عمرو البیاضی کو عامل بنایا، پھر ان کے متعلق حکم دیا تو وہ پانچ
 حصوں پر تقسیم کی گئیں، ایک حصہ پر لکھا گیا کہ اللہ کے لیے، بقیہ حصے
 نامعلوم رہے، اس سے پہلے جو حصہ نکلا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو
 پانچوں حصوں میں سے منتخب نہیں کیا گیا تھا۔ پھر آپ نے پانچوں حصوں میں سے
 بقیہ چار کے متعلق جو زیادہ دے اس کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا،
 فردہ نے انھیں فروخت کیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔
 وہ شخص جو لوگوں کے شمار کرنے پر مامور تھے زید بن ثابت تھے،

انھوں نے کل تعداد چودہ سو اور گھوڑے دو سو شمار کئے، سب حصے اٹھا رہے تھے ہر سو کے لیے ایک حصہ، گھوڑوں کے لیے چار سو حصے، وہ جس جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اس میں سے ہتھبھارا اور کپڑے جیسا اللہ آپ کے دل میں ڈالتا تھا آپ نے بہت سے اس میں سے آپ نے اپنے اہل بیت (ہو یوں) کو عبدالمطلب کے خاندان کے آدمیوں کو، عورتوں، یتیموں اور سائلوں کو دیا، (مقام) الکبتیہ سے آپ نے اپنی ازواج اور اولاد عبدالمطلب وغیرہم کو غلہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ ہی میں تھے کہ قبیلہ دوس کے لوگ آئے جن میں ابو ہریرہ بھی تھے، طفیل بن عمرو آئے اور اشعری لوگ بھی آئے، وہ سب وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ان کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ ان کو بھی غنیمت میں شریک کر لیں، انھوں نے کر لیا۔

خیمہ فتح ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب اور اسفینتین والے نجاشی کے پاس سے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُیری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں سے کس سے زائد خوشی ہوئی، آمد جعفر یا فتح خیمہ سے؟

ان لوگوں میں جنھیں خیمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کیا صفیہ بنت حبیب بھی تھیں، آپ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔
حجاج بن علاط الشلمی کچے میں قریش کے پاس آئے، انھیں یہ خبر دی کہ محمد کو یہود نے قید کر لیا، ان کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور قتل کر دیے گئے، یہود، محمد اور ان کے اصحاب کو تمھارے پاس لا رہے ہیں، اس بہانے سے حجاج نے اپنا قرض وصول کیا اور فوراً روانہ ہو گئے، راستے میں عباس بن عبدالمطلب ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح خبر بتادی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اسے پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ حجاج چلے جائیں، عباس نے یہی کیا، جب حجاج چلے گئے تو عباس نے اس کا اعلان کر دیا، مسرت ظاہر کی، اور ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کا نام ابو زبیبہ تھا۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ۱۸۔ رمضان کو خیبر کی جانب نکلے، ایک گروہ نے روزہ رکھا اور دوسروں نے افطار کیا (روزہ نہیں رکھا)، نہ تو روزہ دار کی اس کے روزے پر برائی کی گئی اور نہ افطار کرنے والے کی اس کے افطار پر۔

انس سے مروی ہے کہ ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے، جب ہمیں صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو آپ سوار ہو گئے، ہمراہ مسلمان بھی سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے، اہل خیبر کو جب صبح ہوئی تو وہ اپنے پھاؤڑے اور ٹوکریاں لیکے نکلے، جیسا کہ وہ اپنی زمینوں میں نکلا کرتے تھے۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا ”محمد، واللہ، محمد اور لشکر“ اور بھاگ کر اپنے شہر میں واپس گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا، ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے جاتے ہیں ان کی صبح خراب ہوتی ہے“ انس نے کہا کہ میں (اونٹ پر) ابو طلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے مس کر رہا تھا۔ ابو طلحہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں صبح کی تو یہود نے اپنے پھاؤڑے لیے، وہ اپنے کھیتوں اور زمینوں کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ لشکر کو دیکھا تو وہ پس پشت لوٹے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے سامنے اترے تو خیبر والے گھبرائے، انھوں نے کہا کہ محمد اور یرب والے آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا ”ہم جس بھی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی

صبح خراب ہوتی ہے۔“

انس سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابو طلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے لگ رہا تھا، ہم لوگ یہود کے پاس اس وقت آئے جب آفتاب طلوع ہو گیا تھا، وہ مع اپنے مواشی، پھاؤڑے، کدال اور کھارڈیوں کے نکلے، انہوں نے کہا محمد اور لشکر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بڑی ہوتی ہے، اللہ نے ان کو ہزیمت دی۔“

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی، اور ان لوگوں پر حملہ کیا، پھر فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے، آپ ان پر گھس پڑے، وہ نکل کر گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے اور کہتے تھے محمد اور لشکر، محمد اور لشکر لڑنے والے قتل کر دیے گئے اور بچے گرفتار ہو گئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت خیبر پہنچے، آپ نے ان سے جنگ کی اور انہیں اپنے محل میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، ان کی زمین اور کھجور کے باغوں پر آپ قابض ہو گئے، آپ نے ان سے اس پر صلح کی کہ وہ قتل نہیں کئے جائیں گے، وہ مال ان کا ہوگا جو ان کے اونٹ اٹھالیں گے، سونا چاندی اور مہنچار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا کہ آپ سے کوئی شے نہ چھپائیں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے لیے نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ عہد۔

جب آپ نے وہ مال یا لیا جو انہوں نے اونٹ کی کھال میں چھپایا تھا تو غور سے اس کو گرفتار کر لیا، زمین اور باغ پر قابض ہو گئے اور انہیں لگان پر دے دیا، ابن رواحہ اس زمین و باغ کا

اُن کے سامنے اندازہ کرتے تھے اور اُن کے حصے پر قبضہ کرتے تھے۔
 صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خبیر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 خبیر کے روز فرمایا کہ ”میں جھنڈا (رایت) ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کو
 دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اُسے دوست رکھتے ہیں اور اسی پر
 فتح ہوگی“ عمرؓ نے کہا کہ اُس روز سے پہلے میں نے امارت کبھی پسند نہیں کی،
 میں اس امید پر کھڑا ہوتا تھا اور دیکھتا تھا کہ آپ وہ جھنڈا مجھے دیں گے
 جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے علیؓ کو بلایا اور وہ جھنڈا انھیں دیا
 اور فرمایا کہ لڑو، اور اُس وقت تک نہ یلیو جب تک کہ اللہ تعالیٰ
 تم پر فتح نہ کر دے“ وہ نزدیک تک گئے، پھر بیکار کر پوچھا کہ یا رسول اللہ
 میں کب تک لڑتا رہوں، آپ نے فرمایا ”جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ
 اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، جب وہ
 ایسا کریں تو انھوں نے اپنے خون اور مال سوائے اُس کے حق کے
 مجھ سے محفوظ کر لیے اور اُن کا حساب اللہ پر ہے“

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ خبیر کے روز میرے چچا نے
 مرحب یہودی سے لڑنے کا مطالبہ کیا تو مرحب نے یہ رجز کہا کہ
 قد علمت حصوانی مرحب ساکی السلاح بطلٌ مُحَرَّبٌ اذ الحرد اقبلت تلحعب
 خبیر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، جو زبردست ہتھیار جلانے والا بہادر
 اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ سامنے آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔

میرے چچا عامر نے (یہ رجز) کہا ہے
 قد علمت خبیرانی عامر شاکی السلاح بطلٌ مفاخر

خبیر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عامر ہوں، زبردست ہتھیار جلانے والا
 بہادر اور موت سے بے پروا ہونے کے قتال کرنے والا ہوں، دونوں قسمی تلواریں
 اپنے گلے، مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال ہیں جا پڑی، عامر اس سے نیچے

ہو گئے تو وہ تلوار اُن کی پنڈلی پر پلٹ پڑی اور اُس نے اُن کی دگ ساہ دی
اسی میں اُن کی جان گئی۔

سلمہ بن الاکوع نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے کچھ لوگوں سے ملا تو انھوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار گیا،
انھوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، یہ سن کر میں رونہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل بے کار گیا؟
آپ نے فرمایا، یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا غلط کہا
اُن کے لیے تو دو ہزار ثواب ہے، کیونکہ جب وہ خیبر کی جانب روانہ
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیہا درمی سمے اشعار
سے جوش دلانے لگے، اور انھیں میں بھی ہیں جو اونٹوں کو بہکا رہے ہیں۔
عامر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

”تَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا ہُنْتُ ہٰذَا وَمَا تَقَدَّسْنَا وَمَا صَلَیْنَا“

بجدا اگر خدا نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے۔ نہ خیرات کرتے نہ مال پڑھتے۔
ان الذین کفروا علیہا
جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا۔ انھوں نے جب فتنے کا ارادہ کیا تو
ہم نے انکار کیا۔

وہی من فسلک استغنینا ففتت لاقداہران لاقینا وانزل سکینۃ علینا
اے اللہ! ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں۔ اس لیے جب ہم مقابلہ کریں تو
ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور ہم پر سکون و اطمینان نازل فرما۔

جب عامر یہ اشعار پڑھ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ کون ہے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ عامر آپ نے فرمایا،
اے عامر اللہ تمہاری مغفرت کرے۔

راوی نے کہا کہ آپ نے جب کبھی کسی انسان کے لیے اُس کی
تخصیص کے ساتھ دعا کی تو وہ ضرور شہید ہو گیا جب

عمر بن الخطاب نے یہ واقعہ سنا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیں آپ نے عامر سے کیوں نہ فائدہ اٹھانے دیا جو وہ آگے بڑھ کے شہید ہو گئے۔
 سلمہ نے کہا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں آج جھنڈا (رایت) اس شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتا ہے، انہوں نے کہا کہ میں انہیں کیسے پہنچ کر لایا، ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دھن ڈالا، انہیں جھنڈا (رایت) دے دیا، مرحب اپنی تلوار چلاتا ہوا نکلا اور اس نے (یہ رجز) پڑھا۔

قد علمت خیبرانی مرحب شاک السلاح بطل محرب اذا المحر دبا قبلت تلھب
 خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ پیش آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔
 علی صلوات اللہ علیہ ویرکاتہ نے کہا۔

اذا الذی سمعی احمی حیدرہ کلثیث عابان کو یہ المنظرہ اکبلھم بالصاع کل السندره
 میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا، مثل جنگلوں کے شیروں کے ہیبتناک ہوں، جن کو میں السندرہ کہہ جانے سے تو لتا ہوں۔
 (السندرہ وہ لکڑی جس سے کمان بنتی ہے)۔

انہوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر پر غالب آگئے تو آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں کہ نہ ان کے پاس سونا ہو نہ چاندی۔
 بارگاہ نبویؐ میں کننا نہ اور الریح کو لایا گیا، کننا نہ صغیہ کا شوق ہر تھا اور الریح اس کا علم زاد بھائی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو عاریتہ

دیا کرتے تھے، انھوں نے کہا ہم لوگ بھاگے، اس طرح کہ ایک زمین ہیں رکھتی تھی اور دوسری اٹھاتی تھی، اور ہم نے ہر چیز صرف کر دی۔

آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپائی اور مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو تمہارے خون اور اہل و عیال میرے لیے حلال ہو جائیں گے، دونوں اس پر راضی ہو گئے۔

آپ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ تم فلاں فلاں خشک زمین کی طرف جاؤ، پھر کھجور کے باغ میں آؤ، اپنے داسے یا بایں ایک بلند کھجور کا درخت دیکھو گے، اس میں جو کچھ ہو میرے پاس لے آؤ، وہ انصاری گئے، اور برتن اور مال لے آئے، آپ نے ان دونوں کی گردن مار دی، اور اہل و عیال کو گرفتار کر لیا، آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو صفیہ کو لے آیا، اس نے انھیں ان دونوں کے قتل کا یہ پر گھڑا، اس شخص سے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا، عرض کی، یا رسول اللہ! میں نے چاہا کہ صفیہ کو غصہ دلاؤں آپ نے صفیہ کو بلال اور ایک انصاری کے سپرد کر دیا، وہ ان کے پاس رہیں۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لوگوں کو بھوک کی تکلیف ہوئی تو انھوں نے گدھے پکڑ کے ذبح کیے اور ہانڈیاں بھر لیں، اس کی خبر نبی اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آنحضرت نے حکم دیا کہ ہانڈیاں انٹ دی جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری گدھے بچھڑا دیے اور پیچھے سے پھاڑ کر کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا، مردار پرندہ ٹوٹا اور اچکے ہوئے مال کو بھی حرام کر دیا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع کیا، البتہ گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ایک آنے والا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے
گدھے کھائے، ایک اور آنے والا آپ کے پاس آیا اور کہا،
یا رسول اللہ میں نے گدھوں کو فنا کر دیا، آپ نے ابو طلحہ کو ندادینے کا
حکم دیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتا ہے
کیوں کہ وہ نجس ہے، تمام ہانڈیاں اوندھا دی گئیں۔

ہر ابن مال بن عازب سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمیں گدھے ملے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندادی کہ ہانڈیاں
اوندھا دو۔

ابو سلیمان سے جو بدری تھے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمارے پاس
گدھے کے گوشت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آئی،
ہم لوگ بھوکے تھے پھر بھی ہانڈیاں اوندھا دیں۔

بشیر بن ہبیر سے مروی ہے کہ جب اللہ نے خیبر کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح کر دیا تو آپ نے اُسے چھتیس حصوں پر
تقسیم کیا، کہ ہر حصے میں سو سو حصے تھے، ان حصوں کا نصف اپنے ملکی حوارج
اور ان ضروریات کے لیے جو آپ کو پیش آتی تھیں مخصوص کر دیا، دوسرے
نصف کو چھوڑ دیا، اُسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
جسہ اسی نصف میں تھا کہ اسی میں قلعہ لظاہ اور اس کے مشمولات تھے اس کو نبی
آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، جیسے آپ وقف کیا وہ قلعہ الوطیمہ القتبہ
سلام اور اس کے محتویات تھے۔

جب تمام مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے قبضے میں آگیا،
اور آپ نے مسلمانوں میں کاشت کرنے والوں کی قلت ملاحظہ فرمائی تو
زمین ہجو کو دے دی کہ وہاں ہجو کو دے دیا اور اسے نصف پر کام کریں۔

وہ لوگ برابر اسی طریقے پر رہے یہاں تک کہ عمر بن الخطاب علیہ السلام ہوئے
اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کام کرنے والوں کی کثرت ہو گئی اور وہ اصول کاشت
سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو عمر نے ہجو کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا

اور تمام اہلک مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو آپ نے اسے صلح سے لیا، اور چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، اٹھارہ حصے اپنے واسطے مخصوص کر لیے اور اٹھارہ حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیے سوا سب سوار ہر گاہ تھے آپ نے ایک گھوڑے کے دو حصے لگائے۔

مکحول سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے تین حصے لگائے، ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے۔

ابن الحکم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں میں نے اپنے آقا کے ہمراہ جہاد کیا اور فتح کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا، میں نے آپ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا حصہ بھی لگائیں، آپ نے مجھے ردی سامان میں سے کچھ دے دیا اور حصہ نہیں لگایا۔

ثابت بن اسحاق الانصاری سے مروی ہے کہ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہلہ بنت عاصم بن عدی اور ان کی بیٹی کا جو پیدا ہوئی تھی حصہ لگایا۔

فحش سے مروی ہے کہ میں رُوَیغ بن ثابت البکوی کے ہمراہ فتح جربہ میں حاضر ہوا، رُوَیغ بن ثابت نے وعظ بیان کیا میں فتح خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو وہ اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو نہ دے (یعنی حاملہ لونڈی سے صحبت نہ کرے)، اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو وہ کسی قیدی عورت سے حاجت روائی نہ کرے تا وقتیکہ اس کا استبراء نہ کر لے (یعنی دو حیض تک انتظار کرے تاکہ حمل غیر کا شبہ جاتا رہے)، جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ تقسیم مال غنیمت کو فروخت نہ کرے، اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو اسے چاہیے کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح

سوار نہ ہو کہ جب وہ دُبلّا ہو جائے تو مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے، یا کسی کپڑے کو اتنا پیسے کہ جب وہ پُرانا ہو جائے تو اُسے مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے۔

حکم نے کہا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں خبر دی "وَأَنَا نَجْمٌ فَتَحَا قَرِيْبًا" (انھیں عنقریب فتح دے گا) کہ (اس سے مراد) خیبر ہے، وَاخْرَى لَمْ تَقْدِرْ دَا عَلِيْهَا قَدْ احَا طَ اللہ بھلا (اور ایک دوسری جماعت کہ جس پر تم قادر نہیں ہوئے اللہ نے اُس کا حال کو لیا ہے) (اس سے مراد) فارس و روم ہے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاروقؓ نے فتح کئے)۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ۴۰ بیتہ دی گئی جو زہراؓ کو دہتی، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں جس قدر پود ہیں سب کو جمع کرو، سب آپ کے پاس جمع کئے گئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، آیا تم لوگ اُس کے بارے میں مجھ سے سچ کہو گے؟
انھوں نے کہا اے ابوالقاسم، ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا باپ کون ہے؟ انھوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بولے، تمھارا باپ فلاں ہے، انھوں نے کہا آپ نے سچ کہا اور درست کہا۔

آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو تم مجھ سے سچ کہو گے، انھوں نے کہا اے ابوالقاسم ہاں، کیوں کہ ہم اگر آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جیسا کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں معلوم کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اہل جنہم کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اُس میں بہت کم رہیں گے، تم لوگ اُس میں ہمارے عوض میں رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اس میں رہو اور ہم کبھی اس میں تمھارے

عوض میں نہ رہیں گے۔
 پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سچ کہو گے اگر میں تم سے کچھ پوچھوں انہوں نے
 کہا اے ابو القاسم ہاں، آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے اس بکری میں
 زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تمہیں کس نے اس پر ابھارا
 انہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے
 راحت مل جائے گی اور اگر آپ سچی ہوں گے تو آپ کو ضرر نہ ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 خبیر سے روانگی کا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے کہا کہ اب ہم معلوم کر لیں گے کہ
 صفیہ لونڈی ہیں یا بیوی، اگر وہ بیوی ہوں گی تو آپ انہیں پردہ کرائیں گے
 ورنہ وہ سہریہ (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپ روانہ ہوئے تو آپ نے پردے کا حکم دیا، ان کے
 درمیان پردہ کیا گیا، لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ زوجہ ہیں، جب انہوں نے
 سوار ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی ران ان کے قریب کر دی تاکہ
 وہ اس پر سے سوار ہوں، لیکن انہوں نے انکار کیا، اپنا گھٹنا آپ کی
 ران پر رکھا، آپ نے انہیں اٹھایا۔

رات کو آپ اترے اور خیمے میں داخل ہوئے، وہ بھی آپ کے
 ساتھ داخل ہوئیں، ابو ایوب اسے پاس تلوار بھی تھی وہ خیمے پر
 اپنا سر رکھ کر سو رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو آپ نے
 حرکت (آہٹ) سنی، فرمایا کون ہے؟ انہوں نے کہا میں ابو ایوب ہوں،
 آپ نے فرمایا تمہارا کیا کام ہے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو ان لڑکی
 جن کی نئی شادی ہوئی اور آپ نے ان کے شوہر کے ساتھ جو کیا وہ کیا،
 اس لیے میں ان سے بے خوف نہ تھا، میں نے کہا کہ اگر وہ جنبش کریں تو
 میں آپ کے قریب ہوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ
 فرمایا اے ابو ایوب خدا تم پر رحمت کرے۔

اس سے مروی ہے کہ صفیہ دُحیہ کے حصے میں پڑیں وہ ایک

خوب صورت لڑکی تھیں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اس (جانوروں) کے عوض میں خریدا اور ام سلمہ کے سپرد کیا تاکہ وہ اُن کا بناؤ کر دیں اور انھیں عیاں کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ولیمہ کھجور اور پنیر اور گھی پر کیا، زمین کو بھاڑا گیا، دستاخوان لائے گئے اور اسی زمین پر بچھا دیے گئے پنیر گھی اور کھجور لائی گئی، لوگ سیر ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے اُن سے نکاح کیا ہے یا انھیں ام ولد (لوندی) بنایا ہے پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ انھیں پرہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر پرہ نہ کرائیں گے تو وہ ام ولد (لوندی) ہوں گی۔ جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انھیں پرہ کرایا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ گئیں، لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے اُن سے نکاح کیا ہے۔

انس سے مروی ہے کہ انھیں قیدیوں میں صفیہ بنت حبیب بھی تھیں جو وحیہ الکلبی کے حصے میں پڑیں، بعد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ نے انھیں آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا اور ان کے معتق (آزاد کرتے کو) اُن کا مہر بنایا۔

حادثے نے کہا کہ عبد العزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد تم نے انس سے کہا کہ آپ نے انھیں کیا مہر دیا تو انھوں نے کہا کہ خود انھیں کو ان کے مہر میں دیا، پھر ثابت نے اپنا مہر ہلایا تو یہ وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

سرۃ عمر بن الخطاب بجانب ترہ

شعبان ۱۱ھ میں بجانب ترہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہم پر روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بمقام تربہ بھیجا جو العیلا کے نواح میں کتبے سے چار رات کے راستے پر صنعاء بخران کی شاہ راہ پر ہے، وہ روانہ ہوئے ان کے ہمراہ نبی ہلال کا ایک رہبر تھا، رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشندہ ہو جاتے تھے، ہوازن کو خبر ہو گئی تو وہ بھاگ گئے عمر بن الخطاب ان کی بستی میں آئے، مگر انھیں کوئی نہیں ملا، وہ واپس ہو کر مدینہ آ گئے

سریرہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بجانب کلاب بمقام نجد

شعبان ۱۰ھ میں ابو بکر صدیق کافرہ کے نواح میں بمقام نجد سریرہ تی کلاب ہوا۔ سلم بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر صدیق کے ہمراہ جہاد کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ہم پر امیر بنانے بھیجا، انھوں نے مشرکین کے کچھ آدمی گرفتار کئے جن کو ہم نے قتل کر دیا، ہمارا شعار امت تھا، میں نے مشرکین کے سات گھروں کو لہذاہلی آیات کو قتل کیا، سلم بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو فزارة کی طرف بھیجا، میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا، جب ہم ان کے حوض کے قریب پہنچے تو ابو بکر نے راستے میں قیام کیا، صبح کی جب نماز پڑھ لی تو ہمیں حکم دیا، ہم سب جمع ہو گئے اور حوض پر اترے، ابو بکر نے جنھیں قتل کیا انھیں قتل کیا، ہم لوگ ان کے ہمراہ تھے۔

سلم نے کہا کہ مجھے لوگوں کی گردنیں نظر آئیں جن میں بچے بھی تھے، خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے آگے پہاڑ پر چلے جائیں گے، میں نے ان کا قصد کیا، ان کے اوپر پہاڑ کے درمیان تیر پھینکا، جب انھوں نے تیر دیکھا تو کھڑے ہو گئے، اتفاقاً انھیں میں فزارة کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا جبہ پہنے تھی، اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی، میں انھیں ہٹا کر ابو بکر صدیق کے پاس لایا، ابو بکر نے اس کی بیٹی مجھے حصے سے زائد دیدی، میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا، یہاں تک کہ مدینہ آ گیا، وہ میرے پاس سو گئی مگر میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازاریں ملے، آپ نے فرمایا، اے سلم وہ عورت مجھے مہر کر دو، میں نے کہا، یا نبی اللہ! خدا کی قسم

اُس نے مجھے فریفتہ کر لیا ہے، لیکن میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے، آپ خاموش ہو گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بازار میں ملے، میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا تھا، آپ نے فرمایا: اسے سلمہ وہ عورت مجھے دیدوا تھا ابا بپ خدا ہی کے لیے ہو، میں نے کہا، یا رسول اللہ وہ آپ ہی کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اہل مکہ کے پاس بھیج کر ان مسلمان قیدیوں کے فدیے میں دیا جو مشرکین کے ہاتھ میں تھے۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بمقام فذک

شعبان ۸۳ھ میں فذک کی جانب سریہ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ہمراہ بمقام فذک بنی مرہ کی جانب روانہ فرمایا، وہ بکریاں چرانے والوں سے ملے، بنی مرہ کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ وہ اپنے جنگلوں میں ہیں، بشیر بن سعد اونٹ اور بکریاں ہٹاکے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ایک چیچ کی آواز نکلی جس نے قبیلے والوں کو خبردار کر دیا، ان میں سے جتنی رات کے وقت بشیر کو پا گئے، وہ لوگ باہم تیرا انداز میں کرتے ہوئے بڑھے، بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے، اور صبح ہو گئی۔

مربون نے ان پر حملہ کر دیا، بشیر کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچائی، بشیر نے جنگ کی جس میں وہ زخمی ہو گئے، ان کے قحنے میں چوٹ لگ گئی، کہا گیا کہ وہ مر گئے، قبیلے والے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس لے گئے، علیہ بن زید اسحاقی ان لوگوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے اس کے بعد ہی بشیر بن سعد بھی

سریہ غالب بن عبد اللہ اللبثی بجانب المیفعة

رمضان ۸۳ھ میں المیفعة کی جانب غالب بن عبد اللہ اللبثی کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ کو بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو المیعفہ میں تھے کہ لطن نخل سے انقروہ کی جانب اسی طرف علاقہ نجد میں ہے، اس کے اور مدینے کے درمیان آٹھ سو (۶۸۰ میل) کا فاصلہ ہے، انھوں نے ایک سو تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاؤ کردہ قلام لیا کرتے تھے۔

ان لوگوں نے ایک دم سے سب پر حملہ کر دیا، ان کے مکانات کے درمیان چھا پڑے، جو سامنے آیا اسے قتل کر دیا، اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے لے آئے، انھوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اسی سرے میں اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کا قلب چیر کے کیوں نہ دیکھ لیا کہ تم معلوم کر لینے کہ وہ صادق ہے یا کاذب، اسامہ نے کہا: میں کسی ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے گا۔

سریرہ بن بشیر بن سعد الانصاری بجانب مین وجبار

شوال ۷ میں مین وجبار کی جانب سریرہ بن بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کی ایک جماعت سے جو ابجناب میں ہے عیینہ بن حصن نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو بلایا ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ہمراہ تین سو آدمی روانہ کیے۔ وہ لوگ رات بھر چلتے اور دن بھر پوٹیدہ رہتے، یہاں تک کہ مین وجبار آگئے جو ابجناب کی طرف ہے، ابجناب سلاح و خیر و دادی القرخی کے سامنے ہے، وہ سلاح میں انرے اور اس قوم کے قریب آئے، بشیر کو ان لوگوں کے بہت سے اونٹ ملے، چرواہے بھاگ گئے، انھوں نے مجمع کو ڈر دیا تو سب بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے گئے۔

بشیر مع اپنے ساتھیوں کے ان کی تلاش میں روانہ ہوئے، ان کے مکانات میں آئے مگر کوئی نہ ملا وہ اونٹ لے کے واپس ہوئے، صرف دو آدمی ملے جن کو انھوں نے قید کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس لے آئے، وہ دونوں اسلام لے آئے تو آپ نے انہیں بھیج دیا۔

عمرہ قضا

ذی القعدہ ۸۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ قضا ہوا۔
 ذی القعدہ کا چاند ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اس عمرے کی قضا کریں جس سے انہیں مشرکین نے
 حدیبیہ میں روکا تھا، اور یہ کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے ان میں سے
 کوئی پیچھے نہ رہے، سب لوگ شریک ہوئے، سوائے ان کے جو خیر میں
 شہید ہو گئے یا مر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت
 عمرے کے لیے روانہ ہوئی، وہ سب عمرہ قضا میں دو ہزار تھے، آپ نے
 مدینہ پر ابورہم الغفاری کو قائم مقام بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ساٹھ اونٹ لے گئے، آپ نے اپنی ہدی (قربانی کا اونٹ) یرنا جیہ بن
 جندب الاسلمی کو مقرر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں میں
 خود، زہریں اور نیزے لیے اور تنوگھوڑے روانہ کئے۔

جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو اپنے آگے روانہ کیا،
 محمد بن مسلمہ (امیر) تھے، آپ نے ہتھیاروں کو بھی آگے کیا اور ان پر
 بشیر بن سعد کو عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی سے احرام باندھ کر
 تبلیہ کہا، مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تبلیہ کہہ رہے تھے۔

محمد بن مسلمہ رسالے کے ہمراہ مراظہران تک آئے تھے کہ وہاں
 قریش کے کچھ لوگ ملے، ان لوگوں کے استفسار پر محمد بن مسلمہ نے کہا کہ
 یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے انشاء اللہ کل آپ کو اس منزل میں

صبح ہوگی وہ قریش کے پاس آئے اور انھیں خبر دی، لوگ گھبرائے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا نظر ان میں اترے آپ نے ہتھیار
 بطن یا جبک آگے روانہ کر دیے جہاں سے حرم کے بخت ٹھراتے تھے۔ اور اس پر ۸۸
 اوس بن خولّی الانصاری کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ پیچھے چھوڑ دیا۔
 قریش مکے سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے، مکے کو انھوں نے
 خالی کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیٰ کو آگے روانہ کیا تھا،
 وہ ذی طوی میں روک لی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری القموار پر اس طرح روانہ
 ہوئے کہ مسلمان تلواریں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد
 حلقہ کئے ہوئے تلبدیہ کہتے جاتے تھے۔

آپ اس پہاڑی راستے سے چلے جو الحجون پر ٹھکتا ہے، عبد اللہ بن
 رواحہ آپ کی سواری کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبدیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے
 اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی اور اپنی ٹیڑھی موٹھی
 لکڑی سے حجر اسود کو مس کیا، آپ نے سواری ہی پر طواف کیا اور
 مسلمان بھی اپنی چادروں کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے
 آپ کے ہمراہ طواف کر رہے تھے اور عبد اللہ بن رواحہ (یہ اشعار)
 کہہ رہے تھے:

حلوا بنی الکفار مع سبیلہ خلوا فکل الخیر مع رسولہ
 اے اولاد کفار اس کا راستہ خالی کر دو۔ خالی کر دو کیونکہ ہر طرح کی خیر رسول اللہ
 ہی کے ساتھ ہے۔

نحن فمربنا کم علی تاویلہ کما ضر بنا کم علی تنزیلہ
 ہم نے تمہیں ان کی واپسی پر ایسی مار ماری۔ جیسی مار ہم نے تمہیں ان کے اتارنے پر ماری۔
 ضر بنا بزیل الھام من عسلہ و یذھل لھلیل عن خلیلہ
 وہ ایسی مارتی جو دماغ کو اس کی راحت سے ہٹا دیتی ہے، اور جو دوست سے

دوست کو بھگلا دیتی ہے۔

یارب انی مومن بقیلہ

یارب میں ان کی بات پر ایمان لاتا ہوں۔

عمرؓ نے کہا اسے ابن رواحہ پھر کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمرؓ میں سن رہا ہوں، آپ نے عمرؓ کو خاموش کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن رواحہ پھر کہو، ارشاد فرمایا کہ کہو، سو اسے اللہ کے کوئی مجبود نہیں، جو تنہا دیکتا ہے، جس نے اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کو غالب کیا اور گروہوں کو تنہا اسی نے بھگلا دیا، ابن رواحہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہی کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر صفا و مروہ کا طواف کیا، جب ساتوں طواف سے فراغت ہوئی اور بدی بھی مروہ کے پاس کھڑی ہوئی تو آپ نے فرمایا "یہ قربانی کی جگہ ہے، اور مکے کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے۔" آپ نے مروہ میں قربانی کی اور وہیں سر منڈایا، اسی طرح مسلمانوں نے بھی کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یاجج میں اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں اور ہتھیاروں کی نگرانی کریں کہ دوسرے لوگ آکر اپنا فرض ادا کریں، ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے، آپ اس میں برابر نظر تک رہے، بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے کعبہ کی پشت پر اذان کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں تین روز قیام فرمایا اور مہمونہ بنت الحارث اہل لایہ سے نکاح کیا۔

جب چوتھے روز ظہر کا وقت ہوا تو آپ کے پاس سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ آئے، دونوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی، لہذا آپ ہمارے پاس سے جائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکان میں نہیں اترے بلکہ تیلی زمین پر

آپ کے لیے چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا گیا، آپ اُسی میں اپنی روانگی تک رہے۔
آپ نے ابورافع کو حکم دیا تو انہوں نے کوچ کی ہدایت اور کہا کہ
مسلمانوں میں سے کوئی شخص وہاں شام نہ کرے۔

آپ نے مکے سے عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور ان کی والدہ
سلمہ بنت حمیس کو لے لیا، عمارہ، عبد اللہ بن شداد بن الہاد کی والدہ تھیں۔
ان کے بارے میں علیؑ اور جعفر اور زبید بن حارثہ نے جھگڑا کیا کہ وہ
ان میں سے کس کے پاس رہیں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کے
حق میں فیصلہ کیا، اس لیے کہ عمارہ کی خالہ بنت عیسٰی ان کے پاس تھیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، وہاں سے آپ سبھ میں
آئے، یہاں سب لوگ آپ سے آئے، ابورافع مکے ہی میں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ
انہیں شام ہو گئی، وہ آپ کے پاس میمونہ بنت الحارث کو لائے، ستر میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ
پچھلی رات کو روانہ ہوئے اور مدینے آ گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب
عمرہ قضا کے لیے مکے آئے، قریش نے کہا کہ تم لوگوں کے پاس ایک ایسی
قوم آرہی ہے جنہیں شرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، مشرکین جو اسود کے
قریب بیٹھ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین
پھیروں میں (یعنی طواف کے) رمل کریں (یعنی دونوں شانے اور بازو
ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑیں) تاکہ مشرکین ان کی قوت دیکھ لیں
اور یہ کہ دونوں رکنوں (رکن یحییٰ و رکن جبراسود) کے درمیان چلیں۔

آپ کو صرف مسلمانوں کی شفقت نے اس امر سے باز رکھا کہ آپ
انہیں تمام پھیروں میں رمل کا حکم دیں، جب انہوں نے رمل کیا تو قریش نے
کہا کہ وہ کمزور نہیں ہوئے ہیں۔



سریہ ابن ابی العوجاء سلمیٰ بجانب بنی سلیم

ذی الحجۃ میں بنی سلیم کی جانب ابن ابی العوجاء کا سریہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی العوجاء سلمیٰ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سلیم کی جانب بھیجا، وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ بنی سلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن ابی العوجاء کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر ان لوگوں کو آگاہ کر دیا، ان لوگوں نے جماعت طیار کر لی، ابن ابی العوجاء ان کے پاس جب پہنچے تو وہ لوگ بالکل طیار تھے۔ مسلمانوں نے ان کو اسلام کی طرف بلایا، انھوں نے کہا کہ تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کچھ حاجت نہیں، انھوں نے تھوڑی دیر تیر اندازی کی، مشرکین کو امداد آنے لگی اور ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے، ان کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے، ابن ابی العوجاء بھی مجروح ہوئے وہ مکمل روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ صفر ۱۱ء کے پہلے دن آئے۔

سریہ عبداللہ بنی بجانب الملوح بمقام الکدید

صفر ۱۱ء میں الکدید میں بنی الملوح کی جانب غالب بن عبد اللہ بنی کا سریہ ہوا۔ جندب بن مکیش الحبشی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ بنی کو بنی کلب بن عوف کے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا، پھر ان کے بارے میں حکم دیا کہ وہ منبہل کر الکدید میں بنی الملوح پر حملہ

کریں، جو بنی لیث میں سے تھے۔

۹ ہم سب روانہ ہوئے، جب قدید پہنچے تو حالہ ش بن البرصاء، البیثی طاء، ہم نے اُسے گرفتار کر لیا، اُس نے کہا کہ میں تو صرف اسلام کے ارادے سے آیا ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے نکلا ہوں، ہم نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دن ایک رات میں ہمارا لشکر تیرا کچھ نقصان نہ کرے گا، اور اگر تو اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے، ہم نے اُسے رسی سے باندھ کر دیکھل جیشی کے سپرد کر دیا، اور اُن سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اُس کا سر اڑا دینا۔

ہم روانہ ہوئے، غروب آفتاب کے وقت الکدید پہنچے اور وادی کے کنارے پوشیدہ ہو رہے، مجھے میرے ساتھیوں نے مخبری کے لیے بھیجا، میں روانہ ہوا اور ایک ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا، اور میں اُن کو نظر آ رہا تھا، میں اس ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کروٹ کے بل لیٹ گیا۔ میں نے دیکھا کہ یکایک ایک شخص اپنے اونٹ کے بالوں کے نیچے سے نکلا، اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں اس پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، اپنے برتنوں کو دیکھ، ایسا نہ ہو کہ اُس میں سے کوئی برتن گتے گھسیٹ لے گئے ہوں۔

اُس عورت نے دیکھا اور کہا کہ واللہ میرے برتنوں میں سے کوئی گم نہیں ہوا، اُس نے کہا تو پھر مجھے کمان اور تیر دیدے۔

عورت نے کمان اور اس کے ساتھ دو نیر دیے، اُس نے ایک تیر پھینکا جس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان (لگنے میں) واللہ خدا کی میں نے تیر کھینچ لیا اور اپنی جگہ پر جا رہا، اُس نے دوسرا تیر پھینکا جو میرے شانے میں لگا، میں نے اُسے بھی کھینچ کے رکھ لیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا، اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ اگر کوئی مخبر ہوتا تو اب تک حرکت کرتا، ضرور میرے دونوں تیر اس (ٹیلے) میں گھس گئے، جب صبح ہوا تو اُن دونوں کو دیکھنا کہ کتے نہ چبا ڈالیں۔

وہ اندر چلا گیا، قبیلے کے مویشی، اونٹ اور بکریاں آگئیں جب انھوں نے دودھ دودھ لیا اور انھیں آرام لینے دیا اور مطمئن ہو کر سو گئے تو ایک دم سے ہم نے اُن پر حملہ کر دیا، مویشی ہٹا لیے۔

قوم میں ایک شور مچ گیا تو وہ جانور بھی آگے جن کی ہیں طاقت نہ تھی، ہم انھیں پھال کر لارہے تھے کہ ابن البرصاءؓ ہم نے اسے بھی لاد لیا اور اپنے ساتھی کو بھی لے لیا، ہمیں اُس قوم کے پالیا اور ہماری طرف دیکھا، ہمارے اور ان کے درمیان سوائے وادی کے اور کوئی چیز نہ تھی، ہم لوگ وادی کے کنارے چل رہے تھے کہ یکایک اللہ نے جہاں سے چاہا سیلاب بھیج دیا جس نے اُس کے دونوں کنارے پانی سے بھر دیے وہیں اُس روز نہ ابر دیکھا نہ بارش، وہ ایسا سیلاب لایا جس میں کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اُس کے پار ہو، میں نے اُن لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، اور ہم نے اُن جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھا دیا تھا۔

انھوں نے اسی طرح کہا، لیکن محمد بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ہم اُن جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھائے لیے جا رہے تھے، اُن لوگوں سے ہم اس طرح چھوٹ گئے کہ وہ ہماری تلاش پر قادر نہ تھے، انھوں نے کہا کہ میں ایک مسلمان رجز خواں کا قول نہ بھولوں گا جو کہہ رہے تھے:-

ابن ابوالقاسم ان تعزیری فی خضل نبأہ مغلوب

ابوالقاسم نے اس سے انکار کیا کہ میرے لیے کم ہو کسی سبزہ زار میں اُس کی گھاس جس میں بکثرت سبزہ ہو۔

صُمُّ اَعَالِبُ کُلِّ الْمَذْهَبِ

جس کے اوپر کا حصہ ایسا زور ہے جیسے سونے سے طبع کی ہوئی چیز کا رنگ ہوتا ہے۔ محمد بن عمرؓ نے اپنی روایت میں اتنا اور نیا دہ کیا ہے:-

وَذَاكَ قَوْلٌ صَادِقٌ لَمْ يَكْذِبْ

اور یہ ایک صادق کا قول ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۹۱ انھوں نے کہا کہ وہ دس سے زائد آدمی تھے، اسلم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ اُن کا شمار اُس روز اُمت اُمت تھا۔

سریہ غالب بن عبد اللہ اللبثی

صفر ۱۰۰ھ میں غالب بن عبد اللہ اللبثی کا سریہ اُن لوگوں کی جانب مذک میں ہوا جن سے بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت آئی۔
حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام کو طیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کے پاس پہنچو، اگر اللہ تمہیں اُن پر کامیاب کر دے تو اُن کے ساتھ مہربانی نہ کرنا، آپ نے اُن کے ساتھ دوستو آدمی کر دیے اور اُن کے لیے جمعہ آباد کیا۔

اتنے میں غالب بن عبد اللہ اللبثی الکدید کے سریے سے واپس آئے، اللہ نے انھیں فتح مند کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور غالب بن عبد اللہ کو دوستو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، انھیں میں اسامہ بن زید بھی تھے، مسلمان بشیر کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے، اُن کے ہمراہ علیہ بن زید بھی تھے، اُن لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے، کچھ لوگوں کو انھوں نے قتل بھی کیا۔

عبد اللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس سریے میں عقبہ بن عمرو ابوسود اور کعب بن عجرہ اور اسامہ بن زید اسحارثی بھی غالب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔
خویشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سریے میں غالب بن عبد اللہ کے ہمراہ بنی مرہ کی جانب بھیجا، ہم نے صبح ہوتے ہی اُن پر حملہ کر دیا، غالب نے ہمیں خوف دلادیا تھا اور حکم

دیا تھا کہ ہم لوگ جدا نہ ہوں اور ہم میں عقد مواخاۃ (ایک دوسرے کا بھائی) کبر دیا تھا۔

غالب نے کہا کہ میری نافرمانی نہ کرنا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، تم لوگ اگر میری نافرمانی کرو گے تو اپنے بئی کی نافرمانی کرو گے، انھوں نے کہا کہ میرے اور ابوسعید الخدری کے درمیان انھوں نے عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی انھیں اور مجھے بھائی بھائی بنا دیا) پھر ہمیں وہ قوم مل گئی (جس کی تلاش تھی)۔

سریر شجاع بن حبیب السدی

ربیع الاول ۱۱۰ھ میں اُسی میں بنی عامر کی جانب شجاع بن وحبیب الاسدی کا سریہ ہوا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میں آدمیوں کو ہوازن کے ایک مجمع کی طرف روانہ کیا جو اسی میں تھا کہ المحدثن سے اسی طرف رُکبہ کے نواح میں مدینے سے پانچ رات کے راستے پر ہے انھوں نے حکم دیا کہ وہ ان پر حملہ کریں۔

مسلمان رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہے تھے، وہ اسی حالت میں صبح کے وقت اُن لوگوں کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے، انھیں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں جن کو مدینہ منورہ لائے، مال غنیمت کو تقسیم کیا تو اُن کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے، اونٹ کو انھوں نے دس بکریوں کے برابر کیا۔

یہ سریہ پندرہ روز کا تھا۔

سر یہ کعب بن عمیر الغفاری

ربیع الاول ۳۸ھ میں ذات اُطلاح کی جانب جو وادی القری کے اسی طرف ہے کعب بن عمیر الغفاری کا سریہ ہوا۔

الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر الغفاری کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ ذات اُطلاح پہنچے جو شام کے علاقے میں ہے، انہوں نے اُن کی جماعت میں سے بہت بڑا مجمع پایا، اُن کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہیں کیا اور تیر اندازی کی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ دیکھا تو انہوں نے اُن سے نہایت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے، ایک شخص مجروح ہو کر مقتولین میں بیچ گیا، جب رات نے اُن پر سکون طاری کیا تو وہ بمشکل روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو یہ خبر دی جو بہت شاق گذری، آپ نے اُن کی جانب ہمہ بھیجنے کا ارادہ کیا، مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے مقام پر چلے گئے تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سر یہ موتہ

جمادی الاولیٰ ۳۸ھ میں سر یہ موتہ ہوا جو البلقاء کے نزدیک ہے اور البلقاء دمشق کے آگے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر الانزلی کو جو بنی ہاشم میں سے تھے شاہِ بصری کے پاس نامہ مبارک کے ساتھ

بھیجا، جب وہ موتہ میں اترے تو انھیں شریل بن عمرو الغسانی نے روکا اور قتل کر دیا، اُن کے سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

یہ سانحہ آپ پر بہت گراں گزرا، آپ نے لوگوں کو بلایا سب تیزی سے آئے اور الجحوف میں جمع ہو گئے، اُن کی تعداد تین ہزار تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے امیر زید بن حارثہ ہیں، اگر وہ قتل کر دیے جائیں تو جعفر بن ابی طالب ہیں، اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ ہیں، اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر لیں اور اسے امیر بنالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے ایک سفید جھنڈا باندھا اور زید بن حارثہ کو دیدیا، انھیں وصیت کی کہ حارثہ بن عمیر کے مقتل میں آئیں، جو لوگ وہاں ہوں انھیں اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں تو غیر، ورنہ اللہ سے اُن کے خلاف مدد مانگیں اور اُن سے لڑیں۔

آپ ان کی مشایعت کے لیے نکلے، ثنیۃ الوداع پہونچکے ٹھہر گئے اور انھیں رخصت کر دیا، وہ لوگ اپنی چھاؤنی سے روانہ ہوئے تو مسلمانوں نے نداوی کہ اللہ تم سے تمھارے دشمن کو دفع کرے اور تمھیں نیک و کامیاب کر کے واپس کرے، ابن رواحہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

لکِنِّیْ اَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَۃً وَضَوْیَہُ ذَاتِ فَرْجٍ یَّقْضِیْ الْمَرْبِلَا

(لیکن میں رحمن سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایسی کاری ضرب جو خباثت کو دفع کر دے)۔

جب وہ مدینہ سے چلے تو دشمن نے اُن کی روانگی سنی اور

مقابلے کے لیے جمع ہوئے، شریصیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد آدمی جمع کر لیے اور اپنے جاسوسوں کو آگے روانہ کر دیا۔

مسلمان معان، ملک شام میں اترے لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل ماب علاقہ البقار میں ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ آترائے جو بہرا اور وائل اور بکر اور نجم اور جذام کے قبائل میں سے تھے۔

مسلمان دو شب بقیع رہے تاکہ اپنے معانے میں غور کریں، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھیں اور آپ کو اس واقعے کی خبر دیں، عبداللہ بن رواحہ نے انہیں چلنے پر ہمت دلائی، وہ لوگ موتہ تک گئے، مشرکین ان کے پاس آئے، ان کا وہ سامان، ہتھیار، جانور، دیباہ و حریر اور سونا آیا جس کی کسی کو قدرت نہ تھی۔

مسلمان اور مشرکین کا مقابلہ ہوا، امراء نے اس روز زیادہ لڑائی کی، جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا، انہوں نے جنگ کی، ان کے ہمراہ اپنی اپنی صفوں میں مسلمانوں نے بھی جنگ کی، یہاں تک کہ زید بن حارثہ نیزے سے قتل ہو گئے، ان پر خدا کی رحمت ہو۔

جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لے لیا، وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے جو سنہرے رنگ کا تھا، انہوں نے اس کے پاتوں کی رگ کاٹ دی، یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پیر کی رگ اسلام میں کاٹی گئی۔

انہوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، انہیں ایک روحی نے مارا اور دو ٹکڑے کر دیے، ان کے جسم کے ایک ٹکڑے میں تیس سے زائد زخم پائے گئے، جیسا کہ کہا گیا جعفر کے بدن پر بہتر زخم ملے جو تلوار اور نیزے کے تھے۔

جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا، وہ لڑے، یہاں تک کہ قتل ہو گئے، اللہ کی رحمت ہو۔

لوگوں کی صلاح تھا کہ وہ زید بن حارثہ کے جھنڈے لے لیا، مسلمان بھاگے، ان کو شکست ہو گئی، مشرکین نے ان کا تعاقب کیا،

مسلمانوں میں سے جو قتل ہو گیا وہ ہو گیا۔

وہ زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اٹھائی گئی، آپ نے قوم کے میدان کارزار کو دیکھا، جب خالد بن الولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جنگ زور کی ہو گئی۔

اہل مدینہ نے لشکر موتہ کو سنا کہ آ رہے ہیں تو ابجر ف میں اُن سے ملاقات کی، لوگ اُن کے منہ پر خاک ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ اے فرار کرنے والو تم نے اللہ کی راہ سے فرار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: یہ لوگ فرار کرنے والے نہیں ہیں، یہ لوگ انشاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔

ابو عامر سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام بھیجا، جب میں واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں پر گدرا جو موتہ میں مشرکین سے لڑ رہے تھے، میں نے کہا واللہ میں آج نہ جاؤں گا تا وقتیکہ اُن کے مال کار کو نہ دیکھ لوں۔

۹۴

جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لے لیا اور ہتھیار بہن لیے، دوسرے راوی نے کہا کہ زید نے جھنڈا ایسا جو قوم کے سردار تھے، جعفر نے اٹھایا جب انھوں نے دشمنوں سے مقابلے کا ارادہ کیا تو واپس آئے اور ہتھیار پھینک دیے، پھر دشمن پر حملہ کیا اور نینرہ بازی کی وہ قتل کر دیے گئے، جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور نینرہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیے گئے، عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اور نینرہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

مسلمان اس بُری طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا، ان میں سے دو کو بھی میں نے یکجا پایا، وہ جھنڈا ایک انصاری نے لے لیا، وہ اُسے لے کے دوڑے یہاں تک کہ جب سب لوگوں کے آگے ہو گئے تو انھوں نے اُسے گاڑ دیا اور کہا: اے لوگو میرے پاس آؤ، لوگ اُن کے پاس جمع ہو گئے، جب تعداد اچھی خاصی ہو گئی تو وہ جھنڈا خالد بن الولید کے پاس لے گئے،

خالد نے اُن سے کہا کہ میں جھنڈا تم سے نہ لوں گا، تم اُس کے زیادہ مستحق ہو، انصاری نے کہا: واللہ میں نے تمہارے ہی لیے لیا ہے۔

خالد نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا، اللہ نے انھیں ایسی بُری شکست دی کہ میں نے ویسی کبھی نہیں دیکھی تھی، مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار جلائی۔

یق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس کی خبر دی، آپ پر یہ واقعہ شاق گذرا، ظہر پڑھی اور اندر تشریف لے گئے، آپ نے جب ظہر پڑھ لی تو کھڑے ہوئے، دو رکعتیں اور پڑھیں، پھر جماعت کی طرف منہ پھیر لیا، لوگوں پر بہت شاق گذرا، آپ نے عصر پڑھی اور اسی طرح کیا، مغرب پڑھی اور اسی طرح کیا، پھر عشاء پڑھی اور اسی طرح کیا۔

جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں تشریف لائے لبوں پر مسکراہٹ تھی، معمول تھا کہ جب تک آپ صبح کی نماز نہ پڑھ لیں کوئی انسان مسجد کی کسی طرف سے آپ کے پاس کھڑا نہیں ہوتا تھا، جب آپ مسکرائے تو جماعت نے عرض کیا، یا نبی اللہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں، ہمارے اُس غم کو اللہ ہی جانتا ہے جو ہمیں اُس وقت سے تھا جب سے ہم نے آپ کی وہ حالت دیکھی جو ہم نے دیکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے میری جو حالت دیکھی یہ ہے کہ مجھے میرے اصحاب کے قتل نے غمگین کر دیا، یہاں تک کہ میں نے انھیں اس طرح جنت میں دیکھ لیا کہ وہ بھائی بھائی ہیں، آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں، اُن میں سے ایک میں میں نے کسی قدر اعراض (رد گردانی کو) دیکھا کہ گویا انھیں تلوار ناپسند ہے، میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتہ ہیں جن کے دو بازو ہیں جو خون میں رنگے ہوئے ہیں اور جن کے قدم بھی رنگے ہوئے ہیں۔

سریہ عمرو بن العاص

ذات السلاسل کی جانب عمرو بن العاص کا سریہ ہوا جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے، اُس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کا راستہ ہے، یہ سریہ جمادی الآخرہ ششہ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قضاہ کی ایک جماعت اس ارادے سے اکٹھا ہوئی ہے کہ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف پہنچ جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بلایا، اُن کے لیے (لواء) سفید جھنڈا باندھا اور ہمراہ سیاہ جھنڈا (رایت) بھی کر دیا، انھیں تین سو اعلیٰ درجے کے مہاجرین و انصار کے ہمراہ روانہ کیا، تیس گھوڑے بھی ساتھ تھے۔

آپ نے حکم دیا کہ بلی و غدرہ و بلقین میں سے جس پر گذر ہو اُس سے مدد حاصل کریں، وہ رات کو چلے اور دن کو پوشیدہ رہتے، جب اُس قوم کے نزدیک پہنچے تھے متقی معلوم ہوا کہ اُن کا بہت بڑا مجمع ہے۔

انھوں نے رافع بن مکیت ابھنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر آپ سے امداد کی درخواست کی، آپ نے اُن کے یاس ابو عبیدہ بن الجراح کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، ان کے لیے جھنڈا باندھا، ہمراہ منتخب مہاجرین و انصار کو بھیجا جن میں ابو بکر و عمر بھی تھے، انھیں یہ حکم دیا کہ دونوں ساتھ رہیں، جدا جدا نہ ہوں۔

وہ عمرو سے ملے، ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی (خازیں) مامت کریں، عمرو نے کہا کہ آپ تو میرے پاس مدد کے لیے آئے ہیں، میری تو اس ہوں، ابو عبیدہ نے ان کی بات مان لی، عمرو لوگوں کو خاز پڑھاتے تھے۔

عمرو روانہ ہوئے، بلی کی آبادی میں داخل ہوئے، تمام راستے معلوم

کر لیے، عذرہ و بلقین کی آبادی تک آگئے، آخر کو انھیں ایک مجمع ملا جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا، وہ اپنی آبادی میں بھاگے اور منتشر ہو گئے، مرد لوٹے، انھوں نے عوف بن مالک الانصاری کو پیامبر بنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، انھوں نے آپ کو ان کے واپس آنے اور صحیح و سالم ہونے کی اور جو کچھ ان کے چہاد میں ہوا اس کی خبر دی۔

سرۃ النخبط (برگِ درخت)

جب سہمہ میں سرۃ النخبط ہوا جس کے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو مہاجرین و انصار کے ہمراہ جن میں عمر بن الخطاب بھی تھے جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا جو القبلیہ میں تھا کہ سمندر کے ساحل کے متصل ہے، اس کے اور مدینے کے درمیان پانچ رات کا راستہ تھا۔

راستے میں ان کو بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو ان لوگوں نے درخت کے پتے کھائے، قیس بن سعد نے اونٹ خریدے اور ان لوگوں کے لیے ذبح کئے، سمندر نے ان کے لیے بہت بڑی مچھلی ڈال دی جس کو انھوں نے کھایا اور واپس ہوئے، جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سرۃ البوققادہ بن لبعی الانصاری

۹۶ محضرہ کی جانب جو نجد میں قبیلہ محارب کی زمین ہے ابوققادہ بن لبعی الانصاری کا سرۃ شعبان سہمہ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آدمیوں کے ہمراہ ابوققادہ کو

غطفان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلے اور دن کو چھپے رہے، ابو قتادہ نے اُن کے بہت بڑے قبیلے پر حملہ کر کے گھیر لیا، اُن میں سے ایک آدمی چلایا یا محضرہ۔
اُن کے چند آدمیوں نے لڑائی کی، مگر جو مسلمانوں کے سامنے آیا قتل ہوا، مسلمان مویشی ہنکا لائے جو دو سوانٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں، بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا، مال غنیمت کو جمع کیا اور خمس نکال لیا، جو بچا لشکر پر تقسیم کر دیا۔

پھر شخص کے حصے میں بارہ اونٹ آئے، اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا، ابو قتادہ کے حصے میں ایک خوبصورت لونڈی آئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مانگ لیا اور مجہم بن جندب کو ہبہ کر دی، اس سرے میں یہ لوگ پندرہ رات باہر رہے۔

سریرہ ابو قتادہ بن ربیع الانصاری

ماہ رمضان ۳۷ھ میں یمن اُہم کی جانب سریرہ ابو قتادہ بن ربیع الانصاری ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ابو قتادہ بن ربیع کو آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بطور سریرہ کے یمن اُہم کی طرف روانہ کیا جو ذی شہب اور ذی المردہ کے درمیان ہے، اُس کے اور مدینے کے درمیان تین بُرو (۹ میل) کا فاصلہ ہے، یہ سریرہ اس لیے بھیجا کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اس علاقے کی طرف ہے تاکہ اس کی خبریں پھیل جائیں۔

اس سریرہ میں محکم بن جثامہ اللیشی بھی تھے بحالہ ضبط الاشجی کا کوئی باشندہ گذرا اُس نے اسلامی طریقے سے سلام کیا تو اسے اس جماعت نے روک لیا، مگر محکم بن جثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اُس کا اونٹ، اسباب

اور دو دھکا برتن جو اس کے ہمراہ تھا چھین لیا۔
جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو ان کے بارے میں
قرآن نازل ہوا یا اے ایمان والے! اذھر ہنصر فی سبیل اللہ فتکونوا اولاً
تقولوا لمن الفی البکرم السلام لست ہونما ننننن عرض الحیونہ الدنیا
فعند اللہ مغانہ کثیرہ راے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو
خوب سمجھ لیا کرو، اور جو شخص تمہیں سلام کرے تو اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں
ہے، اس غرض سے کہ تم حیات دنیا کا سامان حاصل کرو کیوں کہ اللہ کے پاس
کثیر مال غنیمت ہے۔

وہ روانہ ہوئے مگر انہیں کوئی جماعت نہ ملی تو واپس ہوئے، خشب
پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف روانہ ہو گئے،
انہوں نے درمیان کاراستہ اختیار کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
الستقار میں مل گئے۔

غزوہ عام الفتح

رمضان ۸ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ عام الفتح
(غزوہ سال فتح مکہ) ہوا۔

صلح حدیبیہ کے میسوں میں جب شعبان ۸ء آیا تو بنو نضالہ نے جو
بنو بکر میں سے تھے اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلے میں
آدمیوں اور بہتیاروں سے ان کی مدد کریں، قریش نے ان سے وعدہ
کر لیا، الوتیر میں چھپ کے بھیس بدلے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے، صفوان
بن امیہ، حویطب بن عبد العزیٰ اور بکر بن حفص بن الاخیف
اس جماعت میں تھے۔

ان لوگوں نے رات کے وقت بنی خزاعہ پر حملہ کیا جب کہ وہ لوگ

غافل اور امن میں تھے، اُن کے بیس آدمی قتل کر دیے۔
قریش کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی، اور انھوں نے یقین کر لیا کہ یہاں
مدت اور عہد کا نقص ہے جو اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
درمیان ہے۔

عمر بن سالم الخزاعی چالیس خزاعی سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا،
یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اس مصیبت
کی خبر دی جو انھیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی۔ آپ
کھڑے ہو گئے، اپنی چادر کو کھینچے تھے اور فرماتے تھے کہ میری مدد بھی
نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں
اپنی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ یہ ابر بنی کعب کی مدد کے لیے ضرور برے گا۔
ابوسفیان بن حرب نے مدینے میں آکر آپ سے یہ درخواست
کی کہ آپ عہد کی تجدید اور مدت میں اضافہ کر دیں، مگر آپ نے اس سے
انکار کیا، ابوسفیان نے کھڑے ہو کے کہا کہ میں نے لوگوں کے سامنے
اجازت حاصل کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے
ابوسفیان تو یہ کہتا ہے، پھر وہ کئے واپس چلا گیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کیا، سالمہ پوشیدہ رکھا
اپنے کان بند کر لیے، اور دعا کی کہ اے اللہ اُن کی آنکھیں بند کر دے کہ
وہ مجھے ناگہانی طور کے سوا دیکھ نہ سکیں۔

جب آپ نے روانگی پر اتفاق کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو
ایک خط لکھا جس میں اس واقعے کی انھیں خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی بن ابی طالب اور المقداد بن عمرو کو روانہ کیا، ان دونوں نے حاطب کے خط اور
قاصد کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اطراف کے عرب کو بلا بھیجا، اُن کے
بڑے قبیلہ اسلم، غفار، مضرینہ، جہینہ، شحج اور قریظ تھے، ان میں سے بعض آپ سے
مدینے میں ملے اور بعض راستے میں، مسلمان غزوہ فقع میں دس ہزار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، اور اس رمضان میں یوم چہار شنبہ کو بعد عصر روانہ ہو گئے جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہنچے تو انہیں بن عمر بن العوام کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ اپنے آگے روانہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ جو شخص افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے، آپ روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو چھوٹے اور بڑے جمعہ کے (الحمد للہ ورایت) باندھے اور قبائل کو دیے۔

عشاء کے وقت مراظران میں اترے، آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انھوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی قریش کو آپ کی رہائی کی خبر نہ ہوئی، وہ غمگین، تھے کیونکہ اندیشہ تھا کہ آپ (ﷺ) سے جنگ کریں گے، قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے انھوں نے کہا کہ اگر تو محمد سے ملے تو ہمارے لئے اُن سے امان لے لیتا، ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بیدل بن ورقاء یہ روانہ ہوئے، جب انھوں نے لشکر دیکھا ۹۸ تو سخت پریشان ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو پہر حیدر عمر بن الخطاب کو عامل بنایا تھا، عباس بن عبد المطلب نے ابوسفیان کی آواز سنی تو (پکار کر) کہا ”ابو خظله“ اُس نے کہا ”لبیک“ (حاضر) (اے عباس) یہ تمہارے پیچھے کیا ہے، انھوں نے کہا، یہ دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تیری ماں اور تبرافانہان مجھے روئے تو اسلام لے آئے۔

عباسؓ نے اسے پناہ دی اُسے اور اُس کے دونوں ساتھیوں کو مدینہ منورہ میں پیش کیا، (تینوں) اسلام لے آئے، آپ نے ابوسفیان کے لئے یہ کردیا کہ جو شخص ان کے گھر میں داخل ہوا اُسے امان ہے، اور جو شخص اپنا دروازہ بند رکھے اسے بھی امان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آہن پوش لشکر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے آپ اپنی اونٹنی القصواء پر ابوبکر و اسید بن خبیر کے درمیان تھے، ابوسفیان کو

رُک لیا گیا تھا، جب انھوں نے وہ سامان دیکھا جس کی انھیں طاقت نہ تھی تو کہا اسے ابو الفضل (عباس) تمہارے حقیقے کی سلطنت تو بہت بڑھ گئی عباس نے کہا تمہاری خرابی ہو، یہ سلطنت نہیں ہے، یہ تو نبوت ہے، انھوں نے کہا بیشک اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (رایت) جھنڈا سعد بن عبادہ کے ساتھ تھا، آپ کو ان کی طرف سے یہ معلوم ہوا کہ قریش کے بارے میں کلام ہے اور ان سے وعدہ ہے تو آپ نے جھنڈا ان سے لے لیا، اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دیدیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کو کداز سے، نہیر کو کدخی اور خالد بن الولید کو اللیط سے داخل ہونے کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذخیرہ سے داخل ہو گئے، آپ نے لڑائی سے منع کر دیا، صرف چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا۔

عکرمہ بن ابی جہل، ہبائر بن الاسود، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، نقیس بن صبابۃ الیشی، حویرث بن ثقیف اور عبد اللہ بن ہلال بن خطیل الأدری۔ ہند بنت عتبہ، سارہ عمر بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی، قریظہ اور قریظہ۔ ان میں سے ابن خطیل، حویرث بن ثقیف نقیس بن صبابہ قتل کئے گئے۔ تمام شکر کو کوئی جمع نہیں ملا سوائے خالد کے، کہ انھیں الحندہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صفوان بن امیہ اور ہبیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل نے ان لوگوں نے انھیں اندر آنے سے روکا ہتھیار نکال لئے اور تیر اندازی کی، خالد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا ان سے جنگ ہوئی، جس میں چوہیں آدمی قریش کے اور چار آدمی ہذیل کے قتل ہوئے جو بچے وہ بہت بری طرح بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر کے پہاڑی راستے پر ظاہر ہوئے تو آپ نے ایک بجلی دیکھی فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں قتال سے منع نہیں کیا تھا کہا گیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو انھوں نے بھی تمہیں زنی کی، فرمایا اللہ کا فیصلہ ہے بہتر ہے۔

مسلماںوں میں سے دو آدمی مقتول ہوئے جو اس وقت بھول گئے، ابک کر بن بلال الغری

اور دوسرے خالد الاشقر الخزامی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الجحون میں چڑے کا خیمہ لٹایا گیا،
 زبیر بن العوام آپ کا جھنڈا لے گئے اور اُسے اُس (خیمے) کے پاس گاڑ دیا، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس کے اندر گئے،
 عرض کی بات اپنے مکان میں کیوں نہیں اُترتے۔

فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میں غلبہ و قوت کے ساتھ داخل ہوئے،
 لوگ خوشی سے اور ناگواری سے اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا، حالانکہ کہے کے گرد تین سو ساٹھ بیت تھے۔

آپ نے یہ کیا کہ جب کسی بیت کے پاس سے گذرتے تو اپنے ہاتھ کی
 لکڑی سے اُس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے: جاء الحق وزهق الباطل
 ان الباطل كان زهوقا (حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے والا ہے ہی)
 وہ بیت اوندھے منہ گر جاتا تھا۔

سب سے بڑا بیت پیدل کہے کے سامنے تھا، آپ مقام (ابر الہیم)
 میں آئے، جو کہے کے متصل تھا اُس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی،
 مسجد کے ایک کنارے بیٹھ گئے اور بلال کو عثمان بن طلحہ کے پاس کہے کی کنجی
 لانے کے لیے بھیجا، عثمان لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر قبضہ کر لیا
 اور (بیت اللہ کا) دروازہ کھولا، کہے کے اندر تشریف لے گئے، اس میں بھی
 دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آگئے۔

آپ نے دروازے کے دونوں پٹ بند کر دیے اور کنجی اپنے ہی پاس
 رکھی لوگوں کو کہے کے گرد لایا گیا تھا، آپ نے اس روز لوگوں کو نصیحت کی،
 عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی دیدی، اور فرمایا کہ: اے اولاد ابی طلحہ! اے ہمیشہ ہمیشہ
 کے لئے لو کہ وہ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں جھینے گا۔

پانی کی سبیل (سقاہ) آپ نے عباس بن عبد المطلب کو دی اور فسر یا ایک
 میں نے تعین دیا، نہ وہ تم سے غل کرے، اور نہ تم اس سے غل کرو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم بن اسد انحرامی کو بھیجا، انہوں نے حرم کے پتھروں کو درست کر دیا، ظہر کا وقت آگیا تو بلال نے، کعبے کی محبت کے لیے اذان دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد قریش سے قیامت تک (کفر پر) جنگ نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انحرور دین خیمے کے کعبے سے خطاب کر کے کہا کہ تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے، اللہ کی زمینوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر میں تجھ سے نکال دیا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تہوں کی طرف سرایا بھیجے جو کعبے کے گرد تھے، اور سب کو توڑ ڈالا ان میں سے الغزی، مناة، سواع، ثوانہ اور ذوالکفین تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یکے میں ندا دی کہ ہر شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنا گھر میں کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے۔
جب فتح کا دھواں مچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد خطبہ پڑھا (وعظ کہا) اور فرمایا کہ:

اللہ نے جس دن سے آسمان وزمین کو پیدا کیا (اسی دن سے) مکہ کو حرم (مقدس) و قتل و قتال سے محفوظ کر دیا ہے، وہ قیامت تک حرام ہے میرے لیے بھی دن کی ایک ساعت کے سوا کبھی حلال نہیں ہوا، اس کے بعد وہ اپنی حرمت و روضہ پر واپس چلا گیا، لہذا تم میں جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں، ہمارے لئے اس کے غنائم میں سے بھی کچھ حلال نہیں۔

آنحضرتؐ نے ۲۰ ہر رمضان یوم جمعہ کو مکہ معظمہ فتح کیا، پندرہ رات مقیم رہے، دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے رہے، پھر صبح خنین کی طرف روانہ ہوئے، مکے پر عتاب بن اسید کو عامل بنایا جو انہیں نماز پڑھاتے تھے، اور معاذ بن جبل کو جو حدیث و فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ ہر رمضان کو مکہ معظمہ (فتح مکہ کے سال) میں مدینہ سے روانہ ہوئے، آپؐ نے روزہ رکھا

الکدید پہنچے تو روزہ ترک کر دیا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آخر ہے۔

۱۰۰۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا جب الکدید پہنچے اور لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے یا لہ لیکے اس سے (یا نئی) پی لیا، پھر فرمایا، اے لوگو! جو رخصت کو قبول کرے (یعنی افطار کرے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسے قبول کیا ہے اور جو روزہ رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا ہے۔

لوگ آپ کے جدید سے جدید امر کا اتباع کرتے تھے، اور امر ناسخ کو محکم سمجھتے تھے (یعنی جس حکم نے سفر کر کے روزے کو منسوخ کر دیا اُسے یہی اودفع حکم سمجھتے تھے)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا، یہاں تک کہ الکدید پہنچے پھر آپ نے افطار کیا (روزہ ترک کر دیا)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے جدید سے جدید حکم کا اتباع کرتے تھے۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۲/ رمضان کو بلایا، ہم لوگ روانہ ہوئے حالانکہ روزہ دار تھے، جب الکدید پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر (ترک روزہ) کا حکم دیا، ہمیں شریعت میں اس حالت میں صبح جوئی کہ بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض تارک روزہ، جب ہم مراۃ النہران پہنچے تو آپ نے ہمیں اکاہ کیا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور ترک فطر کا حکم دیا۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفتح کر لیا تو ۱۰/ ۱۱/ رمضان کو ہم لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ ترک کر دیا، مگر نہ روزہ دار نے تارک روزہ کو برا کہا اور نہ تارک روزہ نے روزہ دار کو،

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن روزہ رکھا، جب آپ قدید آئے تو آپ کے پاس ایک پیالہ دودھ کالایا گیا۔ آپ نے افطار کر لیا اور لوگوں کو بھی افطار کرنے کا حکم دیا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰/ رمضان کو اس حالت میں کہ فتح کیا کہ آپ روزہ دار و مسافر و مجاہد تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ہزار یا دس ہزار کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ والوں میں سے دو ہزار کو خنیں لے گئے۔

ابن ابزی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مسلمانوں کیساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

عبداللہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم نے عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے۔ (ان کی مراد اپنی قوم مزینہ سے ہے)، اللہ نے مکہ اور خنیں آپ کے لئے فتح کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں اس طرح مکہ میں داخل ہوئے کہ سر بخود تھا، آپ نے اسے اتار ڈالا۔

معن دوسلی بن حارود نے اپنی حدیثوں میں بیان کیا کہ ایک آدمی آیا، اُس نے کہا یا رسول اللہ ابن خطل کہیے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے قتل کر دو۔

معن نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخبرم (احرام باندھے ہوئے) نہ تھے۔

انس بن مالک نے الزہری سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام الفتح میں اس حالت میں دیچھا کہ آپ کے سر بخود تھا، جب آپ نے اُسے اتار ڈالا تو ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ یہ ابن خطل ہے جو مجھے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں کبھی نعرہ اہل
کے داخل نہیں ہوئے سوائے یوم فتح کے کہ اس روز آپ بغیر احرام تھے
داخل ہوئے۔

جابر سے مروی ہے کہ عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح
داخل ہوئے کہ آپ یاہ عمامہ باندھے تھے۔
جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن طرح
داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوپر سے داخل ہوئے اور مکے کے نیچے سے باہر آئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھار
کے راستے اس گھائی سے داخل ہوئے جو مکے کے اوپر ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں بلند گھاٹی
سے داخل ہوئے تھے اور نیچی گھاٹی سے نکلے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح
مکہ کے روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج جنگ کا دن ہے اس لئے روزہ
اقتدار کر لو۔

ثبابہ نے شعبہ سے روایت کی کہ عمرو بن دینار نے عبید بن عمیر سے
صرف تین ہی حدیثیں سنیں۔

ابو سلمہ و یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کا دن ہوا تو عبد اللہ بن ام مکتوم آپ کے آگے
صفاء مردہ کے درمیان تھے اور یہ دشمنوں پر تھے تھے۔

يا حَبِطَ اَمَلَةٍ مِنْ وَادِي ۚ اَرْضُ بَهَا اَهْلِي وَعَوَادِي

”اے وادی کہ تیرا کیا کہنا ہے؟ تو ایسی نہیں ہے جس میں میرے اہل اور عبادت کیجا ہے“

اَرْضُ امْسِي بِهَا بِلَاهَادِي ۚ اَرْضُ يَهْأَتُ سَخِ اَوْ تَلَدِي

”تو ایسی زمین ہے جس میں میں بلا ہادی کہے جاتا ہوں تو ایسی زمین ہے جس میں میری بھینٹیں بھرتی ہیں“

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی سرح، قزتا، ابن الزبیری اور ابن خطل کے قتل کا حکم دیا ابوہریرہ ابن خطل کے پاس آئے جو کہنے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا، اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

انصار میں سے ایک شخص تھے جنہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر ابن ابی سرح کو دیکھیں گے تو اسے قتل کر دیں گے عثمان آئے، ابن ابی سرح، ان کا رضاعی بھائی تھا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی حالانکہ وہ انصاری تلوار کا قبضہ پکڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے کہ جب آپ اشارہ کریں تو وہ اسے قتل کر دیں۔

عثمان نے اس کی سفارش کی، آپ نے اسے چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری سے کہا کہ تم نے اپنی تذریکوں نہ پوری کی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھ کر منتظر تھا کہ جب آپ اشارہ فرمائیں گے تو میں اسے قتل کر دوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشارہ کرنا خیانت ہے نبی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

عمر بن الخطاب کے اعزہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ جب یوم فتح ہوا تو آپ نے صفوان بن امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب اور حارث بن شمام کو بلا بھیجائیں گے کہا کہ اللہ نے ان کے بدلے میں قدرت دی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو کچھ انہوں نے کیا آگاہ کریں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا "لا تشرب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین" (آج تم پر کوئی لامت نہیں ہے، اللہ تمہاری مغفرت کرے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(عمرؓ نے کہا کہ) پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن ناگوار افعال کی وجہ سے جو مجھ سے (زمانہ جاہلیت میں) سرزد ہوئے تھے شرمایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُن سے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا ہی۔

جابر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو جو بطحاء میں تھے زمانہ فتح مکہ میں یہ حکم دیا کہ وہ کعبے میں آئیں، اس میں جو تصویر ہو اُسے مٹا دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اُس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اُس کی تمام تصویریں نہ مٹا دیں گئیں۔

فصل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ تسبیح پڑھتے تھے، تکبیر کہتے تھے اور دعا کرتے تھے، رکوع نہیں کرتے تھے۔

۱۰۳ شعب کے والد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں کعبے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور جو کلمہ فرمایا اُس میں یہ فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح کے میں ایک دھواں تھا، اور اللہ کے قول کے بھی معنی ہیں ”یوم تاتی السماء بدخان مبین“ (جدی اسان کھلا ہوا دھواں لائے گا)۔

عبداللہ بن المغفل سے مروی ہے کہ میں نے یوم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی پر دیکھا کہ آپ جارہے تھے، سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے اُسے دہرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اگر لوگ میرے گرد جمع نہ ہوتے تو میں ضرور دہراتا جیسا کہ دہرایا گیا۔

عباس بن عبداللہ بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دو مرتبے روز فرمایا کہ جاہلیہ کی سخت اور اُس کا فخر اپنے سے دور کر دو، کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے ہیں۔

دہب بن ننبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ آیا تمہیں یوم فتح میں کچھ غنیمت ملی تو انہوں نے کہا نہیں۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا، آپ کے میں اٹھارہ شب اس طرح مقیم رہے کہ دو رکعت نماز (تھوڑے سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ (نمازیں) قصر کر رہے تھے یہاں تک کہ آئے ہم وہاں دس روز اسی طرح رہے کہ آپ قصر کرتے رہے یہاں تک کہ واپس ہوئے۔
عبداللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں مکہ میں پندرہ رات بھر کر نمازیں قصر کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ خنین روانہ ہوئے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹/ رمضان کو مدینہ سے نکلا، ۱۰/ کو روانہ ہو کر دو رکعت پڑھتے رہے مکہ میں آئے تو وہاں آپ آدھے مہینے بھر کر نمازیں قصر کرتے رہے، پھر ۲/ رمضان کو خنین روانہ ہو گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد مکہ میں شہرہ روز بھر کر دو رکعت پڑھتے رہے۔
عراق بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں پندرہ رات نماز پڑھی، آپ دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ زمانہ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اٹھارہ شب مقیم رہے، لیکن دو دو رکعت ہی نماز پڑھتے رہے شہرہ ابھنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عام الفتح میں روانہ ہوئے، آپ پندرہ شبانہ روز مقیم رہے۔
ام ہانی کی ایک آزاد کردہ لونڈی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے ایک برتن منگایا، غسل کیا پھر چار رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو مرہ کو خبر دی کہ وہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں ایک شخص کے بارے میں جس کے لئے وہ امان چاہتی تھیں گفتگو کرنے کے لئے داخل ہوئیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اندر تشریف لائے کہ آپ کے سر اور ٹاڈھی پر

غبار پر ابوا تمہا آپ ایک کپڑے میں مستور ہو گئے غسل کیا اور کپڑے کے دونوں
رخ بدے (یعنی آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے کیا) پھر آپ نے چاشت کی
آٹھ رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی بنت ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب مکہ معظمہ فتح کیا تو ام ہانی کے پاس نبی محضوم کے دو آدمی بھاگ کر آئے
انہوں نے دونوں کو پناہ دیدی، علیؑ ان کے پاس آئے اور کہا میں ان دونوں
کو ضرور قتل کروں گا۔

(ان دام ہانی) نے کہا کہ جب میں نے انہیں یہ کہتے سنا تو میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جو مکے کے اعلیٰ (بلند حصے) میں تھے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مر جیا کہا اور فرمایا کہ اے ام ہانی تمہیں
کون سی ضرورت لگتی، میں نے کہا یا نبی اللہ میں نے اپنے دو بھائیوں سے
دو آدمیوں کو پناہ دیدی ہے، مگر مائی کا ارادہ ان کے قتل کرنے کا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے تم نے پناہ دی اُسے ہم نے بھی
پناہ دیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لئے نکھڑے ہوئے تو غافلہ
نے ایک کپڑے سے پردہ کیا، پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کے اڑھ لیا اور
آٹھ رکعت نماز چاشت کی پڑھی۔

سعید بن سالم الکلبی نے ایک شخص سے روایت کی جس کا انہوں نے
نام بھی لیا تھا (مگر راوی کو نام یاد نہیں ملا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب مکہ فتح کیا تو آپ نے اس کے بازار پر سعید بن سعید بن العاص بن امیہ کو عامل بنایا
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو سعید بن سعید آپ کے
ہجرہ روانہ ہوئے اور طائف میں شہید ہوئے۔

ابن جریر سے مروی ہے کہ جب عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
طائف کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے ہبیرہ بن بھیل بن العجلان التمیمی کو
کچے پر قائم مقام بنایا۔ جب آپ طائف سے واپس آئے احمد مدینی کی روایت
کا ارادہ کیا تو کشتہ میں عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ اور حج کا عامل بنایا۔

عادت بن مالک بن برصاء سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم الفتح میں کہتے سنا اس کے بعد قیامت تک رکے میں قریش سے بغیر جنگ نہ کیجئے گی۔

سیرۃ خالد بن الولید

۲۵، رمضان ۸ شہ کو بجانب الغری دبت (خالد بن الولید کا سر یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ فتح کیا تو خالد بن الولید کو الغری کی جانب بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں وہ آپ کے اصحاب کے تیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے، اور وہاں پہنچ کر اُسے منہدم کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا: کیا تم نے کوئی چیز دیکھی انھوں نے کہا نہیں، فرمایا: پھر تو تم نے اُسے منہدم نہیں کیا، واپس جاؤ اور اسے منہدم کرو۔

خالد لوٹے، وہ غصے میں تھے، انھوں نے اپنی تلوار میان سے باہر کر لی ان کی طرف ایک عورت نکل کر آئی جو برہنہ، بیاہ اور بکھرے ہوئے بال والی تھی، اس پر مجبور چلانے لگا، خالد نے اُسے مارا اور وہ ٹکڑے کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا: ہاں یہی عزیٰ تھی، جو ہمیشہ کے لئے اس امر سے مایوس ہو گئی کہ تمہارے بلا وہیں اُس کی پریشانی کیجائے، وہ مقام نخلہ میں تھی اور قریش اور تمام بنی کنانہ کے لئے ان کے بتوں میں سب سے بڑی تھی، اس کے خلع اور جامہ بنی سلیم میں سے بنی حیدر تھے۔

سیرۃ عمرو بن العاص

رمضان ۸ شہ میں سواخ کی جانب سیرۃ عمرو بن العاص ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو سواع کی طرف روانہ کیا جو ہذیل کا بت تھا کہ اُسے منہدم کر دیں۔

عمرو نے بیان کیا کہ میں وہاں پہنچا تو اس بت کا مجاور ملا، اس نے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو منہدم کر دوں، اس نے کہا تم اس پر قادر نہ ہو گے میں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ محفوظ ہے، میں نے کہا، اب تک تو باطل ہی میں ہے، تیری خرابی ہو، کیا وہ سنتا ہے یا دیکھتا ہے؟

میں اُس کے قریب گیا اور اُس سے توڑ ڈالا، اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خزانے کی کوٹھڑی منہدم کر دیں مگر اُس کو ٹھہری میں انھیں کچھ نہ ملا میں نے مجاہد سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا تو اُس نے کہا میں اللہ کے لئے اسلام لاتا ہوں۔

سریہ سعد بن زید الاشہلی

رمضان شعبہ میں بجانب مناة سریہ سعد بن زید الاشہلی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے سعد بن زید الاشہلی کو مناة کی جانب روانہ کیا جو الحلل میں فغان اور اوس و غزرج کا بت تھا فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید الاشہلی کو بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں۔

سعد میں سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں ایسے وقت پہنچے کہ اُس پر ایک مجاور بھی تھا، مجاور نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا مناة کا انہدام اُس نے کہا: تم اور یہ کام؟

سعد اُس بت کی طرف بڑھے، اتنے میں اُن کی جانب ایک عورت بیاہ اور برہنہ، راگندہ بال والی نکل آئی جو کوس وہی تھی اور اپنے پیٹے پر سار رہی تھی مجاور نے کہا: اے مناة! اپنا غضب ظاہر کر، سعد بن زید الاشہلی اُس سے مارنے لگے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئی، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بت کیا کہ

متوجہ کر دیا، لوگوں نے بت کو توڑ ڈالا، مگر خزانے میں کچھ نپایا، سعد اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، یہ واقعہ ۲۴/رمضان ۸ھ کو ہوا۔

سریہ خالد بن الولید

شوال ۸ھ میں بنی جذیمہ کی طرف جو بنی کنانہ میں سے تھے اور مکے سے نیچے یلم کے فراع میں ایک تنب کے راستے پر تھے خالد بن الولید کا سریہ ہوا، یہی (سریہ) یوم الغمیصہ تھا (یعنی جنگ مقام الغمیصہ)۔

جب خالد بن الولید غزی کے توڑنے سے لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں مقیم تھے، تو آپ نے انھیں بنی جذیمہ کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا، لیکن انھیں مقاتل و جنگجو بنائے نہیں بھیجا تھا۔ وہ ہاجرین و انصار بنی سلیم کے تین سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے،

خالد ان کے پاس پہنچے، تو پوچھا، تم کون لوگ ہو؟ ان لوگوں نے کہا، ہم مسلمان، ہم نے ناز پر راضی تھے محمدؐ کی تصدیق کی ہے، اپنے میدانوں میں مسجدیں بنائی ہیں اور ان میں اذان کہی ہے۔ انھوں نے کہا، تمہارے پاس ہتھیار لگا کیا حال ہے، جواب دیا کہ چارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان عداوت ہے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہوں گے، تو ہم نے ہتھیار لے لئے خالد نے حکم دیا کہ ہتھیار رکھو، انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خالد نے سب کو گرفتار کر دیا اور بعض کی شکلیں بھی کس دیں، اور سب کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو خالد نے مذاہی کہ جس کے حملہ قیدی ہو وہ تلوار سے اس کا کام ختم کر دے، بنو سلیم نے توجہ ان کے ہاتھ میں تھے انھیں قتل کر دیا، لیکن ہاجرین و انصار نے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

خالد نے کچھ کیا وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں خالد کے فعل کی تجھے ہدایت چاہتا ہوں آپ نے علی بن ابی طالب کو روانہ کیا، انھوں نے

مقتولین کا خون بہا دیا اور نقصان کی تلافی کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آکر آپ کو اس کی خبر دی ۔

الوحدرہ سے مروی ہے کہ میں اس لشکر میں خالد بن الولید کے ہمراہ تھا جس نے یوم الفصیص، میں بنی جذیمہ پر حملہ کیا ہم اُن کے ایک ایسے شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ اُن عورتوں کو بچانے کے لئے لڑنے لگا اور یہ رجز پڑھنے لگا ۔

رخین اذ یال الحفاء ولایعن ۛ مستی حیبات کان لیسر طلعن
 (اے عورت) ازار کے واسطے چھوڑ دے اور توقف کر، سپولیوں کی جان کر گیا
 حرف کرتے ہی نہیں،

ان یمنع القوم ثلاث ثم یمنعن

اگر تو م کوئی آدمی بھی روکیں تو ضرور بچ جائے
 اُن عورتوں کی جانب سے اُس نے تین تنہا اس سے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں پہاڑ پر چڑھانے لگا ۔

راوی نے کہا کہ اتفاقاً ہم ایک اور شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ بھی اُن کی جانب سے لڑنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا ۔

قد سلطت بیضاء تلحی العوسا ۛ لا تملا اللجین منہا فہسا
 گوری سرخ کو لے والی عورت بے جان لیا کہ، بکری والا اور اونٹ والا اُس کی حفاظت کر لگا
 لا ضربن الیوم ضربا وعسا ۛ ضرب المذبذبن الخاضع العسا
 آج میں ضرور بے نسا کر دینگا ، جس طرح کوئی مرد بے نیاز کرتا ہے

اُس نے اُن کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں پہاڑ پر چڑھانے لگا
 (راوی نے کہا کہ) ایک اور شخص سے ہم ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ اُن کی طرف سے لڑنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا ۔

قد سلطت بیضاء تلحی العوسا ۛ لا تملا اللجین منہا فہسا
 ایسی گوری سرخ کو لے والی عورت بے جان لیا کہ اس کے گوت کہتے ہیں جھوٹا
 لا ضربن الیوم ضربا وعسا ۛ ضرب المذبذبن الخاضع العسا

آج میں صوبہ تیز سفر کروں گا اُن لوگوں کا سامنا سفر چھری چوٹی نشت اور گردن والے ارٹوں کو

ہلکاتے ہیں

اُس نے اُن کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں ہار پر چڑھائے گیا خالد نے کہا کہ ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو۔

عصام المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن خلد کے روز (بطن خلد سے غزلی کے منہ دم ہونے کا دن مراد ہے) ہمیں بھیجا اور فرمایا کہ جس آبادی میں لعان نہ ہو یا مسجد نہ دیکھو وہاں لوگوں کو قتل کرو، اتفاقاً ہم ایک شخص سے ملے اُس سے پوچھا کہ تو کافر ہے یا مسلم اُس نے کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو ٹھیر جاؤ، ہم نے اُس سے کہا کہ اگر تو کافر ہو گا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے، اس نے کہا مجھے اتنی بہلت وہ کہ میں عورتوں کی حاجت پوری کر دوں وہ اُن میں سے ایک عورت کے قریب گیا اور کہا اے حبیب عیش کے خاتمے پر اسلام لے آؤ۔

آذنبک اخطا لکنک فوجدتک بجلیدہ او ادسکتک بالحوافی

کیا تو نے دیکھا کہ جب میں نے تمہاری تلاش کی تھی اور پھر تمہیں پایا تھا یا تو مقام جلید میں یا تھا یا حوافی میں اما کان اهلان ینوئل عاشق تکلف اذ کالج السوئی والودائی کیا ما شئس کا اہل ہنسا کہ اس کے ساتھ خیانت کیلئے جس نے راتوں میں رات گزریں میں جیلے کی تکلیف رات کی فلاذ نسبلی قد قلت اذ لحنی جیہا اشیبی بوڈ قبل احدى البوائی پھر یہ کہی گناہ نہیں مہ نے اُسی وقت کہی تھا تب کہ ہم پڑوسی تھے، اسے عورت محبت کی جزا دے کسی ایک نازل ہونے والی مصیبت کے قبل۔

اشیبی بوڈ قبل ان تخط السوئی وینا لی امیری بالحیب المعلق

محبت کی جزا دے قبل اس کے گھر دور جو، اور میرا جلائی کرنے والا میرا مجھ کے دور کو اس عورت نے کہا ہاں، تو دس اور سات سال پہلے در پہے اور آٹھ سال جن میں بہلت ہو زندہ رہے،

پھر ہم لوگ اُس کے قریب گئے اور اس کی گردن مار دی، وہ عورت آئی اور اس پر

تیرا نمازی کو تلے لگی یہاں تک کہ مر گئی۔
سفیان نے کہا کہ وہ عورت خوب پڑگوشٹ تھی۔

غزوہ حنین

شوال ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حنین ہوا کسی کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں حنین ایک وادی ہے اس کے اور کے کے دریاں تین رات کا راستہ ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہوازن اور ثقیف کے اشراف ایک دوسرے کے پاس گئے، انھوں نے اتفاق کر لیا اور بغاوت کر دی، ان میں مالک بن عوف النصری نے جمع کیا جو اس زمانے میں تیس سال کا تھا، اس کے حکم پر وہ لوگ اپنے ہجرہ مال، عورتوں اور بچوں کو لے آئے، وہ اداس میں اترے اور ان کے پاس امداد بھی آنے لگی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (بغرض مقابلہ) جانے کا ارادہ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ۶/ شوال یوم شنبہ کو باہر ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں دس ہزار اہل مدینہ تھے اور دودھنڑ اہل مکہ روانہ ہوئے ابو بکر نے کہا کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے مشرکین بھی روانہ ہوئے جن میں صفوان بن امیہ بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوز رہیں مع سامان کے عادیہ لی تھیں، شب سہ شنبہ ۱۰/ شوال کو شام کے وقت آپ حنین پہنچے۔

مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو روانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خبر لائیں، وہ لوگ اس طرح اس کے پاس واپس گئے کہ رعب کی وجہ سے ان کے جوڑ جڑ الگ ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی جندبہ کو روانہ کیا، وہ ان کے لشکر میں داخل ہوئے، اس میں گھوڑے اور ان کی خیرات بھجواتی تھیں، مالک بن عوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف قصد کیا، اس نے انھیں ماضی میں میں، طیار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ سب محمد اور ان کے اصحاب پر ایک ہجوم سے

حکم کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح ستر کے لپٹا رکھا اور ان کی چند صفیں بنا دیں، الوہب (چھوٹے جھنڈے) اور ریاات (بڑے جھنڈے) ان کے مستحقین کو دیے۔ مہاجرین کے ہمراہ ایک لواء (چھوٹا جھنڈا) تھا جسے علی بن ابی طالب اٹھائے تھے اور ایک رایت (بڑا جھنڈا) تھا جسے سعد بن ابی وقاص اٹھائے تھے، ایک رایت (بڑا جھنڈا) عمر بن الخطاب اٹھائے تھے۔

خروج کا لواء (چھوٹا جھنڈا) جباب بن المنذر اٹھائے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ خزرج کا ایک دوسرا لواء (چھوٹا جھنڈا) سعد بن عبادہ کے ہمراہ تھا، اولیٰ کا لواء (چھوٹا جھنڈا) اُمید بن حنفیہ کے ہمراہ تھا، اوس و خزرج کے ہر طبقہ (شاخ قبیلہ) میں لواء یا رایت تھا جسے انھیں کا ایک نام زد شخص اٹھائے تھا، قابل عرب میں سب کے پاس الوہب درایات (چھوٹے بڑے جھنڈے) تھے جنہیں انھیں کی نام زد جماعت اٹھائے تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مکہ سے روانہ ہوئے آپ نے سلیم کو مقدمہ بنایا، اور ان پر خالد بن الولید کو عامل کیا، برابر مہرہ آپ کے مقدمے پر (عامل) رہے یہاں تک کہ وہ ابھرانہ میں اُترے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی النہین میں تیاری کے ساتھ پہنچے، آپ سفید خمر و لدل پر سوار ہوئے، آدھ وز رہیں اور مخضر و خومہ بھی پھر ہوازن کے آگے کوئی شے نہ نظر آئی جس کے مثل تاریکی و کثرت کبھی انھوں نے نہ دیکھی تھی اور وہ صبح کے وقت کی تاریکی میں تھی۔

وادی کے تنگ راستوں اور اس کی گھاٹیوں میں سے لشکر بکھلے، انھوں نے ایک دم سے حملہ کر دیا، نبی سلیم اور ان کے ساتھ اہل کہ اور دوسرے لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے "اے اللہ اور اس کے مددگارو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی طرف واپس آئے، آپ کے پاس وہ لوگ بھی لوٹے جو بھاگے تھے۔

اُس روز آپ کے ہمراہ عباس بن عبد المطلب، علی بن ابی طالب، فضل بن عباس، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب، ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب، ابوبکر و عمرؓ اور اسامہ بن زید اپنے چند گھروالوں اور ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عباس سے آپ فرماتے لگے کہ تم یہ ندا دو "اے گروہ انصار اے اصحاب السمر، اے اصحاب سورۃ البقرہ" انھوں نے ندا دی اور وہ تھے بھی بڑی آواز والے، لوگ اس طرح متوجہ ہوئے گویا وہ اونٹ ہیں، جب وہ اپنے بچوں پر شفقت کرے، اُن لوگوں نے کہا: یا لبیک یا لبیک پھر مشرکین پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور ان کا لڑنا دیکھا تو فرمایا: اب جنگ شروع ہو گئی، میں نبی ہوں، قتل نہیں ہے، میں عبد المطلب کا فرزند ہوں، پھر عباس بن عبد المطلب سے فرمایا کہ مجھے کنکریاں دو، انھوں نے آپ کو زمین سے کنکریاں دیں، آپ نے شاہت الوجہ (چہرے برسے ہوں) کہ گروہ کنکریاں مشرکین کے چہروں پر پھینکیں، اور فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے مجھ کو اللہ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، وہ اس طرح بھاگے کہ اُن میں سے کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اُسے قتل کر دیا جائے، مسلمان غضبناک ہو کر اُنھیں قتل کر رہے تھے، حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی اُن سے نہ بچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا۔ مخنین کے روز ملائکہ کی شناخت سرخ حماسے سے تھی، جنہیں وہ اپنے ثاتوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کو قتل کرے اور اُس کے پاس اس پر شہادت بھی ہو تو اس کا اسباب اس (قاتل) کے لئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی تلاش کا حکم دیا، اُن میں سے بعض طائف پہنچے، بعض نخلہ کی طرف، اور اُن کی ایک جماعت اوٹاس روانہ ہوئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر الاشعری کے لئے لواء (چھوٹا جھنڈا) باندھا، انھیں ان لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو سلمہ بن الاکوع بھی تھے۔ مسلمان حبشہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ لوگ رک رہے تھے۔

ابو عامر نے ان میں سے جو جنگجو بول کو قتل کر دیا، دسواں آدمی ظاہر ہو کر ابو عامر کے پاس آیا، اس نے ابو عامر کو تلوار ماری اور انھیں قتل کر دیا۔

ابو عامر نے ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا، انھوں نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے فتح دی، انھوں نے ابو عامر کے قاتل کو بھی قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ ابو عامر کی مغفرت فرما اور انھیں جنت میں میری امت کے اعلیٰ طبقے میں کر۔ آپ نے ابو موسیٰ کے لئے بھی دعا فرمائی۔

مسلمانوں میں سے ابن بن علی بن زید الخزرجی جو ام ابن کے بیٹے اور اسامہ بن زید کے انبیائی بھائی تھے، سر قلم بن الحارث بن علی بن زید بن نوذان بھی قتل ہوئے، بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ جنگ بہت شدید ہوئی۔ پھر بنی رباب کے ساتھ عبداللہ بن قیس نے جو مسلمان تھے کہا کہ بنی رباب تو ہلاک ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ ان (مسلمانوں) کی مصیبت (کی مکافات) پوری کر دے، مالک بن عوف گھائیوں میں سے ایک گھائی پر کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اس کے کمزور ساتھی چلے گئے اور ان کا آخری آدمی تک آگیا، پھر وہ (مالک) بھاگا اور قصر بلیہ میں پناہ لی اور کہا جاتا ہے کہ ثقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں اور اموال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا، وہ سب یکجا کیا گیا۔ مسلمانوں نے اس کو ابھرانہ میں منتقل کر دیا، وہاں رکھا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے، مسلمان اپنے اپنے ماٹبانوں میں تھے جہاں وہ دھوپ سے بچاؤ میں تھے، قیدی چھ ہزار تھے، اونٹ چوبیس ہزار، بکریاں چالیس ہزار سے زائد اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں (کے فیصلے) میں اس لئے

دیہ فرمائی کہ (شاید) اُن کا وفد آپ کے پاس آئے، آپ نے مال سے ابتدا کی اُسے تقسیم کیا، سب سے پہلے اُن لوگوں کو دیا جن کی تالیف مقلب مقصود تھی، آپ نے ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سواونٹ دیئے، انھوں نے کہا میرا بیٹا یزید ہے، تو آپ نے فرمایا، اسے بھی چالیس اوقیہ اور سواونٹ دو، انھوں نے کہا میرا بیٹا معاویہ ہے، آپ نے فرمایا، اسے بھی چالیس اوقیہ اور سواونٹ دو۔

حکیم بن حزام کو سواونٹ دیئے، اس نے آپ سے اور سو کی درخواست کی تو آپ نے وہ بھی اُسے دیئے، آپ نے نصر بن الحارث بن کلدہ کو سواونٹ دیئے، اسید بن جاریہ الشقی کو بھی سواونٹ دیئے، غلاب بن حارثہ الشقی کو پچاس اونٹ دیئے، مخمر بن نوفل کو بھی پچاس اونٹ دیئے، حارث بن ہشام کو سواونٹ دیئے، سعید بن ربیع کو پچاس اونٹ دیئے، صفوان بن امیہ کو سواونٹ دیئے، قیس بن عدی کو سواونٹ دیئے، عثمان بن وہب کو پچاس اونٹ دیئے، ہبیل بن عمرو کو سواونٹ دیئے، حبیط بن عبد الغزی کو سواونٹ دیئے، ہشام بن عمرو العامری کو پچاس اونٹ دیئے، اقرع بن حابس المیمی کو سواونٹ دیئے، عیینہ بن جھن کو سواونٹ دیئے، مالک بن عوف کو سواونٹ دیئے، عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ دیئے، تو اس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا، آپ نے اُسے سواونٹ دیئے، اور کہا جا تلہ ہے کہ پچاس دیئے۔

پھر سب آپ نے خمس میں سے دیا، اور یہی تمام اقوال میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت ہے، آپ نے زید بن ثابت کو لوگوں کے اور مال غنیمت کے شمار کرنے کا حکم دیا، پھر اُسے لوگوں پر تقسیم کر دیا، شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس مکریاں ہوئیں، اگر کوئی سوار تھا تو اس نے بارہ اونٹ اور ایک سو بیس مکریاں لیں، اور اگر اس کے ہمارے ایک گھوڑے سے نائد تھا تو اس کا حصہ نہیں لگایا گیا۔

۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوازن کا وفد آیا جن کا رئیس

ترہیز بن صُروتھا، اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی چچا ابو رزقان بھی تھا، اُن لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ قیدیوں کے معاملے میں احسان کریں، فسرمایا کہ تمہیں اپنی عورتیں اور بچے زیادہ محبوب ہیں یا مال، اُنھوں نے کہا ہم تمہارے کوئی چیز برابر نہیں کر سکتے۔ فرمایا جو میرا اور عبد المطلب کی اولاد کا ہے وہ تو تمہارا ہے اور میں تمہارے لئے لوگوں سے درخواست کروں گا۔

ہاجر بن وانصار نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ میں اور بنی تمیم تو نہ (دیں گے) عیینہ بن حصن نے کہا کہ میں اور بنی فزارہ نہ (دیں گے) عباس بن مرداس نے کہا کہ میں اور بنو سلیم واپس نہیں کریں گے بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، تو عباس بن مرداس نے کہا کہ تم لوگوں نے میری توہین کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جماعت (دفعہ کی) مسلمان ہو کر آئی ہے، میں نے اُن کے قیدیوں (کے فیصلے) میں تاخیر کی تھی، میں نے انھیں اختیار دیا تھا مگر اُنھوں نے عورتوں اور بچوں کے مساوی کسی چیز کو نہیں کیا، جس کے پاس اُن میں سے کوئی ہو اور وہ دل سے واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ اچھا ہے جو نہ راضی ہو تو وہ بھی اُنھیں واپس کر دے، مگر یہ ہم پر قرض ہو گا اُن چھ حصوں میں جو اللہ ہمیں سب سے پہلی عنایت دے گا، اُنھوں نے کہا ہم راضی ہیں اور ہم نے مان لیا، اُنھوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے، اُن میں سے سوائے عیینہ بن حصن کے کسی نے اختلاف نہیں کیا، اس نے اُن کی اس بڑھیا کے واپس کرنے سے انکار کیا جو اس کے قبضے میں گئی تھی، آخر اس کو بھی اس نے واپس کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو ایک ایک قطبیہ (قطکا کپڑا) پہنایا تھا۔

جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عطا دیگی جو قریش

اور عرب میں تھی تو انھوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لیکے واپس جائیں اور تم رسول اللہ کو لیکے اپنے کجاووں کی طرف واپس جاؤ، انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم تقیم اور حقے میں آپ پر راضی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ انصار پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شنبہ ۵ / ذی القعدہ کو البجرانہ پہنچے وہاں تیور عزم مقیم ہے۔

جب مدینہ کی ویسی کا ارادہ کیا تو آپ شب چار شنبہ ۱۸ / ذی القعدہ کو روانہ ہوئے، عمر کا احرام باندھا اور مکے میں داخل ہوئے، پھر طواف وسیع کی اور اپنا سرمہ ڈایا، اسی رات آپ شب باش کی طرح البجرانہ واپس آئے، پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو آپ مدینہ واپس ہوئے، آپ وادی البجرانہ میں چلے یہاں تک کہ نہر پر نکلے اور مر الظهران کا راستہ اختیار کیا، پھر مدینہ کا، صلی اللہ علیہ وسلم، عبداللہ بن عباس نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم بارہ ہزار کے ہمراہ ہوازن میں آئے، آپ نے ان میں سے اتنی قتل کئے جتنے بدر کے دن قریش میں سے قتل کئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یثیلی زمین سے نمٹی لی پھر اسے ہمارے چہروں پر پھینکا جس سے ہم بھاگ گئے۔

عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ یوم خنین میں مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے پشت پھیر لی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ سوائے ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب کے کوئی نہ تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف تیزی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

پھر آپ کے پاس میں آیا، حجر کی لگام پکڑ لی، آپ اپنے سفید حجر پر تھے، فرمایا ”اے عباس پکارو و اے اصحاب السمر میں بلند آواز دلا“

آدمی تھا، اپنی بلند آواز سے ندادی ”کہاں ہیں اصحاب السمر“ وہ اس اونٹ کی طرح جو اپنے بچوں پر شفقت کرے ”یا لہیک، یا لہیک، یا لہیک“ کہتے ہوئے آئے۔

مشرکین بھی آئے ان کا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا، دو مرتبہ انصار نے ندادی ”اے گروہ انصار“ اے گروہ انصار“ پھر ندادی (پکار) صرف بنی حارث ابن الخزرج ہی میں رہ گئی، انھوں نے ندادی ”اے بنی حارث بن الخزرج“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیر پر سے اوپنچے ہو کر ان کی لڑائی معایت فرمائی اور کہا، یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے آپ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں، اور انھیں پھینک دیا، پھر فرمایا، رب کعبہ کی قسم بھاگو، واللہ ان کی حالت بدلتی رہی ان کی تلوار کندھ ہوتی رہی، یہاں تک کہ اللہ نے انھیں شکست دیدی،

الزہری نے کہا کہ مجھے ابن السیب نے خبر دی کہ اُس روز مسلمانوں کو چھ ہزار قیدی ملے، مشرکین مسلمان ہو کر آئے اور کہا کہ یا بنی اللہ آپ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، آپ نے ہمارے مال، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا، فرمایا، میرے پاس دہی قیدی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو، سب سے بہتر بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو، تمھیں اختیار ہے کہ یا تو تم مجھ سے اپنے بچوں اور عورتوں کو لے لو یا اپنا مال، انھوں نے کہا، ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ حساب میں کوئی چیز عورتوں اور بچوں کے مساوی کریں۔

بنی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے ہیں، تم نے عورتوں بچوں اور مال میں اختیار دیا تھا مگر انھوں نے حساب میں کسی چیز کو عورتوں بچوں کے مساوی نہیں کیا لہذا جس کے پاس ان میں سے کچھ ہو اور اس کا دل واپس گرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ بہتر ہے جو راضی نہ ہو تو وہ جہنم دیدے، یہ ہم پر قرض ہو گا، جب ہم کچھ پائیں گے تو یہ قرض ادا کر دیں گے۔

اُنھوں نے کہا: یا بنی اللہ ہم راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم، شاید تم میں کوئی ایسا ہو جو راضی نہ ہو، لہذا تم لوگ اپنے نمائندے بھیجو جو ہمارے یاس اسے پیش کریں آپ کے پاس نمائندے پیش کئے گئے کہ وہ لوگ راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں،

ابو عبد الرحمن الفہری سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد تھے سخت تیز اور شدید گرمی والے دن میں روانہ ہوئے، ایک درخت کے سایے کے نیچے اترے، جب آفتاب مچل گیا تو میں نے اپنی رہ پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوا، آنحضرت اپنے خیمے میں تھے، میں نے کہا، السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ علیہ، چلنے کا وقت آگیا، آپ نے فرمایا اچھا پھر فرمایا: اے بلال! وہ ببول کے نیچے سے اس طرح اُٹھے کہ گویا اُن کا سایہ طائر چڑیا، کا سایہ ہے اور کہا، اللہ ایک وسیع دیک میں آپ پر فدا ہوں، آپ نے فرمایا: میرے گھوڑے پر زین کس دو،

اُنھوں نے ایک زین نکالا جس کے دونوں دامن بھور کی چھال کے تھے، مگر کچھ نقص نہ تھا، زین کس دیا، آپ سوار ہوئے اور ہم سارا ہم بھی سوار ہوئے، رات بھر ہم نے اُن کے مقابلے میں صفت بندی کی، دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی لوسو گئی، مسلمانوں نے پشت چھیری، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر فرمایا اے گروہ ہماجیر! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے کود پڑے، آپ نے ایک مٹھی مٹی لی، مجھے اُنھوں نے خبر دی جو مجھ سے زیادہ آپ کے نزدیک تھے کہ وہ مٹی آپ نے مشرکین کے منہ پر ماری اور فرمایا چہرے پر سے چل، اللہ نے ان کو شکست دے دی،

یعنی بنی عطا نے بیان کیا کہ مجھ سے اُن (مشرکین) کے بیٹوں نے

اپنے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھر گئی ہو، پھر ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک آواز مثل اُس آواز کے سنی جو لوہے کے (صیقل کے لئے) نئے ٹشٹ پر گزارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

سفرہ سے مروی ہے کہ یوم حنین بارش کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا تو اس نے منادی کہ نماز کیا دوں میں ہوگی۔ ابوالملیح کے والد سے مروی ہے کہ حنین میں ہم پر بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منادی نے منادی کہ نماز کیا دوں میں ہوگی۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ یوم حنین میں منادی گئی کہ اے صاحب سورۃ البقرہ وہ اپنی تلواروں کو لے کے آئے جو مثل شہاب (ٹوٹتے تاروں) کے تھیں، پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی

شوال ۳۷ھ میں ذی الکفین کی جانب جو عمرو بن محمد کابت تھا طفیل بن عمرو الدوسی کا سریہ ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جا۔ نے کا ارادہ کیا تو طفیل بن عمرو الدوسی کو ذی الکفین کی طرف بھیجا، جو عمرو بن محمد الدوسی کابت تھا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں، ان کو آپ نے حکم دیا کہ اپنی قوم سے امداد حاصل کریں اور آپ کے پاس طائف میں آجائیں، وہ تیزی کے ساتھ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے، انھوں نے ذی الکفین کو منہدم کر دیا، اس کے چہرے میں آگ لگانے لگے اُسے جلانے لگے اور کہنے لگے۔

یا ذی الکفین لست من عبدک
میلادنا اقدم من میلادک

اے ذوالکفین ہم تیرے بدوں میں نہیں ہیں رُ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے

انی خششت النار فی فواد کا

میں تیرے دل میں آگ لگا دی ہے

۱۱۴ ان کے ہمراہ قوم کے چار سواد می فوراً روانہ ہو گئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف آنے کے چار روز بعد آپ کے پاس پہنچے، آپ دبابہ (قلعہ شکن آلہ) اور منجنیق (پتھر پھینکنے کا آلہ) بھی لائے، آپ نے فرمایا: اے گروہ ازو، تمہارا جھنڈا کون اٹھائے گا، طفیل نے کہا کہ جو اسے جاہلیت (حالت کفر) میں اٹھاتے تھے وہ نعمان بن بازہ ابھی ہیں، فرمایا تم نے درست کہا۔

غزوہ طائف

شوال ۳۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ طائف ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے بقصد طائف روانہ ہوئے، خالد بن الولید کو اپنے مقدمے پر آگے روانہ کیا، ثقیف نے اپنے قلعے کی مرمت کر لی تھی اس کے اندر اتنا سامان رکھ لیا تھا کہ ایک سال کے لئے کافی ہو، جب وہ او طاس سے بھاگے تو اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور اندر سے بند کر کے مقابلے پر تیار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ طائف کے قریب اترے اور اُسی مقام پر آپ نے چھاؤنی بنائی، ان لوگوں نے مسلمانوں پر ایسی سخت تیر اندازی کی کہ گویا وہ تیر نہیں ٹڈیوں کے پاؤں ہیں، چند مسلمان زخمی اور بارہ شہید ہوئے جن میں عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اور سعید بن العاص بھی تھے، اُس روز عبد اللہ بن ابی بکرؓ کے تیر لگا زخم مندمل ہو گیا، لیکن پھر کھل گیا،

جس سے وہ امتعال کر گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں آج مسجد طائف ہے، آپ کی ازواج میں سے ہمراہ ام سلمہ اور زینب تھیں، ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب کئے گئے، آپ پورے محاصرے کے راتوں میں دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے رہے۔

آپ نے اٹھارہ روز تک محاصرہ کیا، ان پر منہنق (آلہ سنگباری) نصب کیا، قلعے کے گرد اگر دشمنین نے کھڑوں سے خشک (گیارہ خاردار یا ٹوکھ) پھیلا دیا، ان پر ثقیف نے تبراندازی کی، جس سے چند آدمی مارے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مگور کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا، مسلمانوں نے بکثرت باغ کاٹ ڈالے، ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان باغوں کو اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑتا ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ غلام ہمارے پاس قلعہ سے اترائے گا وہ آزاد ہوگا، ان میں سے دس سے زائد آدمی نکلتے ہیں ابوبکر بھی تھے، چونکہ وہ ایک ایک جماعت (بکرہ) کے ساتھ اترتے، اس لئے ابوبکر (جماعت کے باپ) کہا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا، جس کا خرچ برداشت کرتا تھا۔ اہل طائف پر یہ بہت ہی شاق گزرا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مجاہد اللہ) فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی تھی، آپ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ طلب فرمایا کہ تم لکھا مناسب سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا، ایک لومڑی اپنے سوراخ میں ہے، اگر آپ اس پر کھڑے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے، اور اگر آپ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کا نقصان کرے گی۔

۱۱۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو حکم دیا تو انھوں نے کوہج کا اعلان کیا، لوگوں نے شور مچایا اور کہا، ہم کیسے کوچ کریں، درآن حالیکہ طائف ابھی فتح نہیں ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں کے وقت

لڑائی پر جاؤ، لوگ گئے تو زخمی ہو کر واپس آئے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ ہم واپس ہوں گے،
 وہ اس سے خوش ہوئے، انھوں نے اقرار کیا، اور کوچ کرنے لگے، حالانکہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔
 ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو: سوائے اللہ کے
 کوئی معبود نہیں، جو یکتا و تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی
 مدد کی۔ اور تنہا اسی نے عمروں کو شکست دی،
 جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہو: (ہم) لوٹنے والے
 توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرتے والے، حمد کرنے والے ہیں،
 کہا گیا یا رسول اللہ! ثقیف کے لئے اللہ سے بد دعا کیجئے آپ نے
 فرمایا کہ اے اللہ! ثقیف کو ہدایت کر اور انھیں بے آ۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف
 کا محاصرہ کیا، اُس کی دیوار پر سے ایک شخص کو تیر مار کر قتل کر دیا گیا، غم کرنے اور عرض
 کیا، یا نبی اللہ! ثقیف کے لئے بدعا کیجئے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں دی، اُس قوم سے ہم کیونکر لڑیں جن کے
 بارے میں اللہ نے اجازت نہیں دی، فرمایا کوچ کرو، ارشاد نبوی کی تعمیل کی گئی
 کھول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف پر چالیس روز تک محاصرہ کیا
 ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن واپس غلاموں
 میں سے چارہ پاس نکل آئے گا وہ آزاد ہوگا، ان کے غلاموں میں سے چند غلام نکل آئے
 جن میں ابوبکر بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب محرم ۹ھ کا چاند دیکھا تو
 محصلوں کو عرب سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، آپ نے عیینہ
 بن حصین کو بنی تمیم کی طرف بھیجا کہ وہ اُن سے صدقہ وصول کریں، بریدہ بن الحصیب
 کو اسلم و غفار کی طرف اور کہا جاتا ہے کہ (بجائے بریدہ کے) کعب بن مالک
 کو، عباد بن بشر الاشہلی کو سلیم و مزینہ کی طرف، رافع بن تمیم کو حنینہ کی طرف،

عمر بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف، ضحاک بن سفیان الکلابی کو بنی کلاب کی طرف، بسر بن سفیان الکعبی کو بنی کعب کی طرف بھیجا، ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف، اور سعد بن ہذیم کے ایک شخص کو آپ نے ان کے صدقات جمع کرنے پر روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں) کو حکم دیا کہ جو زیادہ ہو، وہ ان سے لے لیں اور ان کے عمدہ مالوں سے بچیں۔

سمریہ بن حصن الفزاری

محرم ۹ھ میں بنی تميم کی جانب سمریہ بن حصن الفزاری ہوا جو السقیاء اور زمین بنی تميم کے درمیان تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمریہ بن حصن الفزاری کو چچا س عرب سواروں کے ہمراہ جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصار بنی تميم کی جانب روانہ کیا، وہ رات بھر چلے اور دن بھر یوشیدہ رہے پھر ان پر ایک جنگل میں انھوں نے حملہ کر دیا۔

مشہدین اپنے مواسی چارہ تھے کہ مسلمانوں کو دیکھا اور بھاگے ان میں سے گیارہ آدمی گرفتار ہوئے گئے انھوں نے محلے میں گیارہ عورتیں اور تیس بچے پائے تو انھیں بھی مدینہ گھسیٹ لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ رملہ بنت الحارث کے مکان میں قید کر دیے جائیں قبیلہ کے متعدد رئیس جن میں عطار بن حابس، الزیرقان بن بدر، قیس بن عاصم، الاقرع بن حابس، قیس بن الحارث، نعم بن سعد، عمر بن الاثم اور بلح بن الحارث بن مجاشع بھی تھے آئے،

جب ان قیدیوں نے ان کو دیکھا تو عورتیں اور بچے ان کے آگے رونے لگے، یہ عجلت کر کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی طرف آئے

اور پکارا کہ یا محمد ہماری طرف نکلتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے حالانکہ بلال نے نماز کی اقامت کہہ دی تھی، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ کر گفتگو کرنے لگے اور آپ ان کے پاس بٹھہر گئے پھر آپ چلے آگئے اور نماز ظہر پڑھ کر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔

انھوں نے عطار دین حاجب کو آگے کیا، اس نے گفتگو کی اور تقویٰ کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن شماس کو حکم دیا تو انھوں نے جواب دیا، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”ان الدینینادواک من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون“ (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسیر و قیدی واپس کر دیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بھی ملصطلق کی جانب بھیجا جو خزاعہ میں سے تھے وہ لوگ اسلام لے آئے تھے اور مہاجر بنائی تھیں، جب انھوں نے ولید کے نزدیک آنے کی خبر سنی تو ان میں سے بیس آدمی ولید کی خوشی میں اونٹ بکریاں ان کے پاس لیجانے کو نکلتے، جب انھوں نے ان کو دیکھا تو مدینے واپس آ گئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ انھوں نے ہتھیاروں سے مقابلہ کیا اور صدقہ جمع کرنے میں مزاحم ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب ان لوگوں کے بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے جنگ کریں،

یہ خبر اس قوم کو پہنچی تو آپ کے پاس وہ سوار آئے جو ولید سے ملے تھے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی صورت سے آگاہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتسنوا ان تصیوا قومًا یجھالونہ“ (اے ایمان والو اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اچھی طرح معلوم کر لو، تاکہ ناواقفی سے کسی قوم کو مصیبت نہ پہنچا دو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قرآن پڑھ کر سنایا ان کے ہمراہ عباد بن بشر کو بھیجا کہ وہ ان کے اموال کے صدقات لے لیں، انھیں

شرائع اسلام سے آگاہ کریں اور قرآن پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا، عباد نہ تو اس سے بڑھے اور نہ انھوں نے کوئی حق ضائع کیا، ان کے پاس وہ دس روز رہے، پھر خوشی خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔

سریہ قطیبہ بن عامر بن حدید

صفر ۹ھ میں قطیبہ بن عامر بن حدیدہ کا نواح بیشہ قریب ثربہ میں خشم کی جانب سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطیبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ خشم کی جانب جرنواح تہالہ لیں تھا بھیجا، انھیں یہ حکم دیا کہ ایک دم سے ان پر حملہ کر دیں، وہ دس اونٹ پر روانہ ہوئے، جنھیں باری باری استعمال کرتے تھے، انھوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے دریافت کیا تو وہ ان کے سامنے آگونگا بن گیا، پھر قبیلے کو پکارنے لگا، اور انھیں ڈرانے لگا، ان لوگوں نے اس کی گردن مار دی، پھر اتنی ہمت دیدی کہ قبیلہ سو گیا تو انھوں نے ایک دم سے اس پر حملہ کر دیا، اتنی سخت جنگ ہوئی کہ دونوں فریق میں مجروحین کی کثرت ہو گئی، قطیبہ بن عامر نے جسے قتل کیا اسے قتل کیا،

یہ لوگ اونٹ، بکریاں اور عورتیں دیتے ہنکا لائے، ایک سیلاب آگیا جو مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گیا، وہ لوگ قطیبہ تک کوئی راستہ نہاتے تھے، خمس نکالنے کے بعد ان کے حصے میں چار چار اونٹ آئے، ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی

ربیع الاول ۹ھ میں بجانب بنی کلاب سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی ہوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انقرطا، کی جانب ایک لشکر بھیجا جن پر
صحاك بن صفیان بن عوف بن ابی بکر الکلابی امیر تھے، اُن کے ہمراہ اصید بن سلمہ
ابن قرط بھی تھے، الزرج رُجِ لاوہ میں یہ اُن لوگوں سے ملے اور انھیں اسلام کی
دعوت دی مگر انھوں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے اُن سے جنگ کی اور
شکست دی

اصید اپنے والد سلمہ سے ملے جو گھوڑے پر سوار الزرج کے
ایک تالاب میں تھا، انھوں نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی اور اُسے
ایمان دی مگر اُس نے ان کو اور ان کے دین کو برا کہا، اصید نے اپنے والد
کے گھوڑے کے دونوں پیروں پر تلوار ماری، گھوڑا گر پڑا تو سلمہ اپنے بیڑے
کے سہارے سے پانی میں گھڑا ہو گیا سلمہ کو وہ پکڑے رہے یہاں تک کہ اس کے
پاس کوئی اور آیا جس نے اُسے قتل کیا، اُسے اس کے فرزند نے قتل نہیں کیا۔

سمریہ علقمہ بن مجزر المدبحی

ربیع الآخر ۹۵ھ میں الحبشہ کی جانب سمریہ علقمہ بن مجزر المدبحی ہوا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ الحبشہ کے کچھ لوگ میں جنھیں
اہل جدہ نے دیکھا، آپ نے اُن کی جانب علقمہ بن مجزر کو تین سو آدمیوں کے
ہمراہ روانہ کیا، وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے، سمندر اُن کی طرف چڑھ گیا تو
وہ لوگ اُس سے بھاگے۔

سمندر اتر گیا، بعض جماعت والوں نے اپنے اہل و عیال کی طرف
جانے میں عجلت کی تو انھیں اجازت دیدی عبد اللہ بن حذافۃ السہمی نے بھی
عجلت کی تو اُن کو انھوں نے عجلت کرنے والوں پر امیر بنا دیا، عبد اللہ بن مزاح
(ہنسی) کی عادت تھی، یہ لوگ راستے میں کہیں اترے آگ سلگا کر تاپنے
اور کھانا پکانے لگے، عبد اللہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں پر یہ مقرر کیا ہے کہ

اس آگ میں کودو، بعض اُن میں سے کھڑے ہو گئے اور جمع ہوئے،
عبداللہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس میں کودیں گے تو کہا بیٹھو میں تو
تمہارے ساتھ صرف ہنسی کرتا تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی کسی مصیبت کا حکم دے تو اس کی
اطاعت کرو۔

سریہ علی بن ابی طالب

ربیع الآخر ۹ھ میں قبیلہ طے کے بت الفلس کی جانب علی بن ابی طالب
کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو ڈیڑھ سوا انصار کے
ہمراہ سوا اونٹوں اور چاس گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تاکہ وہ اُسے
منہدم کر دیں، اُن کے ہمراہ رایت (بڑا جھنڈا) سیاہ اور لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید تھا
وہ فجر ہونے ہی ال حاتم کے محلے پر ایک دم سے ٹوٹ پڑے، الفلس کو
منہدم اور خراب کر دیا، انھوں نے اپنے ہاتھ قیدیوں، اونٹوں اور بکریوں
سے بھر لئے، قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی، عدی شام کی طرف
بھاگ گیا۔

افلس کے خزانے میں تین تلواریں پائی گئیں جن میں سے ایک کا نام
”رسوب“ دوسری کا ”المنخزم“ اور تیسری کا ”الیمانی“ تھا اور تین زر میں بھی ملیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں پر ابو قتادہ کو عامل بنادیا تھا
اور مواشی اور اسباب پر عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ جب رکک میں اترے
تو مال غنیمت تقسیم کر لیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں رسوب اور المنخزم چھوڑ دی گئی بعد کو
تیسری تلوار بھی آپ کے لئے آگئی، اور خمس بھی نکال دیا گیا، ال حاتم کو چھوڑ دیا گیا
ان کو انھوں نے تقسیم نہیں کیا، اور مدینہ لے آئے۔

سریہ عکاشہ بن محسن السدی

ربیع الآخر ۹ھ میں بجانب الجناح علاقہ عذرہ دہلی عکاشہ بن محسن السدی کا سریہ ہوا۔

غزوہ تبوک

۱۱۹

رجب ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ تبوک ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شام میں رومیوں نے کشیز جمع کیا ہے، یہ نقل نے اپنے ساتھیوں کو ایک سال کی تنخواہ دیدی ہے اُس کے ہمراہ (قبلہ) لخم و جزام و عامہ و غسان کو بھی لایا گیا ہے، اور اپنے مقدمات بحیرہ شین کو البلقا تک بھیج دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روانگی کے لئے بلایا انھیں وہ مقام بتایا جس کا آپ قصد فرماتے تھے ناکہ وہ لوگ ہٹار ہو جائیں آپ نے مکہ اور قبائل عرب میں قاصد بھیج کر ان سے بھی کمک طلب کی، یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، انھیں مدت کے کا حکم دیا، لوگ بہت سے صدقات لائے انھوں نے اللہ کے راستے میں مضبوط کر دیا۔

کچھ روئے والے لوگ آئے جو سات تھے آپ سے سواری چاہتے تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمھیں سوار کر دوں، وہ اس طرح واپس ہوئے کہ اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انھیں وہ چیز نہیں ملتی جسے وہ خرچ کریں، یہ لوگ سالم بن عمر، ہریر بن عمر، علی بن زید، ابولیلی المازنی، عمر بن حنظلہ، سلمہ بن صخر اور عیر بن ساریہ تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ ان میں عبد اللہ بن المغفل اور مقل بن یسار

بھی تھے، بعض راوی کہتے ہیں کہ رونے والے مقررین کے سات بیٹے تھے جو
مزینہ میں سے تھے،

کچھ منافق آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کسی سبب کے
پیچھے رہ جاسنے کی اجازت چاہتے تھے آپ نے انھیں اجازت دیدی وہ لوگ
اسٹی سے کچھ زائد تھے،

اعراب میں سے بیاسی آدمی جو جھوٹا عذر کرنے والے تھے آئے کہ انھیں بھی
رہ جانے کی اجازت دی جائے، انھوں نے آپ سے عذر کیا، مگر آپ نے ان کا
عذر قبول نہیں کیا، عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنے یہود و منافق حلفاء کے
ہمراہ ثنیۃ النوداع میں لشکر قائم کیا تھا، کہا جاتا تھا کہ دونوں لشکروں میں اُس کا
لشکر کم نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر پر ابوبکر الصدیق کو خلیفہ بنایا
جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے مدینہ پر محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام کیا یہی ہمارے
تزویدک اُن لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں آپ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن ابی اور جو اُس کے
ہمراہ تھے پیچھے رہ گئے، چند مسلمان بھی بغیر کسی شک اور شبہ کے پیچھے رہ گئے،
ان میں کعب بن مالک، بلال بن ربيع، مرارہ بن الربیع ابو عیثمہ السالمی اور ابو ذر الغفاری تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قبائل عرب کی ہر ہر شاخ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوہ (ہمراہ)
جھنڈا اور رایت (بڑا جھنڈا) بنالیں آپ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہو کر اپنے اصحاب کو ملے چلے،
تیس ہزار آدمی اور دس ہزار گھوڑوں کے ہمراہ آپ تبوک آئے وہاں
بیس شب اس طرح قیام کیا کہ دو رکعت نماز (قصہ) پڑھتے تھے، وہیں
ابو عیثمہ السالمی اور ابو ذر الغفاری آپ سے ملے،

ہر کل اُس زمانے میں محض میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خالد بن الولید کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ رجب ۱۱ھ میں بطور مسرہ اکیڈ بن
عبد الملک کی جانب دومتہ الجندل بھیجا جو مدینہ منورہ سے چند رات کے راستے پر تھا
اکیڈ قبیلہ کندہ میں سے تھا، ان کا بادشاہ ہو گیا تھا، اور نصرانی تھا خالد اُس کے پاس

۱۲۰ ایسے وقت پہنچے کہ چاندنی رات میں وہ قلعے سے نکل کر مع اپنے بھائی کے ایک نیل گئے
کا شکار کھیل رہا تھا،

خالد بن الولید کے لشکر نے اس پر حملہ کر دیا، اکید را سیر ہو گیا، اُس کا بھائی
حسان با ز رہا، وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا جو لوگ اُن دونوں کے ہمراہ تھے
وہ بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔

خالد نے اکید کو قتل سے پناہ دی اور اس شرط پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس لے آئے کہ وہ دومتہ الجندل آپ کو دیدے گا، اُس نے منظور
کیا اور خالد سے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو (اُس) جانور، چار سو زہرہ اور چار سو نیزے پر
صلح کی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص حصہ نکالا اور بقیہ اپنے
ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ حصے ملے،

خالد بن الولید اکید را اور اُس کے بھائی مہصاؤ کو جو تلخے میں تھا اور وہ سب
سامان جس پر صلح کی تھی ٹیکے روانہ ہوئے، اکید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لائے، اُس نے آپ کو ہدیہ دیا، آپ نے اُس سے جزیہ (ٹیکس) صلح کر لی
وہ اور اس کا بھائی دونوں محفوظ رہے دونوں کو آزاد کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسے ایک فرمان لکھ دیا جس میں اُن کے امان اور شرائط صلح کا ذکر تھا،
اس روز آپ نے فرمان پر اپنے انگوٹھے کا نشان بنایا۔

تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حفاظت اور بہرے پر عباد
ابن بشر کو عامل کیا، وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکل کر گشت کیا کرتے تھے، آپ
تبوک سے اس طرح واپس ہوئے کہ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

رمضان ۹ھ میں آنحضرت مدینے آئے تو فرمایا، سب تعزین اللہ ہی
کے لئے ہیں جس نے ہیں اس سفر میں اجر و ثواب عطا فرمایا، آپ کے پاس وہ لوگ
آئے جو پیچھے رہ گئے تھے، انھوں نے قسم کھائی تو آپ نے اُن کا عذر قبول کیا
اور اُن کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

آپ نے کعب بن مالک اور اُن کے دونوں ساتھیوں کے معاملے میں انتظار
فرمایا یہاں تک کہ قرآن میں اُن کی توبہ نازل ہوئی، مسلمان اپنے ہتھیار چھین گئے

اور کہنے لگے کہ جہاد ختم ہو گیا، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انھیں منع کیا اور فرمایا: ایلمیری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تا آن کہ دجال ظاہر ہو۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوے کا ارادہ فرمایا اور اسے دوسرے نام سے نہ چھپایا ہو، مجبزن غزوہ تبوک کے کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسخت گرمی میں کیا، آپ نے سفر بعید اور کثیر دشمن کی جنگ کا مقابلہ کیا، مسلمانوں سے آپ نے ان کا نام صاف صاف بیان کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کی طرح طیار ہو جائیں اور انھیں آپ نے اپنے اُس رُخ سے آگاہ کر دیا جس کا آپ قصد فرماتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول میں کہ ”الذین اتبعوا فی ساعۃ الحسۃ“ (جن لوگوں نے تنگی کے وقت آپ کی پیروی کی) مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں دو دو اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، وہ مسخت گرمی میں روانہ ہوئے ایک روز انھیں شدت کی بیاس لگی، وہ اپنے اونٹوں کو فوج کرنے لگے، ان کی اوچھڑیاں نچوڑتے تھے اور بہ پانی پی لیتے تھے، یہ پانی کی تنگی تھی، یہ پاکی کی تنگی تھی اور یہ خرچ کی تنگی تھی،

۱۲۱

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں پختہ کو روانہ ہوئے، یہ آپ کا آخری غزوہ تھا جسے آپ نے کیا، آپ جھٹسنے کی روانگی کو پسند فرماتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کیا، وہاں بیس رات مقیم رہے اور مسافر کی نماز پڑھتے تھے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے، جب مدینے کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے کوئی راستہ ملے کیا ہو یا کوئی واوی قطع کی ہو مگر وہ تمھارے ہی ساتھ رہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مدینے ہی میں تھے آپ نے فرمایا، ہاں، انھیں عذر نے روک لیا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد اس کے کہ ہم لوگ مدینہ واپس آگئے غزوہ تبوک کے بارے میں کہتے سنا کہ مدینہ میں ایسی جاہلیں ہیں کہ تم نے بنی ان کے نہ کوئی راستہ ملے کیا اور نہ کوئی وادی قطع کی مجال میں وہ تمہارے ہمراہ رہے، (یہ وہ لوگ ہیں) جنہیں بیماری نے دجھا دیں جانے سے روک لیا تھا۔

حج ابو بکر الصدیق

ذی الحجہ ۹ھ میں ابو بکر الصدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر مامور فرمایا، وہ مدینے سے تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس بدنہ (قربانی کے اونٹ) بھیجے جنہیں آپ نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنا دیا تھا اور اشعار کر دیا تھا (اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان میں ریچی مار کے خون نکال دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حرم کی قربانی کے لئے ہے) آپ نے ان (بدنہ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا اور ابو بکرؓ کو بیس بدنہ لے گئے۔ جب وہ العرج میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی القصور پر سوار ہو کر علی بن ابی طالبؓ سے ملے، ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حج پر مامور فرمایا ہے انہوں نے کہا نہیں، مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو سورۃ براۃ پڑھ کر سناؤں اور ہر جہد والے کو اس کا عہد واپس کر دوں۔

ابو بکرؓ روانہ ہوئے انہوں نے لوگوں کو حج کرایا، علی بن ابی طالبؓ نے یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو جمرہ (عقبہ) کے پاس لوگوں کو سورۃ براۃ سنائی اور ہر جہد والے کو اس کا عہد واپس کر دیا، اور کہا کہ اس سال کے ہمد کوئی مشرک نہ حج کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر میت اللہ کا طواف کر سکے گا، پھر وہ نول مدینہ کے ارادہ سے واپس ہوئے،

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے ابو بکر الصدیق نے، اس جمع میں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر بنایا تھا، اور جو حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا، ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جو یوم النحر میں لوگوں میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ میت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کر سکے گا۔ ابو ہریرہ کی حدیث کی وجہ سے حمید کہا کرتے تھے کہ یوم النحر (۱۰/ ذی الحجہ) یوم الحج الاکبر (جمع اکبر کا دن) ہے۔

سریہ خالد بن الولید

شہر میں بمقام نجران عبدالمدان کی جانب سریہ خالد بن الولید ہوا،

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ

سریہ علی بن ابی طالب یمن کی جانب ہوا کہا جاتا ہے یہ سریہ دو مرتبہ ہوا، ایک رمضان شہر میں ہوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو یمن بھیجا، ان کے لئے جھنڈا (لواء) بنایا اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا جاؤ اور کسی طرف پھر کر نہ دیکھو جب ان کے میدان میں اتر تو ان سے جنگ نہ کرو تا وقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں،

علیؑ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے، یہ سب سے پہلا لشکر تھا جو ان بستیوں میں داخل ہوا، اور وہ (بستی) بلاد نجد تھی، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو پھیلادیا، وہ لوٹ اور غنائم، بچے اور عورتیں، اونٹ اور بکریاں وغیرہ لائے، علیؑ نے غنائم پر بریدہ بن انصیب الاسلامی کو مقرر کیا تھا لوگوں کو جو کچھ ملان کے پاس جمع کیا۔

علیؑ ایک جماعت سے ملے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کیا اور تیرا اور پتھر مارے، آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا، اپنا جھنڈا مسعود بن شان المسلمی کو دیا، اور ان پر حملہ کر دیا مشرکین کے میں آدمی قتل ہوئے تو وہ لوگ بھاگے، علیؑ ان کی تلاش سے باز رہے، انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے اور قبول کی، ان کے رؤساء کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کر لی اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے، جو ہمارے پیچھے بنے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں لہذا ان میں سے اللہ کا حق لے لیجئے۔

علیؑ نے تمام غنائم کو جمع کیا، پھر انھیں پانچ حصوں پر تقسیم کیا، اور ان میں سے ایک حصہ پر رکھ دیا یہ اللہ کے لئے ہے، قرعہ ڈالا تو سب سے پہلا حصہ غنم کا نکلا، علیؑ نے یقینہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، پھر واپس ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے میں آئے، آپؐ سنہ میں حج کے لئے وہاں تشریف لائے تھے۔

عمرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے
(۱) عمرہ حدیبیہ جو عمرہ حصر (روکد لئے جانے کا عمرہ) تھا۔

(۲) دوسرے سال عمرہ قضا۔

(۳) عمرہ الجعرانہ (غزوہ خنین کے بعد)۔

(۴) وہ عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ ذی القعدہ میں عام حدیبیہ میں کیا، پھر جس سال ذی القعدہ میں قحش سے صلح کی ایک عمرہ کیا اور ایک عمرہ اپنی طائفہ وجعرانہ کی واپسی میں ذی القعدہ میں کیا۔

عمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذی القعدہ میں تین عمرے کئے۔

ابو لمیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جو کل کے کل ذی القعدہ میں ہوئے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ سوائے ذی القعدہ کے نہیں کیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے ذی القعدہ میں ہوئے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے، انھوں نے کہا چار، ایک آپ کا وہ عمرہ جس میں مشرکین نے آپ کو ذی القعدہ میں حدیبیہ سے واپس کیا اور بیت اللہ جانے سے روکا، دوسرے وہ عمرہ کہ جس سال قریش نے آپ سے صلح کی اُس کے دوسرے سال ذی القعدہ میں ہوا، تیسرے البجراۃ سے ذی القعدہ میں آپ کا وہ عمرہ جب آپ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی، اور چوتھے وہ عمرہ جو آپ کے حج کے ساتھ ہوا۔

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے آئے تو البجراۃ میں اترے، آپ نے وہاں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کیا، یہ ۲۸ شوال کو ہوا۔

محترش الکعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت البجراۃ سے عمرہ کیا، پھر آپ شب بائیں کی طرح لوٹے، اسی وجہ سے آپ کا عمرہ بہت سے لوگوں پر مفعی رہا۔ داؤد نے کہا کہ (یہ عمرہ) عام الفتح میں (ہوا) محمد بن جعفر سے مروی ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے البجراۃ سے عمرہ کیا اور وہاں سے ستر نبیوں نے بھی عمرہ کیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے شوال میں کئے اور دو عمرے ذی القعدہ میں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سے زائد عمرہ نہیں کیا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمروں میں

تین مرتبہ (کے میں) قیام کیا۔

اسمعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اونی سے پوچھا کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمروں میں بھی بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا نہیں۔

حجۃ الوداع



شاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حج ہوا جس کو لوگ حجۃ الوداع کہتے ہیں اور مسلمان اسے حجۃ الاسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دس سال رہ کر ہر سال اس طرح قربانی کیا کرتے تھے کہ نہ سر منڈاتے تھے نہ بال ترشواتے تھے، اور جہاد کے موقع پر جہاد کرتے تھے، حج نہیں کرتے تھے،

شاہد کا ذی القعدہ ہوا تو آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا مدینے میں لوگ بہ تعداد کثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی پیروی کرنے کے لئے آگئے آپ نے اپنے زمانہ نبوت سے وفات تک سوائے اس حج کے اور کوئی حج نہیں کیا ابن عباس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور وہ حجۃ الاسلام کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے غسل کر کے، تیل لگا کے کنگھا کر کے، مقام صحرار کے بنے ہوئے صرف دو کپڑوں، ایک تہ بند اور ایک چادر میں روانہ ہوئے، یہ ۲۵ ذی القعدہ شعبان کا دن تھا، آپ نے ذی القعدہ میں دو رکعت ظہر کی پڑھی، اپنے ہمراہ اپنی تمام ازواج کو بھی جو دجون میں لے گئے آپ نے اپنی ہدی کا اشعار کیا (کوہان کے زخم سے علامت قربانی ظاہر کی) اور اس کے گلے میں ہار ڈالا پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

جب آپ البیاء میں اس پر (اونٹنی پر) بیٹھے تو اسی روز احرام باندھا،

آپ کی ہدی (دربانی) پر ناجیب بن جندب الاسلمی مقرر تھے، اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آپ نے کس چیز کی نیت کی، اہل مدینہ کہتے ہیں کہ آپ نے حج مفرد کی نیت کی، غیر مدنی لوگوں کی روایت ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرے کا بھی قرآن کیا، بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کے میں متمتع بجمہ ہو کر داخل ہوئے پھر اسی (عمرے) سے حج کو ملا دیا، ہر قول کے بارے میں روایت ہے اللہ ہی کا علم سب سے زیادہ ہے۔

آپ منازل سے گزرتے ہوئے چلے، بوقت نماز ان مساجد میں اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تھے جو لوگوں نے بنا دی تھیں اور ان کے مقامات لوگوں کو معلوم تھے،

آنحضرت دو شنبے کو مرالطهران پہنچے، شرف میں آفتاب غروب ہوا، صبح ہوئی تو غسل فرمایا اور دن کو اپنی اونٹنی قصوا پر کے میں داخل ہوئے، آپ کد اوسے جو کے کا بلند حصہ ہے داخل ہو کر بایں بنی شیبہ پہنچے۔ جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ اس بیت کا شرف و عظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کر، اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرے اس تک بھی شرف و عظمت و ہیبت زیادہ کر۔

آنحضرت نے مناسک کی ابتدا و فرائض طواف کیا، اور حجر اسود سے حجر اسود تک طواف سے ابتدائی تین پھیروں میں اس طرح رمل کیا (یعنی دونوں شانے اودھاتے پلاتے ہوئے تیز رفتار سے چلے) کہ اپنی چادر کو اضطباع کئے ہوئے تھے (یعنی چادر داہنی نفل کے پیچھے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے ہوئے تھے) پھر مقام ام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد خود بھی اپنی سواری پر صفا و مردہ کے درمیان سعی کی (الابطل میں مترود ہوئے تو اپنی منزل کو واپس آ گئے۔

یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے آنحضرت نے ظہر کے بعد کے میں خطبہ ارشاد فرمایا، یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، رات کو وہاں رہے

صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے، عرفات کے پہاڑ کی چوٹی پر آپ نے وقوف کیا اور فرمایا، سوائے بطنِ عرفہ کے پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے، آپ اپنی سواری ہی پر ٹھہر کر دعا کرتے رہے۔

آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرتؐ نے کوچ کیا اور تیز چلنے لگے جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو (اونٹنی کو) بھیندا دینے تھے، اس طرح مزدلفہ آگئے، وہاں آگ کے قریب اُترے، ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب و عشاء کی نماز پڑھی، اور رات کو وہیں قیام فرمایا۔

جب پچھلی شب ہوئی تو آپؐ نے کمزور بچوں اور عورتوں کو اجازت دیدی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منی میں آجائیں، ابن عباسؓ نے کہا کہ آپؐ ہماری رانوں کو تھپکنے لگے اور فرمانے لگے کہ اے میرے بچو کیا تم سورج نکلنے تک حجرہ عقبہ کی رمی نہ کرو گے؟ فجر کے وقت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے، میلِ قُزَح پر وقوف کیا، اور فرمایا کہ ”سوائے بطنِ محشر کے تمام مزدلفہ موقوف (مقامِ وقوف) ہے۔“

طلوعِ آفتاب سے پہلے کوچ فرمایا، جب محشر پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز کر دیا اور حجرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے، آپؐ نے ہدیٰ کی قربانی کی اور اپنا سر منڈایا، مچھوں اور دونوں رخساروں کے بال بھی ترشوائے، اپنے ناخن بھی ترشوائے، ناخن اور بالوں کے متعلق دفن کرنے کا حکم دیا پھر خوشبو لگائی اور کرتہ پہنا،

منی میں آپؐ کے منادی نے یہ ندا دی کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں، بعض روایات میں (رہنے کے دن) بھی آیا ہے، آپؐ ہر روز زوالِ آفتاب کے وقت چھوٹی لنگریوں سے رمی جمار کرتے رہے، یومِ النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے دوسرے روز بعد ظہر اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ ارشاد فرمایا،

یومِ الصَّدرِ الآخر (یعنی ۱۳ ذی الحجہ) کو واپس ہوئے اور فرمایا کہ میں میں (یعنی رمی جمار) مجھیں مہاجر کہ میں لوٹنے کے بعد قایم کرتا ہے، پھر بیت اللہ کو

(بذریعہ طواف) رخصت کیا اور مدینہ کی طرف واپس ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم، انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا ابن عمر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا، پھر میں انس سے ملا اور ان سے ابن عمر کا قول بیان کیا تو انس نے کہا کہ ہمیں لوگ بچوں ہی میں شمار کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک عمرہ و حجاً ساتھ ساتھ کہتے سنا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین طور پر روانہ ہوئے، ہم میں بعض وہ تھے جنھوں نے حج و عمرہ میں توفان کیا، وہ بھی تھے جنھوں نے حج کی نیت کی اور ایسے بھی تھے جنھوں نے عمرہ کی نیت کی، لیکن جو شخص حج و عمرہ میں قرآن کرے وہ اس وقت تک حلال (احرام سے باہر) نہیں ہوتا جب تک کہ تمام مناسک (ارکان حج) ادا نہ کر لے۔

لیکن جس نے حج کی نیت کی اس پر بھی ان چیزوں میں سے کوئی چیز حلال نہیں جو اس پر حرام کی گئی تا وقتیکہ وہ مناسک ادا نہ کر لے۔ البتہ جس نے عمرہ کی نیت کی، پھر اس نے طواف و سعی کر لی تو اس کے لئے حج کے آنے تک سب چیز حلال ہو گئی۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج و عمرہ) دونوں کی ساتھ ساتھ تصریح کی۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کا تلبیہ کہا۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت ظہر مدینہ میں پڑھی، دو رکعت عصر و الجلیفہ میں پڑھی اور وہیں رات کو رہے، یہاں تک کہ صبح ہوئی، جب آپ کی اونٹنی آپ کو تیزی سے بچلی تو آپ نے تلبیہ و تسبیح کہی اور اس نے آپ کو البیداء پہنچا دیا۔

جب ہم کے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حلال (احرام سے باہر) ہو جانے کا حکم دیا۔

جب یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نحر کئے (اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برہمی مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو چنگبرے اور سینک ولے تھے ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (ذی الحجہ کی) چوتھی صبح کو حج کی نیت کر کے (آئے) آپ نے انہیں (اصحاب کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ "وہ اس (حج) کو عمرہ کر دین، سوائے اُن کے جن کے ہمراہ ہدی ہے" پھر کرتے پہننے لگے، خورشید سو بجھی گئی اور عورتوں سے صحبت کی گئی۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸/ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ آئے جب ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس (حج) کو عمرہ کر دو سوائے اُن کے جن کے ہمراہ ہدی ہو، جب یوم الترویہ ہوا تو انہوں نے حج کا احرام باندھا، یوم النحر (قربانی کا دن) ہوا تو بیت اللہ کا طواف کیا صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا، آپ ۸/ ذی الحجہ کو آئے، ہمیں صبح کی نماز البطحا، میں پڑھائی اور فرمایا کہ جو شخص اُسے عمرہ کرنا چاہے وہ کر دے۔

مکحول سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے جو ہمراہ تھے کس طرح حج کیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب جو ہمراہ تھے، عورتیں اور بچے سب نے حج کیا، انہوں نے عمرے سے حج کی طرف متع کیا، پھر حلال ہو گئے، ان کے لئے عورتیں اور خورشید جو حلال گئے، حلال ہیں حلال کر دی گئیں۔

نعمان نے مکحول سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے ابو طلحہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کو جمع کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا۔ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا۔ ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

”لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك

لا شريك لك (میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی

شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد و نعمت و ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں

اس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے

کجاوے اور چادر پر حج کیا (و کعب نے کہا چار درم کے مساوی ہو گا یا نہ مساوی ہو گا)

ہاشم بن القاسم نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں قیمت چار درم ہو گی (جب آپ روانہ ہوئے

تو فرمایا: اے اللہ ایسا حج عطا کر) کہ نہ اس میں ریا ہو نہ سمعہ (نہ وہ کسی کے

دکھانے کو ہونہ نہ انے کو)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ سے

ظہر کے وقت احرام باندھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں

قربانی کے سوا اونٹ لے گئے، آپ نے ہر اونٹ میں سے ایک بولی گوشت کا

مکھ دیا، وہ ایک ہانڈی میں کر دیا گیا، دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور

دونوں نے اس کا شور بایا، میں نے کہا وہ کون تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہمراہ کھایا اور شور بایا تو کہا علی، جعفر اس کو مجھے کہتے تھے یعنی علی بن

ابی طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا اور شور بایا اور جعفر اس کو ابن

مجرج سے کہتے تھے۔

ابی امامہ نے ان سے روایت کی جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا کہ بلال آپ کے ایک طرف تھے، ان کے ہاتھ میں

ایک گھڑی تھی، اس پر دو نقین کپڑے تھے جس سے وہ آفتاب سے سایہ کئے تھے،

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ وہ حج کا شعار ہے،

زید بن خالد الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے، اُنھوں نے مجھے کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ یہ شعاع ہے (علامت و طریقہ حج ہے)۔

عبد اللہ بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ریہ دعا پڑھتے دیکھا ”بِنَا اتْنَا فِي الدِّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں عذاب و سزا سے بچا۔
اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی۔

اسامہ بن زید اور عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

عبد الرحمن بن اسبہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا، تو اُنھوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی اُنھوں نے کہا ہاں بیت اللہ کے آگے کے حصے میں کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان تین گز کا فاصلہ تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں آیا تو مجھے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے ہیں میں آگے بڑھا تو آپ کو دیکھا کہ باہر چلے ہیں

میں نے بلال کو دروازے کے پاس کھڑا جوایا تو ان سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی،
عبداللہ بن ابی مغیث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے جوتے اُتار دیے۔

تائشہ سے مروی ہے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سنی، آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے آپ پرتکان کا اثر تھا، میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو کیسی اہوا، فرمایا: آج میں نے وہ کام کیا کہ کاش اسے نہ کئے ہوتا، شاید میری امت کے لوگ اس کے اندر داخل ہونے پر قہار نہ ہوں گے تو وہ واپس ہوں گے اور ان کے دل میں ریخ ہوگا، میں تو صرف اس کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔
ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل (وقوف) عرفة طواف کیا۔

عبدالرحمن بن یعمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کہتے سنا کہ: حج تو (وقوف) عرفات ہے یا (وقوف) عرفة ہے جس شخص نے (عازوں کے جمع کرنے کی رات) یعنی مقام مزدلفہ شب و ہم ذی الحجہ صبح سے پہلے پائی تو اس کا حج پورا ہو گیا اور فرمایا کہ ایام منی (دسویں ذی الحجہ کے علاوہ) میں ہیں، جو شخص دو ہی دن میں (منی گیا رہیوں اور بارہویں ہی کو) مجلت کر کے چلا جائے تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تاخیر کر کے (تیرہویں تک رہے) تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں۔

ابن لأم سے مروی ہے کہ میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ مزدلفہ میں تھے، میں نے کہا: یا رسول اللہ کیا میرا حج ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: جس نے ہمارے ساتھ یہاں (مزدلفہ میں) نماز پڑھی اور اس کے قبل رات یاد ان کو عرفات میں حاضر ہوا اور اسے اپنا میل پھیل دور کیا (یعنی سر منڈایا) اس کا حج پورا ہو گیا۔

عروہ سے مروی ہے کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا تو اسامہ سے پوچھا گیا خدایہودیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت واپس ہوئے تو کس طرح چلتے تھے، انھوں نے کہا بہت تیز چلتے تھے جب کوئی گر لٹھا دیکھتے تھے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے اس طرح واپس ہوئے کہ آپ نے ناقہ پر اسامہ کو شرف ہم نشینی بخشا، آپ جمع (مزدلفہ) سے واپس ہوئے تو فضل بن عباس ہم نشین تھے، آپ تبلیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کو اپنا ردیف (ہم نشین) بنایا اور فضل نے انھیں اطلاع دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تبلیہ کہتے رہے۔

فضل بن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شب اور جمع (مزدلفہ) کی صبح میں جب لوگ واپس ہوئے تو فرمایا کہ تمہیں اطمینان (سے چلنا) ضروری ہے، آپ اپنی ناقہ کو روک رہے تھے، محسر سے اترے تو مٹی میں داخل ہوئے اور فرمایا تمہیں چھوٹی کنکریاں (لینا) ضروری ہے جن سے تم جمرہ کی رمی کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طرح) اشارہ کیا جس طرح انسان کنکری مارتا ہے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (بتلا کی پھلی کے دانوں کے برابر) چھوٹی کنکریوں سے رمی کرتے دیکھا۔

عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی صبح (گیارہویں ذی الحجہ) کو فرمایا کہ میرے لئے (کنکریاں) جن لوہے کے لئے پھلی چھوٹی کنکریاں جنہیں تو آپ نے انھیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا، ہاں اسی طرح کی، تم لوگ غلو (زیادتی) کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے ہلاک ہو گئے،

ابو الزبیر نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ وسلم نے یوم النحر

۱۰/۱۰۰/ زنی انھیں کہہ چاشت کے وقت رمی کی تھی پھر زوال آفتاب کے بعد بھی ابو الزبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ یوم النحر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھا، آپ ہم لوگوں سے فرار ہے تھے کہ اپنے مناسک (احکام حج) سیکھ لو، کیونکہ مجھے یہیں معلوم شاید میں اس حج کے بعد حج مکروں گا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمروں کی رمی پیادہ آتے جاتے کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر سر منڈایا۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا، اس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے کہ حجام آپ کا سر منڈ رہا تھا، اصحاب آپ کے گرد واگرد گھوم رہے تھے، اور چاہتے تھے کہ آپ کا بال سوائے ان کے ہاتھ کے اور کہیں نہ گرے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو روانہ ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہی (بغرض طواف مکے) گئے پھر (مٹی میں) واپس آئے، اور تمام نمازیں مٹی ہی میں پڑھیں، عطاء نے کہا کہ جو شخص (مٹی سے بکے جانے) اُسے ظہر کی نماز مٹی ہی میں پڑھنا چاہئے، میں تو ظہر کی نماز (مکے) جانے سے قبل مٹی ہی میں پڑھتا ہوں اور عصر راستے میں، اور یہ سب درست ہے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ (مٹی سے بکے) دن کو روانہ ہوں اپنی ازواج کو آپ نے رات کو روانہ کیا، تاخیر بیت اللہ کا طواف کیا پھر زمزم پر آئے اور فرمایا، مجھے دو آپ کو ایک ڈول بھر کر دیا گیا آپ نے اس میں سے پیا، غرارہ کیا، پھر سس میں کلی کر دی، اور حکم دیا کہ چاو زمزم میں اونڈیل دیا جائے۔

۱۳۱ طاؤس نے لوگوں سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر

طواف کیا۔

شام بن حمیر نے طاؤس سے سنا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمرم پر آئے اور فرمایا، مجھے دو، آپ کو ایک ڈول دیا گیا، آنحضرت نے اس میں سے پیا پھر اس میں کلی کی، اور وہ پانی آپ کے حکم سے گنویں میں اونڈیل دیا گیا۔

آنحضرت سقایہ (سبیل) کی طرف روانہ ہوئے، جو سقایۃ النبیز (کھانا) تھا، کہ اس کا پانی پئیں، پھر ابن عباس نے عباس سے کہا کہ یہ تو ایسا ہے کہ آج ہی ہاتھوں نے اسے گھنگول ڈالا ہے، البتہ بیت اللہ میں پینے کا صاف پانی ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے اور کوئی پانی پینے سے انکار کیا، اور اسی کو پیا، طاؤس کہا کرتے تھے کہ سقایۃ النبیز سے پانی پینا حج پورا کرنے والی چیزوں میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سقایۃ) النبیز سے اور زمرم سے (پانی) پیا اور فرمایا کہ اگر سنت نہ ہو جاتی تو میں (پانی کا ڈول) کھینچتا حسین بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے جب کہ لوگ ان کے گرد جمع تھے پوچھا کہ کیا تم اس نیند کو ملو سنت استعمال کرتے ہو یا وہ تم پر دودھ اور شہد سے زیادہ سہل ہے؟ ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ ہمراہ اصحاب مہاجرین و انصار بھی تھے، چند بیا لے لائے تھے، جن میں نمید تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا مگر سیر ہونے سے پہلے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا، تم نے اچھا کیا، اسی طرح کہنے جاؤ،

ابن عباس نے کہا کہ مجھے اس معاملے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اس سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم پر دودھ اور شہد کے سیلاب بہ جائیں۔

(تنبیہ: سقایۃ النبیز کے نام سے زمرم کی ایک سبیل تھی، راوی نے مجازاً اس کے پانی کو نمید کہا کیونکہ حقیقتہً نمید کے معنی شراب کے ہیں یہ حال ہے کہ آپ کے زمانے میں کسی میں حقیقی نمید کا گذر ہوا ہو نمید تو فتح مکہ سے پہلے ہی حرام ہو چکی تھی) عطار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (مٹی) سے گئے،

واپس آئے تو آپ نے اپنے لئے تنہا ایک دُول کھینچا، سینے کے بعد جدول میں بیٹھ گیا اُسے کنوئیں میں اونڈیل دیا، اور فرمایا: ”ایسا نہ ہو کہ لوگ تمھاری بیل (سقاہ) میں تم پر غالب آجائیں، اس لئے میرے سوا کوئی اور اُس سے نہ کھینچے“ خود آپ نے وہ دُول کھینچا جس میں سے آپ نے یا کسی اور نے آپ کی مدد نہیں کی۔

ہارث بن وہب انسجامی نے جن کی ماں عمرہ کی زوجہ تھیں بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، لوگ بھی بیشتر حاضر تھے آپ نے ہیں دو رکعتیں پڑھائیں۔

عمر بن خارجه سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ ارستاد فرمایا، میں آپ کی نائے کی گردن کے نیچے تھا جُرجکالی کر رہی تھی اس کا لعاب میرے دونوں شانوں کے درمیان بہ رہا تھا، آنحضرتؐ نے فرمایا:

”اللہ نے ہر انسان کے لئے میراث میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے اس لئے وارث کے لئے وصیت جائز نہیں“ خبردار بچہ صاحب فراش کے لئے ہے (یعنی عورت جس کی منکوحہ ہے بچہ اُسی شخص کا ہے اگرچہ وہ مخفی طور پر زنا سے ہو) اور بدکار کے لئے پتھر ہے، وہ شخص جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا (بیٹا) ہونے کا دعویٰ کرے یا کوئی آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والوں سے منہ پھیر کے دوسروں کا آزاد کردہ غلام ہونے کا دعویٰ کرے تو اُس پر اللہ کی لعنت ہے اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

۱۳۲

ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر میں جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے، لوگوں سے فرمایا: ”یہ کون سا دن ہے عرس کی یوم النحر ہے“ فرمایا: ”یہ کونسا شہر ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”بلد حرام“ فرمایا: ”یہ کونسا مہینہ ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”شہر حرام“ فرمایا:

”یہ حج اکبر کا دن ہے، تمھارے خون، تمھارے مال، تمھاری آبرو میں اس دن میں اس مہینے میں اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہیں“ پھر فرمایا: ”گیا میں نے (پیام الہی کی) تبلیغ کر دی“ لوگوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمانے لگے "اے اللہ گواہ رہ" آپ نے لوگوں کو رخصت (وداع) کیا اس لئے انھوں نے (اس حج کو) "حجۃ الوداع" کہا۔

نبیط بن بشریط الأشجعی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں اپنے والد کا ردیف (اونٹ کی سواری میں ہم نشین) تھا کہ بنی ہاشمی علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے لگے میں اونٹ کے ٹمڑن پر کھڑا ہو گیا اور اپنے دونوں پاؤں والد کے ستانوں پر رکھ لئے میں نے آپ کو کہتے سنا کہ "کونسا دن سب سے زیادہ محترم ہے، لوگوں نے کہا یہی دن، فرمایا "کونسا مہینہ سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی مہینہ، فرمایا "کونسا شہر سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی شہر، فرمایا "تمہارے خون تمہارے مال، تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے" فرمایا کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے کہا ہاں فرمایا اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ۔

ابو خاوہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النقیہ میں (یعنی جمعہ عقبہ کی رمی کے روز) ارذی الحجہ کو) یہیں خطبہ بنا کر فرمایا: اے لوگو! تمہارے خون تمہارے مال، اپنے پروردگار سے ملنے تک تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں ہے خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ ہم لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا اے اللہ گواہ رہ، خبردار میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جاتا کہ تم میں سے کوئی کسی کی گردن مارے،

امم النخعیین سے مروی ہے کہ میں نے شب عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ پر اس طرح اپنی چادر لٹکائے ہوئے دیکھا (ابو بکر دو میانی راوی) نے اشارہ کیا کہ آپ نے اسے اپنے بازو کے نیچے سے بائیں بازو پر ڈال لیا تھا اور اپنا دامنا بازو کھول دیا تھا پھر میں سے آپ کو کہتے سنا کہ "اے لوگو! سنو اور اطاعت کرو" اگرچہ تم پر کوئی عجیب و غریب غلام ہی امیر کیوں نہ مقرر دیا جائے جو تم میں کتاب اللہ کو قائم کرے،

نہیٹ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم عرفہ میں
سُرخ اونٹ پر خطبہ فرماتے دیکھا۔

عبدالرحمن بن معاذ الیمی سے مروی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جبکہ ہم منیٰ میں تھے
(منجانب اللہ) ہمارے مکان کھول دیئے گئے تھے، جو کچھ آپ فرما رہے تھے ہم
لوگ اچھی طرح سن رہے تھے، حالانکہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں تھے،

آپ لوگوں کو مناسب (مسائل) ج (تعلیم) کرنے لگے، جب (رمی) ہمار
(کے بیان) پر پہنچے تو فرمایا مچھوٹی کنکریوں سے آپ نے اپنی دونوں شہادت
کی انگلی ایک دوسری پر رکھی پھر ہاجر بن کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے آگے کے
حصے میں اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے پیچھے اتریں پھر اور لوگ بعد کو اترے۔

زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع
میں فرمایا اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) جو تم کھاؤ
اسی میں سے اُنھیں کھلاؤ جو تم پہننا اسی میں سے اُنھیں پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا
گناہ کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اسے اللہ کے بند اُنھیں بیڑا دو اور
اُنھیں سزا دو،

الہراس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں قربانی کے روز (یوم النحر)
میں اپنے والد کا ہم نشین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ناقہ پر لوگوں کو خطبہ
نارہے تھے۔

الہراس بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واپس ہوئے میرے والد اپنے اونٹ پر مجھے پیچھے بیٹھائے ہوئے تھے، میں
چھوٹا بچہ تھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یوم النحر میں منیٰ میں اپنی
کان کنی اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

ابی بکرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں خطبہ
ارشاد فرمایا کہ خبردار زماۃ اپنی حیثیت پر اسی دن سے گروہش کرتا ہے جن دن سے
اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، سال بارہ ہینے کا ہے ان میں سے چار ہینے

حرام (محرم) ہیں تین تو پے در پے ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم (اور ایک بعد کو) (قبیلہ) مضر کا وہ رجب جو جادی (الآخرہ) و شعبان کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا، یہ کونسا دن ہے؟ تو ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے، فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے۔

فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گمان ہوا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام بتائیں گے، تو فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے۔

فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا کوئی نام بتائیں گے، تو فرمایا، کیا یہ بلدہ حرام نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے، فرمایا، تمہارے خون، تمہارے مال (راوی نے کہا، یہ خیال ہے کہ

آپ نے) اور تمہاری آبر و عین بھی فرمایا، تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے

اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور اس شہر میں ہے، تم اپنے پروردگار

سے ملو گے تو وہ تم سے، تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا، خبردار میرے

بعد گمراہ ہو کر (دین سے) نہ پھر جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، خیردار

کیا میں نے (حق) پہنچا دیا؟ خیردار، جو تم میں سے حاضر ہے وہ جانب کو ہنچا دے

کیونکہ شاید بعض وہ لوگ جنہیں یہ پہنچے اس کے زیادہ حافظ ہوں بہ نسبت

ان کے جنہوں نے اسے سنا، خبردار، کیا میں نے تبلیغ کر دی؟

محمد نے کہلائی ہی ہوا، بعض لوگ جن کو پہنچا وہ ان سے زیادہ حافظ ہوں

جن سے انہوں نے سنا۔

جادی سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں ابوبکرؓ نے سفر حج کیا، اور علیؓ نے اذان دی

اہل جاہلیت دو سال تک سال کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں حج کیا کرتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں پڑا، آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، زمانے نے اپنی ہیئت کے مطابق گردش کی، ابو بشر نے کہا کہ لوگوں نے جب حق کو ترک کر دیا تو جینے بھول گئے، الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن حذافہ کو اپنی سواری پر بھیجا کہ وہ ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳ ذی الحجہ) کے روزوں سے منع کریں، اور فرمایا کہ یہ تو صرف کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں، معن (راوی) نے اپنی حدیث میں کہا: مسلمان ان ایام کے روزے سے باز رہے۔

بَدِیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں یہ حکم دیا کہ میں نداؤں "یہ کھانے پینے کے دن ہیں، لہذا ان میں کوئی آرزو نہ رکھے"۔

الحکم الزرقانی کی والدہ سے مروی ہے کہ گویا میں علیؑ کو دیکھ رہی ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار تھے۔ جس وقت وہ شعب الانصار پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ اے لوگو یہ روزوں کے دن نہیں ہیں، یہ تو صرف کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خالص اور تنہا حج کا احرام باندھا تھا، اس کے ساتھ کوئی اور نیت نہ تھی، ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو کئے آئے تو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہو جانے (احرام کھول دینے) کا حکم دیا، اور فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اس (حج) کو عمرہ کو، آپ کو خنبوسہ بھی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عمرہ کے درمیان پانچ روز سے زائد نہ رہے تو آپ نے ہمیں حلال ہو سنے کا حکم دیا تاکہ ہم مثلیٰ اس حالت میں جائیں کہ چارہ شرمگاہوں سے منہ پھرتی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، ہمیں مخاطب فرمایا کہ مجھے وہ بات پہنچ گئی ہے جو تم نے کہی، میں تم لوگوں سے زیادہ نیکو کار اور زیادہ متقی ہوں، اگر (میرے ہمراہ دینے سے) پڑی نہ ہوتی تو میں حضور طلال پر جاتا

اور اگر مجھے پہلے سے اپنا حال معلوم ہوتا جو بعد کو مجھے معلوم ہوا تو میں ہدی نہ لاتا۔
 علیؑ میں سے آئے تو آپ نے اُن سے پوچھا، تم نے کابھیکا احرام باندھا
 اُنھوں نے کہا کہ جس کا نبی صلعم نے باندھا ہوا فرمایا، ہدی لاؤ، اور احرام میں
 رہو، جیسا کہ تم ہو،

۱۳۵۰ آپ کے سراقہ نے کہا، یا رسول اللہ کیا آپ نے ہمارے اس عمرہ پر غور فرمایا
 کہ یہ اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے فرمایا، ہمیشہ کے لیے
 اسمعیل (راوی) نے کہا، "یا اس کے مثل کہا۔"

ان بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "لبیک
 عمرہ و حجا" کہتے سنا،

ان بن مالک سے (دوسرے طریقے سے) مروی ہے کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو "لبیک بعمرہ و حج" کہتے سنا،

النجعی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت "البوم اکلت
 لکھدینکم" (آج میں نے تمہارے لئے دین کا ل کر دیا) نازل ہوئی، یہ آیت
 آپ کے وقوف عرفہ کی حالت میں نازل ہوئی، جس وقت آپ نے موتف ابہم
 میں وقوف کیا تھا، شرک مضمحل ہو گیا، جاہلیت کے روشنی کے مقامات منہدم
 کر دیے گئے، کسی برہنہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا،

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر
 میں جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

سعید بن العاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم الصد رکو
 (رج سے واپسی کے دن) ابن عمر کے ساتھ واپس ہوا، چند بیٹی رفیق ہمارے پاس
 سے گزرتی، بن کے کجاوے چڑے کے تھے، اُن کے اونٹ کی گیلیں بھی
 تھیں، عید اللہ (ابن عمر) نے کہا کہ جو شخص اُن رفقا کو دیکھنا چاہے جو اس سال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا، آپ کے اصحاب کے ساتھ وارد ہوئے جبکہ
 آپ لوگ حجة الوداع میں آئے تھے تو اُسے ان رفقا کو دیکھنا چاہیے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے حجة الوداع کہنا پڑی تھی، طاہر بن

کہا کہ میں نے حجۃ الاسلام کہا تو انہوں نے کہا یاں حجۃ الاسلام۔
ابراہیم بن یسرو سے مروی ہے کہ طاؤس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے۔
علاء بن ابی مرثد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہمارا اپنے مناسک ادا کرنے کے بعد تین دن ٹھیرے،
قتادہ نے کہا میں نے اس سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کیے
انہوں نے کہا صرف ایک حج،

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے
پہلے دو حج کئے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا، ۱۳۶

ام المؤمنین وقاسم سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ لوگ
دونسک (حج و عمرہ) کر کے لوٹ رہے ہیں اور میں ایک ہی نسک (حج) کے ساتھ
لوٹ رہی ہوں، آپ نے فرمایا تم انتظار کرو، جب (حیض سے) پاک ہو جانا، تو
تیسیم تک جانا، وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھ لینا، ہم سے فلاں فلاں پہاڑ پر ملنا
(مجھے خیال ہے فلاں فرمایا تھا) لیکن وہ (عمرہ) بقدر تمہاری غلیظت کے ہو گا یا
فرمایا بقدر تمہارے حرج کے ہو گا، یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو

سمریہ اسامہ بن زید بن حارثہ

اسامہ بن زید بن حارثہ کا سمریہ اہل انبی کی جانب جو البلقاء کے نواح میں
السرۃ کی زمین ہے پیش آیا۔

چھبیسویں صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لوگوں کو چہار روم کی طیاری کا حکم دیا۔ دوسرے دن آپ نے اسامہ بن زید کو
بلایا اور فرمایا:

اُپنے باپ کے مقتل پر جاؤ اور کف لے کر کھجوریں لے کر دو، میں نے
اس لشکر پر تمہیں والی بنا دیا ہے، تم سویرے اہل انبی پر حملہ کرو ان میں سے لگا دو

اور آسانی چلو کہ خبروں کے آگے ہو جاؤ، اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کر دے تو تم ان لوگوں میں بہت کم ٹھہرو، اپنے ہمراہ رہبروں کو لیلو، مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کر دو۔

چار شنبے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیماری) شروع ہو گئی، آپ کو بخار اور درد سر ہو گیا، پہنچنے کی صبح کو آپ نے اپنے ہاتھ سے اُسامہ کے لئے جھنڈا باندھا، پھر فرمایا، اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اُس سے جنگ کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے۔

وہ اپنے جھنڈے کو جو بندھا ہوا تھا لیکے بکھے، جسے بُریدہ بن الحُصیب الاصلیٰ کو دیدیا، الجُحُف میں لشکر جمع کیا، ہاجرین اولین و انصار کے معززین میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس غزوے میں بلا نہ لیا گیا ہو۔

ابوبکر الصدیق، عمر بن الخطاب، ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، قتادہ بن النعمان، سلمہ بن اسلم بن حرث جیسے اصحاب کبار تھے۔ قوم نے اعتراض کیا کہ یہ لڑکا ہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عفو ہوتے، آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ سر پر ایک پتی (بندھی) تھی، اور جسم پر ایک چادر تھی، آپ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا:

اما بعد، اے لوگو! تم میں سے بعض کی گفتگو اُسامہ کو امیر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی، (تو تعجب نہیں) اگر تم نے اُسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا، تم اس سے پہلے ان کے باپ کے امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو، خدا کی قسم، وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا بھی امارت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں، ان دونوں سے ہر خیر کا گمان کیا گیا ہے، تم لوگ اُسامہ کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔

آپ (منبر سے) اتر کر اپنے مکان میں داخل ہو گئے، یہ ۱۰/ ربیع الاول یوم شنبہ کا واقعہ ہے، وہ مسلمان جو اُسامہ کے ہمراہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

رخصت ہو کر لشکر کی طرف جو البحر میں تھا جا رہے تھے۔
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ فرمانے لگے،
 اُسامہ کے لشکر کو روانہ کر دینا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا درد بہت شدید
 ہو گیا، اُسامہ اپنے لشکر گاہ سے اُس وقت آئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش
 تھے، اُس روز لوگوں نے آپ کو دو اہلائی تھی۔

اُسامہ نے سر جھکا کے آپ کو بوسہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کلام نہیں فرما سکتے تھے، آپ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے
 اور انھیں اُسامہ پر رکھ دیتے تھے، اُسامہ نے کہا کہ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔
 اُسامہ اپنے لشکر گاہ کو واپس آ گئے، دو شعبے کو آئے، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی صبح افات کی حالت میں ہوئی تھی، آپ پر اللہ کی بیشمار رحمتیں اور
 برکتیں نازل ہوں، آپ نے اُن سے فرمایا کہ صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ
 ہو جاؤ۔

اُسامہ آنحضرت سے رخصت ہو کر اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے،
 اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ کر ہی رہے
 تھے کہ اُن کی والدہ ام ایمن کا قاصدان کے پاس آ کر یہ کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم انتقال فرماتے ہیں۔

وہ آئے اور اُن کے ہمراہ عمر و ابو عبیدہ بھی آئے، وہ لوگ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ آپ انتقال فرما رہے تھے،
 ۱۱/ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو جبکہ آفتاب تھل چکا تھا آپ کی وفات ہو گئی
 اللہ تعالیٰ آپ پر ایسی رحمت نازل کرے جس سے آپ خوش ہوں اور جسے آپ
 پسند کریں۔

لشکر کے وہ مسلمان بھی مدینہ آ گئے جو البحر میں جمع تھے، بریدہ بن
 الحصیب بھی اُسامہ کا بندہ تھا جو اجنڈا لیکے آ گئے، وہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دروازے پر لے آئے، وہاں اُسے گاڑ دیا جب ابو بکرؓ سے
 بیعت کر لی گئی تو انھوں نے بریدہ بن الحصیب کو جھنڈا اُسامہ کے مکان لیجانے کا

حکم دیا تاکہ وہ آپ کی مرضی کے مطابق روانہ ہوں، بریدہ اُسے لوگوں سے پہلے لشکر گاہ کو لئے گئے۔

عرب مرتد ہو گئے تو ابوبکرؓ سے اسامہ کے روکنے کے بارے میں گفتگو کی گئی انھوں نے انکار کیا، ابوبکرؓ نے اسامہ سے عمر کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ انھیں رہ جانے کی اجازت دیدیں اسامہ نے اجازت دیدی۔

جمعہ الآخرؓ کا چاند ہوا تو اسامہ روانہ ہوئے، وہ میں رات میں اہل اُبنی تک پہنچے، ان پر ایک دم سے حملہ کر دیا، اُن کا شعار (علامت و اصطلاح شناخت) ”یا منصور اُمرت“ تھا، جو اُن کے سامنے آیا اُسے قتل کیا اور جس پر قابو چلا اُسے قید کر لیا، اُن کی کشتیوں میں آگ لگا دی، مکانات اور کھیت اور باغ جلا دیئے جس سے وہ سب دھواں دھار ہو گئے،

اسامہ نے اُن لوگوں کے میدانوں میں اپنے لشکر کو گشت کرایا اُس روز جو کچھ انھیں مال غنیمت ملا اُس کی طیاری میں بٹھیرے رہے، اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبجہ پر سوار تھے، انھوں نے اپنے والد کے قاتل کو بھی غفلت کی حالت میں قتل کر دیا، اسامہ نے گھوڑے کے دو حصے لگائے اور گھوڑے کے مالک کا ایک، اپنے لئے اسی کے مثل حصہ لیا،

جب شام ہو گئی تو اسامہ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، اپنی رفقاء تیز کر دی، نورات میں وادی القریٰ میں آ گئے، انھوں نے بشیر (مردہ ارساں) کو مدینے بھیجا کہ وہ لوگوں کی سلامتی کی خبر دے،

اس کے بعد انھوں نے روانگی کا قصد کیا، چھ رات میں مدینے پہنچ گئے، مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی، ابوبکرؓ مہاجرین و اہل مدینہ کے ہمراہ اُن لوگوں کو لینے کے لئے ان کی سلامتی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبجہ پر سوار (مدینے میں) اس طرح داخل ہوئے کہ جھنڈا ان کے آگے تھا، جسے بریدہ بن اکھیب اٹھائے ہوئے تھے، یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ گئے، اُس کے اندر گئے اور دو رکعت

نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس گئے۔
 اُسامہ نے جو کچھ کیا وہ ہر قل کو معلوم ہوا جو محض میں تھا تو اس نے
 السقاء میں رہنے کے لئے ایک لشکر بھیجا، وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ
 ابو بکر و عمر کی خلافت میں لشکر شام کی طرف بھیجے گئے۔



تصحیحات

جزء ہفتم

طبقات ابن سعد جزو ثانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳	۱۲	راوز	روز	۶۰	۹	شمار	اشعار
۴	۲	بی صمرہ	بی صمرہ	۶۲	۱۵	ماس	یاس
۵	۱۰	کہ	کے	۶۵	۱۸	قبول	قبول
۶	۱۵	سر نوڈایا	سر نوڈایا	۶۷	۲	اتیہ	اسیہ
۲۲	۱۰	مو	ہو	۸۲	۵	زید بن ارقم	زید بن ارقم
۲۷	۲	م	تم	۱۰۰	۱۵	چنٹے	چلیے
۲۹	۱۹	ٹھہرا	ٹھہرا	۱۲۳	۳	پازاروں	پازاروں
۳۹	۱	ے	کے	۱۲۶	۱۹	ترکش	ترکش
۴۰	۱	بھڑک	بھڑک	۱۲۶	۲۲	کسی	کئی
۵۳	۲۳	خشیہ	خشیہ	۱۳۵	۱۲	لحدیبیہ	حدیبیہ
۵۷	۱۱	ہیں	نہیں	۱۳۸	۹	ہوا، صبر	ہوا، صبر
۵۷	۱۸	مھی	بھی	۱۴۸	۱۸	اپ	آپ
۵۷	۱۹	اپنے	اپنے	۱۴۹	۱۶	فتح جربہ	فتح جربہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۵۱	۱۶	حمے	خیجے	۱۹۷	۳	رسول اللہ	رسول اللہ ﷺ
۱۵۷	پیشانی	ابن سعد	ابن سعد	۲۱۲	۱۵	پانی	پانی
۱۵۷	۲	آپ	آپ	۲۲۶	۹	حجۃ الوداع	حجۃ الوداع
۱۵۸	۲	آکے	آگے	۲۲۷	۱۴	نبید	نبید
"	۱۴	فاطمہ	فاطمہ	۲۳۱	۲۵	ہتیفے	ہتیفے
۱۷۷	۲۵	دیا	دی				

